نظرثانی واضافہ شدہ ایڈیشن

کتاب المسائل

عقدِ نکاح ، رشتہ ناطہ ، کفاءت ، مصاہرت ، رضاعت
محرّمات اور مہر وغیرہ کے ضروری مسائل



جلد چہارم

مرتب :
مفتی محمد سلمان منصورپوری
جامعہ قاسمیہ مدرسہ شاہی مرادآباد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کتاب المسائل

(جلدِ چہارم)

عقدِ نکاح، رشتہ ناطہ، کفاءت، مصاہرت، رضاعت،
محرّمات اور مہر وغیرہ کے ضروری مسائل

مرتب:

مفتی محمد سلمان منصور پوری

جامعہ قاسمیہ مدرسہ شاہی مرادآباد

ناشر

المرکز العلمی للنشر والتحقیق مرادآباد

تقسیم کار:

فرید بک ڈپو (پرائیویٹ) لمٹیڈ

☐ اِس کتاب کی اِشاعت کی عام اِجازت ہے؛ لیکن بہتر ہے کہ طباعت سے قبل مرتب کو مطلع کریں؛ تاکہ اگر کوئی تبدیلی ناگزیر ہو تو اُس سے آگاہ کردیا جائے۔ [مرتب]

نام کتاب: کتاب المسائل (۴)

مرتب: مفتی محمد سلمان منصور پوری

کتابت وتزئین: محمد اسجد قاسمی مظفر نگری

صفحات: ۳۲۸

قیمت:

اشاعتِ اول: رجب المرجب ۱۴۳۹ھ مطابق اپریل ۲۰۱۸ء

ناشر: المرکز العلمی للنشر والتحقیق لال باغ مرادآباد

09412635154 - 09058602750

تقسیم کار: فرید بک ڈپو (پرائیویٹ لمٹیڈ) دریا گنج دہلی

011-23289786 - 23289159

خیر کثیر

يُؤْتِى الْحِكْمَةَ مَنْ يَّشَآءُ وَمَنْ يُّؤْتَ الْحِكْمَةَ فَقَدْ أُوْتِىَ خَيْراً كَثِيْرًا ○

(البقرة: ٢٧٩)

اللہ تعالیٰ جس کو چاہتے ہیں سمجھ عنایت فرمادیتے ہیں اور جس کو سمجھ ملی اس کو بڑی خوبی ملی۔

مَنْ يُّرِدِ اللّٰهُ بِهٖ خَيْرًا يُّفَقِّهْهُ فِىْ الدِّيْنِ.

(صحيح البخاري ١٦/١، مختصر بيان العلم ٣٣)

جس شخص کے ساتھ اللہ تعالیٰ خیر کا ارادہ فرماتے ہیں اس کو دین کی سمجھ عطا فرمادیتے ہیں۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

عرضِ مرتب

نحمدہٗ ونصلی علی رسولہ الکریم! اما بعد:

احقر کا دل جذبات شکر سے معمور ہے کہ اللہ ربُ العزت نے محض اپنے فضل وکرم سے ’’نکاح‘‘ اور اُس سے متعلق اَبواب کے ضروری مسائل ومضامین آسان اَنداز میں جمع کرنے کی توفیق عطا فرمائی، جن کو ’’کتاب المسائل‘‘ کی چوتھی جلد کے طور پر قارئین کی خدمت میں پیش کرنے کی سعادت حاصل ہورہی ہے۔ فالحمد والشکر کلہ للہ۔

یہ سب مسائل ماہنامہ ’’ندائے شاہی‘‘ میں قسط وار شائع ہوکر عوام وخواص کی نظر سے گذر چکے ہیں۔ نیز اِشاعت سے قبل پورے مسودے پر محقق العصر حضرت مولانا مفتی شبیر احمد صاحب مدظلہم مفتی ومحدث جامعہ قاسمیہ مدرسہ شاہی مرادآباد نے نظر ڈالی، اور مفید مشوروں سے نوازا، جس پر احقر بے حد مشکور ہے۔

علاوہ اَزیں حضرت الاستاذ مولانا مفتی حبیب الرحمٰن صاحب خیرآبادی دامت برکاتہم صدر مفتی دارالعلوم دیوبند نے بھی مشغولیت کے باوجود اَز راہِ شفقت چوتھی اور پانچویں جلد کے مسودہ کو ملاحظہ فرماکر حوصلہ افزاء کلمات سے سرفراز فرمایا۔ نیز مخدومِ معظم والد محترم، اَمیر الہند حضرت الاستاذ مولانا قاری سید محمد عثمان صاحب منصورپوری دامت برکاتہم اُستاذ حدیث دارالعلوم دیوبند وصدر جمعیۃ علماء ہند نے بھی مسودہ پر نظر ڈال کر دعاؤں سے نوازا، جو اِس ناکارہ کے لئے بڑا سرمایہ ہے۔ **فجزاهم الله تعالىٰ أحسن الجزاء۔**

اِس کتاب میں مسائل کے اِنتخاب اور حوالوں کی مراجعت کے سلسلہ میں بہت سے باصلاحیت اَفراد کی محنتیں شامل رہی ہیں، جن میں گذشتہ سالوں میں مدرسہ شاہی کے شعبۂ اِفتاء کے متعدد فضلاء؛ بالخصوص عزیزم مولوی مفتی محمد سہیل بڑودوی سلمہ فاضل اِفتاء مدرسہ شاہی مرادآباد (۱۴۳۸ھ) قابل ذکر ہیں، اللہ تعالیٰ اُن سب کو علم وعمل کی برکتوں سے مالامال فرمائیں، آمین۔

کمپیوٹر کتابت اور تزئین وتہذیب میں عزیزم مولوی محمد اسجد قاسمی مظفرنگر سلمہ نے اَن تھک محنت کی، جس پر وہ بھی شکریہ کے مستحق ہیں۔

اخیر میں قارئین سے درخواست ہے کہ دورانِ مطالعہ کوئی لفظی یا معنوی غلطی نظر پڑے تو ضرور مطلع فرمائیں؛ تاکہ آئندہ اس کی تصحیح کی جاسکے۔

اللہ تعالیٰ اِس حقیر محنت کو قبول فرمائیں، اور اُمت کے لئے نافع اور مرتب اور اُس کے والدین واَساتذۂ کرام کے لئے صدقہ جاریہ بنائیں، آمین۔

فقط واللہ الموفق

احقر محمد سلمان منصورپوری غفرلہ

خادم فقہ وحدیث جامعہ قاسمیہ مدرسہ شاہی مرادآباد

۳؍رجب المرجب ۱۴۳۹ھ

۲۲؍اپریل ۲۰۱۸ء بروز جمعرات

❑❖❑

دعائیہ کلمات:

مخدوم مکرم حضرت الاستاذ

مولانا مفتی حبیب الرحمٰن صاحب خیرآبادی دامت برکاتہم

صدر مفتی دارالعلوم دیوبند

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للّٰہ رب العالمین، والصلاۃ والسلام علیٰ سید الأنبیاء والمرسلین، وعلیٰ آلہٖ وصحبہٖ أجمعین، أما بعد!

علم فقہ بہت بڑی نعمت اور بیش بہا دولت ہے، جس کو اللہ تعالیٰ نے اِس دولت سے نوازا اُس کو فقیہ بنادیا، اور عزت کے اعلیٰ مقام پر پہنچادیا۔ کسی شاعر نے کہا ہے:

إِذَا مَا اعْتَزَّ ذُوْ عِلْمٍ بِعِلْمٍ
فَعِلْمُ الْفِقْهِ أَوْلیٰ بِاعْتِزَازٖ

خلاصہ یہ کہ جب کوئی علم دین حاصل کرنا چاہے تو اُسے چاہئے کہ علم فقہ میں مہارت اور فقاہت حاصل کرے؛ کیوں کہ اِس سے بڑھ کر آدمی کو عزت کے مقام پر پہنچانے والا اور کوئی علم نہیں؛ اِس لئے کہ اسی علم سے حلال وحرام، جائز وناجائز، ظلم وانصاف، اخلاق وبداَخلاقی کا پتہ چلتا ہے۔

دنیا میں بڑے بڑے فقہاء پیدا ہوئے، اور اُنہوں نے فقہی مسائل اور دینی احکام پر بے شمار کتابیں لکھ کر اُمت مسلمہ کی رہنمائی کی ہے، اور یہ سلسلہ اب تک چلا آرہا ہے، اور اِن شاء اللہ قیامت تک جاری رہے گا۔

اِسی سلسلہ کی ایک کڑی ''کتاب المسائل'' بھی ہے، جس میں عزیز محترم مولانا مفتی سید محمد سلمان صاحب منصور پوری سلمہ نے بڑی محنت اور عرق ریزی کے ساتھ اُمت کے کام آنے

والے مسائل کو یکجا کیا ہے، اور ہر مسئلہ کو فقہی کتابوں کے حوالوں سے مدلل کر کے اِس کتاب میں جان پیدا کردی ہے، اِس میں نئے مسائل بھی ہیں اور پرانے مسائل بھی ہیں، اِس میں کچھ مشکل مسائل بھی ہیں، جن کو بڑی خوبصورتی کے ساتھ سلیس اور آسان زبان میں حل کیا گیا ہے، اور قائین کی سہولت کے لئے ہر مسئلہ کا عنوان بھی لکھ دیا ہے۔

اِس سے قبل طہارت، نماز، روزہ، زکوٰۃ اور حج کے مسائل تین جلدوں میں آچکے ہیں، اَب آگے ''نکاح اور طلاق'' کے متعلق مسائل زیر اِشاعت ہیں۔

جب میں دارالعلوم دیوبند میں آیا، تو حضرت مولانا وحید الزماں صاحب کیرانوی رحمۃ اللہ علیہ اُستاذ اَدب ومعاون مہتمم دارالعلوم دیوبند نے مجھ سے فرمایا تھا کہ ''مفتی صاحب! آپ فقہی مسائل کو سلیس اُردو زبان میں عنوانات اور مسائل کے حوالوں کے ساتھ کتابی شکل میں مرتب فرمادیں؛ تاکہ اُمت کے ہاتھ میں مستند اور معتمد کتاب آجائے، اور پورے وثوق کے ساتھ پڑھ کر اس پر عمل کرے''؛ لیکن یہ سعادت میرے حصہ میں تو نہ آسکی، مگر الحمد للہ عزیزم مفتی محمد سلمان صاحب سلمہ کے حصہ میں آئی۔

اللہ تعالیٰ اِس کتاب میں برکت عطا فرمائیں، اور شرفِ قبولیت سے نوازیں، اور مؤلف کے لئے ذخیرۂ آخرت بنائیں، آمین۔

احقر حبیب الرحمٰن خیرآبادی غفرلہ
مفتی دارالعلوم دیوبند
۲۵؍ جمادی الثانیہ ۱۴۳۹ھ
مطابق ۱۴؍ مارچ ۲۰۱۸ء بروز بدھ

رائے عالی:

مخدوم محترم، حضرت اَقدس

مولانا مفتی احمد صاحب خان پوری مدظلہ العالی

مفتی اَعظم گجرات وشیخ الحدیث جامعہ تعلیم الدین ڈابھیل

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

علومِ اسلامیہ دینیہ شرعیہ میں جو مقام ومرتبہ فقہ کو حاصل ہے، وہ کسی علم کو حاصل نہیں، فقہ درحقیقت قرآن وحدیث کا نچوڑ ہے، جس کا تعلق انسان کی اُس زندگی سے ہے جس کے ذریعہ نجات کی توقع ہوتی ہے، اور اللہ تعالیٰ تک پہنچنے کا بہترین ذریعہ ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے جن بندوں کے ساتھ خصوصی اور عظیم بھلائی کا اِرادہ فرماتے ہیں اُن کو اِس نعمت سے نوازتے ہیں، جیسا کہ اِرشادِ نبوی ہے: ''مَنْ يُّرِدِ اللّٰهُ بِهٖ خَيْرًا يُفَقِّهْهُ فِي الدِّيْنِ''. (صحيح البخاري ١٦/١ رقم: ٧٢)

اور حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے لئے خصوصی دعا مانگی: ''اَللّٰهُمَّ فَقِّهْهُ فِي الدِّيْنِ''۔ (اے اللہ! آپ اُس کو دینی فقاہت نصیب فرمائیے)

ہر دَور میں اللہ تعالیٰ کے ایسے بندے موجود ہوتے ہیں جو کتاب وسنت اور سلف صالحین کے اَقوال کو سمجھ کر مسائل شرعیہ کی توضیح وتشریح اور دین کی صحیح رہنمائی کا فریضہ انجام دیتے ہیں۔

حضرت مولانا مفتی سید محمد سلمان صاحب منصور پوری زید مجدہم اُستاذ الحدیث ومفتی جامعہ قاسمیہ مدرسہ شاہی مرادآباد بھی اللہ تعالیٰ کے اُن چنیدہ بندوں میں سے ہیں جو حدیث وفقہ کی مقبول خدمات انجام دے رہے ہیں۔

آپ کی مرتبہ ''کتاب المسائل'' میں مسائلِ شرعیہ کو سلیس اور مدلل طریقہ سے عام فہم انداز میں پیش کیا گیا ہے، جس سے تمام طبقات کے لوگ بہ سہولت رہنمائی حاصل کر رہے ہیں۔

اللہ تعالیٰ اِس کتاب کے فیض کو عام وتام فرمائیں، اور مؤلفِ کتاب کے حق میں صدقہ جاریہ بنائیں، آمین۔

کتبہ: احمد خانپوری عفی عنہ
۳؍ربیع الاول ۱۴۳۹ھ

نوٹ:- حضرت والا کی یہ تحریر ''کتاب المسائل'' کے گجراتی ترجمہ کے پیش لفظ سے ماخوذ ہے (یہ ترجمہ محبّ مکرم جناب مولانا خلیل احمد صاحب بلساڑوی زیدکرمہم اُستاذ دارالعلوم اَمان الاسلام دمن نے کرایاہے، جو زیرِاشاعت ہے)

❐❖❐

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حسنِ ترتیب

کتاب النکاح ۳۳

رشتہ ناطہ کے مسائل

کفاءت کے مسائل

عقدِ نکاح سے متعلق مسائل

نکاح میں گواہی کے مسائل

ولایتِ نکاح کے مسائل

وکالتِ نکاح کے مسائل

فضولی کا نکاح

محرماتِ نکاح (کن عورتوں سے نکاح حرام ہے؟)

حرمتِ مصاہرت کے مسائل

حرمتِ رضاعت کے مسائل

محرمات بوجہِ جمع

محرماتِ ملک

محرماتِ کفر وشرک

محرمات بوجہِ غلامی

چار سے زیادہ بیویوں کو ایک نکاح میں جمع کرنے کی حرمت

حرمتِ نکاح بسبب حقِ غیر

مہر سے متعلق مسائل

چند رسومات ومنکراتِ نکاح

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کتاب النکاح

❑ نکاح کے منتخب ضروری مسائل

نکاح کے اَہم مسائل

نکاح؛ فطری ضرورت

دنیا کو آباد رکھنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے مرد وعورت کے درمیان فطری طور پر کشش رکھی ہے، اب اس کشش کے تقاضوں پر مطلقاً بند لگا دینا، جس طرح خلافِ فطرت اور ناقابل عمل ہے، اسی طرح اس عمل کو بے لگام کردینا بھی سخت فتنہ اور فساد کا سبب ہے؛ کیوں کہ اگر صرف شہوت رانی کو مقصود بنایا جائے گا اور کسی ذمہ داری کے بغیر موج مستی کی اجازت دی جائے گی تو انسان اور جانور میں کوئی فرق نہ رہے گا، اور نسل انسانی کی نگہداشت اور تربیت کی نازک ذمہ داری کوئی شخص اٹھانے کو تیار نہ ہوگا، اور مغربی تصور کے مطابق صنف نازک ''استعمال کرو اور پھینک دو'' کے مقولہ کا مصداق بن جائے گی، جیسا کہ آج یوروپ کا حال ہے کہ وہاں ناجائز رشتوں سے پیدا ہونے والوں کی کثرت نے انسانی معاشرہ سے سکون چھین لیا ہے اور انسانیت کو سخت ضیق اور تنگی میں مبتلا کردیا ہے؛ لہٰذا معتدل اور قابل عمل راستہ یہی ہے کہ انسان کے فطری جنسی تقاضوں کا رخ پاکیزہ راستوں کی طرف موڑ دیا جائے، اور ناپاک ذرائع پر پابندی لگادی جائے۔ اسی بنا پر اسلام میں خصوصیت کے ساتھ نکاح کی تاکید کی گئی ہے، اور تجربہ سے یہ بات صادق آتی ہے کہ ''نکاح'' عفت وپاکیزگی کا سب سے بڑا ذریعہ اور وساوسِ شیطانیہ کو دفع کرنے میں سب سے زیادہ مؤثر ہے۔ اسی کے ساتھ دنیا کی آبادی اور ''عالمی امن'' کی برقراری کا سبب اور انسان کی اہم ترین فطری ضرورت بھی ہے، اور اباحیت ورہبانیت کے بجائے نکاح کا حکم دے کر اسلام نے اپنے دینِ فطرت ہونے کا مکمل ثبوت فراہم کردیا ہے۔

قرآنِ کریم میں نکاح کی ترغیبات

قرآنِ کریم میں جابجا نکاح کا حکم دیا گیا ہے، ارشادِ خداوندی ہے:

(۱) فَانْكِحُوْا مَا طَابَ لَكُمْ مِّنَ النِّسَآءِ مَثْنٰى وَثُلٰثَ وَرُبٰعَ. (النساء: ۳)

تو نکاح کرلو جو عورتیں تم کو اچھی لگیں دو دو، تین تین، چار چار۔

(۲) وَاُحِلَّ لَكُمْ مَّا وَرَآءَ ذٰلِكُمْ اَنْ

اور حلال ہیں تم کو سب عورتیں اُن کے سوا، بشرطیکہ

تَبْتَغُوْا بِاَمْوَالِكُمْ مُحْصِنِيْنَ غَيْرَ مُسَافِحِيْنَ. (النساء: ۲۳)

طلب کرو اُن کو اپنے مال کے بدلے قید میں لانے کو، نہ مستی نکالنے کو۔

(۳) وَمَنْ لَمْ يَسْتَطِعْ مِنْكُمْ طَوْلاً اَنْ يَّنْكِحَ الْمُحْصَنٰتِ الْمُؤْمِنَاتِ فَمِنْ مَّا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ مِنْ فَتَيٰتِكُمُ الْمُؤْمِنٰتِ. (النساء: ۲۵)

اور جو کوئی تم میں سے مسلمان بیویوں کو نکاح میں لانے کی استطاعت نہ رکھے، تو نکاح کرلے اُن سے، جو تمہارے ہاتھ کے مال ہیں، (باندیاں) جو کہ تمہارے آپس کی مسلمان باندیاں ہیں۔

(٤) وَاَنْكِحُوْا الْأَيَامٰى مِنْكُمْ وَالصّٰلِحِيْنَ مِنْ عِبَادِكُمْ وَاِمَآئِكُمْ. (النور: ۳۲)

اور نکاح کردو بیواؤں کا اپنے اندر اور جو نیک ہوں تمہارے غلام اور باندیاں۔

یہ آیات واضح طور پر دلالت کررہی ہیں کہ عفت و پاک دامنی حاصل کرنے اور توالد وتناسل کے مقاصد سے نکاح کرنا اللہ تعالیٰ کی نظر میں نہایت مہتم بالشان معاملہ ہے۔

نکاح نصف ایمان ہے

ایک حدیث میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مَنْ تَزَوَّجَ فَقَدْ اسْتَكْمَلَ نِصْفَ الإِيْمَانِ فَلْيَتَّقِ اللّٰهَ فِي النِّصْفِ الْبَاقِيْ. (مشكاة المصابيح ۲/۲٦۸، المعجم الأوسط للطبراني ٥/۳۷۲ رقم: ۷٦٤۷)

جب کسی شخص نے نکاح کرلیا تو اس نے اپنا آدھا دین مکمل کرلیا، اب وہ (آگے) آدھے باقی ماندہ دین میں اپنے پروردگار سے ڈرتا رہے۔

نکاح کو نصف دین قرار دینے کی وجہ یہ ہے کہ گناہوں کا زیادہ تر صدور انسان کے منہ اور شرم گاہ سے ہوتا ہے، اگر وہ نکاح کرکے شرم گاہ کو گناہوں سے بچالے، تو گویا اس نے معاصی کے آدھے راستے کو بند کردیا اور دینی خرابی سے بچالیا؛ لیکن یہ مقصد اسی وقت کامل طور پر حاصل ہوگا جب کہ بیوی نیک اور دین دار ہو، چناں چہ اس کی وضاحت دوسری حدیث میں اس طرح فرمائی گئی:

مَنْ رَزَقَهُ اللّٰهُ امْرَأَةً صَالِحَةً فَقَدْ أَعَانَهُ عَلٰى شَطْرِ دِيْنِهٖ فَلْيَتَّقِ اللّٰهَ فِي الشَّطْرِ الْبَاقِيْ. (المعجم الأوسط للطبراني ۲/۲۷۹ رقم: ۹۷۲، الترغيب والترهيب: ۲۹۸۲، شعب الإيمان للبيهقي ٤/۳۸۳ رقم: ٥٤۸۷)

جس شخص کو اللہ تعالیٰ نیک بیوی عطا فرمائیں تو اس کے آدھے دین پر استقامت میں مدد فرماتے ہیں، پس اسے مابقیہ آدھے دین کے بارے میں اللہ تعالیٰ سے ڈرنا چاہئے۔

بریں بنا رشتہ ناطہ میں دین داری کو خاص طور پر ملحوظ رکھنا چاہئے۔

نوجوانوں کو نکاح کی ترغیب

نیز نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُمت کے نوجوانوں سے خطاب کرتے ہوئے اِرشاد فرمایا:

يَا مَعْشَرَ الشَّبَابِ! مَنِ اسْتَطَاعَ مِنْكُمُ الْبَاءَةَ فَلْيَتَزَوَّجْ؛ فَإِنَّهُ أَغَضُّ لِلْبَصَرِ وَأَحْصَنُ لِلْفَرَجِ الخ.

(صحيح البخاري ۷۵۸/۲ رقم: ۴۸۷۵، سنن أبي داؤد ۲۷۹/۱، صحيح مسلم ۴۴۹/۱، سنن ابن ماجة ۱۳۲، مشكاة المصابيح ۲۶۷/۲، السنن الكبرىٰ للبيهقي ۱۳۱/۷ رقم: ۱۳۴۴۶، المعجم الأوسط للطبراني ۳۴۶/۳ رقم: ۴۷۹۹)

اے نوجوانوں کی جماعت! جو تم میں سے نکاح کی قدرت رکھتا ہو، اُسے چاہئے کہ وہ نکاح کرلے؛ اِس لئے کہ وہ نگاہ کو بہت زیادہ نیچا رکھنے اور شرم گاہ کی بہت زیادہ حفاظت کا ذریعہ ہے۔

یعنی یہ نکاح عفت وعصمت کی حفاظت کا سب سے مامون ومحفوظ راستہ ہے، ہر صاحبِ قدرت مسلمان کو اس پر عمل کرنا چاہئے۔

نکاح کرنے والے کے ساتھ اللہ کی مدد

ایک حدیث میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تین شخصوں کی مدد کرنا اللہ تعالیٰ نے خود اپنے ذمہ میں لازم کررکھا ہے:

(۱) اَلْمُجَاهِدُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ — (۱) اللہ کے راستہ میں جہاد کرنے والا۔

(۲) وَالْمُكَاتَبُ الَّذِيْ يُرِيْدُ الْأَدَاءَ — (۲) وہ غلام جو اپنی آزادی کے لئے قیمت اَدا کرنا چاہتا ہو۔

(۳) وَالنَّاكِحُ الَّذِيْ يُرِيْدُ الْعَفَافَ. — (۳) وہ نکاح کرنے والا جو پاک دامنی چاہتا ہو۔

(سنن الترمذي ۲۹۵/۱ رقم: ۱۶۵۵، السنن الكبرىٰ للبيهقي ۱۳۴/۷ رقم: ۱۳۴۵۶، سنن النسائي ۵۸/۲، الترغيب والترهيب ۲۵۷/۲ رقم: ۱۹۶۷)

اس حدیث شریف سے معلوم ہوا کہ عفت وعصمت کے تحفظ کے لئے جو شخص نکاح کا ارادہ کرے گا، اللہ کی مدد اس کے شامل حال ہوگی، انشاء اللہ تعالیٰ۔

اسلام میں رہبانیت پسندیدہ نہیں

اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی طرف سے ''ترکِ لذات'' کے ارادہ کا علم ہونے پر ارشاد فرمایا:

أَمَا وَاللّٰهِ إِنِّي أَخْشَاكُمْ لِلّٰهِ وَأَتْقَاكُمْ لَهُ؛ لٰكِنِّي أَصُوْمُ وَأُفْطِرُ وَأُصَلِّي وَأَرْقُدُ وَأَتَزَوَّجُ النِّسَاءَ، فَمَنْ رَغِبَ عَنْ سُنَّتِي فَلَيْسَ مِنِّي. (صحيح البخاري ۷۵۷/۲، صحيح ابن حبان ۲٦۸/۱ رقم: ۳۱۷)

خبردار ہوجاؤ! قسم بخدا میں تم میں سب سے زیادہ اللہ سے ڈرنے والا اور تم میں سب سے بڑا متقی ہوں؛ لیکن میں روزہ رکھتا ہوں اور بلا روزہ بھی رہتا ہوں، اور رات میں نماز بھی پڑھتا ہوں اور آرام بھی کرتا ہوں، اور عورتوں سے نکاح بھی کرتا ہوں، پس جو شخص میری سنت اور طریقہ سے اعراض کرے، وہ مجھ میں سے نہیں ہے۔

اِس حدیث سے پتہ چلا کہ مذہب اسلام میں یہ بات پسندیدہ نہیں ہے کہ آدمی گھریلو ذمہ داریوں سے بچ کر رہبانیت اختیار کرلے، اور دنیا سے قطع تعلق کرکے بس عبادت میں لگ جائے؛ بلکہ حقیقی دین یہ ہے کہ آدمی حسن نیت اور صحت عمل کے ذریعہ اپنی ہر مصروفیت کو دین بنائے، اسی اعتبار سے نکاح کو سنت نبوی ﷺ ہونے کی بنا پر ایک اہم عبادت قرار دیا گیا ہے۔

نکاح کا پاکیزہ مقصد

اور ایک موقع پر نکاح کی ترغیب دیتے ہوئے آپ ﷺ نے یہ خطاب فرمایا:

تَزَوَّجُوْا الْوَدُوْدَ الْوَلُوْدَ فَإِنِّيْ مُكَاثِرٌ بِكُمُ الْأُمَمَ. (سنن أبي داؤد ۲۸۰/۱، السنن الكبرىٰ للنسائي ۲۷۱/۳ رقم: ۵۳٤۲، السنن الكبرىٰ للبيهقي ۱٤۰/۷ رقم: ۱۳٤۷۵)

ٹوٹ کر محبت کرنے والی اور زیادہ بچے جننے والی عورت سے نکاح کرو؛ کیوں کہ میں تمہارے ذریعہ سے قیامت کے دن (دیگر امتوں پر) کثرت کرنے والا ہوں گا۔

معلوم ہوا کہ نکاح کے اہم ترین مقاصد دو ہیں: اول زوجین میں محبت کی فراوانی، جو خاندانوں میں جوڑ کا بڑا سبب ہے۔ اور دوم طلبِ اولاد، جس پر دنیا کی آبادی کا مدار ہے؛ لہٰذا نکاح کو محض شہوت رانی اور موج مستی کا ذریعہ نہیں بنانا چاہئے۔

قدرت کے باوجود نکاح نہ کرنے پر تنبیہ

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

مَنْ كَانَ مُوْسِرًا لِأَنْ يَّنْكِحَ، ثُمَّ لَمْ يَنْكِحْ فَلَيْسَ مِنِّي. (مراسيل أبي داؤد ١١، السنن الكبرىٰ للبيهقي ١٣٤/٧ رقم: ١٣٤٥٥، الترغيب ٦٦٣/٢ رقم: ٢٨٦٨، شعب الإيمان للبيهقي ٣٨٢/٤ رقم: ٥٤٨١، المصنف لابن أبي شيبة ٤٣٩/٣ رقم: ١٨٩٨)

جو شخص نکاح کرنے کی مالی وسعت رکھنے کے باوجود نکاح نہ کرے اس کا مجھ سے کوئی تعلق نہیں۔

ان روایتوں سے اسلام کی نظر میں نکاح کی اہمیت کا اندازہ بآسانی لگایا جاسکتا ہے۔ فقہ حنفی کی ایک اہم کتاب درمختار میں لکھا ہے کہ: ''صرف دو عبادتیں ایسی ہیں جو حضرت آدم علی نبینا علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ سے لے کر قیامت تک یکساں طور پر مشروع ہیں، ان میں ایک ایمان ہے دوسرے نکاح، اور یہ دونوں عبادتیں جنت میں بھی جاری رہیں گی''۔ (الدر المختار ۴/ ۵۷ زکریا)

نکاح؛ سب سے لمبی عبادت

خلاصہ یہ کہ نکاح کا شمار حضراتِ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی خاص سنتوں میں ہوتا ہے۔ (زاد المعاد ۴/ ۲۵۲، مجمع الزوائد ومنبع الفوائد/ کتاب النکاح ۴/ ۲۵۳ دار الکتب العلمیۃ بیروت)

بعض بزرگوں کے افادات میں احقر نے پڑھا کہ دنیا میں سب سے لمبی عبادت ''نکاح'' ہے؛ اس لئے کہ نماز، روزہ اور حج وغیرہ سب کے اوقات منٹوں، گھنٹوں اور دنوں میں محدود ہیں؛ لیکن نکاح اگر عبادت اور سنت کی نیت سے کیا جائے، تو اس کا سلسلہ سالوں تک بلاتوقف جاری رہتا ہے۔ مثلاً ۲۰ / سال کی عمر میں نکاح ہوا، اور ۸۰ / سال کی عمر پائی، تو مسلسل ۶۰ / سال لگاتار آدمی نکاح کی عبادت میں مشغول قرار پائے گا؛ اس لئے ہمیشہ نکاح کو ایک اہم ترین عبادت سمجھ کر ہی انجام دینا چاہئے، اور اسے محض دنیاداری کی رسم نہ سمجھنا چاہئے۔

نکاح سلفِ صالحین کی نظر میں

حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم، تابعین اور سلفِ صالحین نے بھی نکاح کا نہ صرف معمول رکھا؛ بلکہ

اس کی برابر رغبت دلاتے رہے۔ احیاء العلوم میں حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے نقل فرمایا ہے کہ:

(۱) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے تھے:

مَا یَمْنَعُكَ مِنَ النِّكَاحِ إِلاَّ عِجْزٌ أَوْ فُجُوْرٌ. (المصنف لابن أبي شيبة ٣٠/٩ رقم: ١٦١٥٨ بيروت، المصنف لعبد الرزاق ١٧٠/٦ رقم: ١٠٣٨٤)

نکاح سے مانع صرف دو چیزیں ہیں: ایک عاجزی، دوسرے فسق وفجور۔

(۲) حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ کا مقولہ ہے کہ:

لاَ یَتِمُّ نُسْكُ النَّاسِكِ حَتّٰی یَتَزَوَّجَ. (إحياء العلوم عربي ١١/٢ نول كشور، المصنف لابن أبي شيبة ٣٠/٩ رقم: ١٦١٥٩)

حاجی کا حج اس وقت تک کامل مکمل نہ ہوگا جب تک کہ وہ شادی نہ کرلے۔

(وجہ یہ ہے کہ شادی شدہ شخص کے مقابلہ میں غیر شادی شدہ شخص عموماً فراغت قلب کے ساتھ ارکان ادا نہیں کرپاتا)

(۳) سیدنا حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ: ''اگر میری عمر کے کل دس دن ہی رہ جائیں، تو بھی میری خواہش ہوگی کہ میں نکاح کرلوں؛ تاکہ اللہ تعالیٰ کے سامنے ''بلا زوجہ'' والا ہونے کی حالت میں پیش نہ ہوں''۔ (مثلہ فی مجمع الزوائد ۴/ ۲۵۱)

(۴) سیدنا حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کی دو بیویاں طاعون کی وبا میں انتقال فرما گئیں، آپ خود بھی طاعون میں مبتلا تھے، مگر پھر بھی آپ نے لوگوں سے کہا کہ: ''میری شادی کرادو؛ کیوں کہ مجھے یہ بات ناپسند ہے کہ میں اللہ تعالیٰ سے ''بے بیوی والا'' ہونے کی صورت میں ملاقات کروں''۔ (مصنف ابن ابی شیبہ ۳/ ۴۳۹)

(۵) اَمیر المؤمنین سیدنا حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ بہت نکاح کرنے والے تھے اور فرماتے تھے کہ: ''میں صرف اولاد طلب کرنے کے لئے نکاح کرتا ہوں''۔ مَا أَتَزَوَّجُ إِلاَّ لِأَجَلِ الْوَلَدِ. (إحياء العلوم عربي ١١/٢ نول كشور)

(٦) پچھلی اُمتوں میں ایک عابد کثرتِ عبادت کی وجہ سے اہلِ زمانہ پر فائق ہوگیا، اس کا ذکر جب اس زمانہ کے نبی کے سامنے ہوا، تو انہوں نے فرمایا کہ: ''وہ اچھا آدمی ہے بشرطیکہ وہ ایک سنت کو نہ چھوڑے''۔ جب نبی کا یہ قول اس عابد کو معلوم ہوا، تو وہ بہت مغموم ہوا اور اس نے آکر نبی علیہ السلام سے اس بارے میں دریافت کیا، تو اُنہوں نے جواب دیا کہ: ''تم نے نکاح کی سنت چھوڑ رکھی

ہے‘‘۔تو عابد نے جواب دیا کہ میں اسے حرام نہیں سمجھتا، مگر بات یہ ہے کہ میں فقیر ہوں اور لوگوں پر بوجھ ہوں (اس لئے نکاح نہیں کرتا) اس پر نبی وقت نے کہا کہ میں اپنی بیٹی تمہارے نکاح میں دیتا ہوں، اوراس کا نکاح اپنی بیٹی سے کردیا۔

وحكى أن بعض العباد في الأمم السابقة فاق أهل زمانهٖ في العبادة، فذكر لنبي زمانهٖ حسن عبادتهٖ، فقال: نعم الرجل هو لولا أنه تارك لشيء من السنة، فاغتم العابد لما سمع ذٰلك، فسأل النبي عن ذٰلك، فقال: أنت تارك للتزوج، فقال: لست أحرمه، ولكني فقير، وأنا عيال على الناس، قال: أنا أزوجك ابنتي، فزوجه النبي عليه السلام ابنته. (إحياء العلوم عربي ۱۱/۲ نول كشور)

(۷) بشر بن الحارث کہتے ہیں کہ: احمد بن حنبل مجھ پر تین وجوہات سے بڑھے ہوئے ہیں: ایک تو وہ خود اپنے لئے اور ساتھ میں غیروں (اہل وعیال) کے لئے کماتے ہیں، اور میں صرف اپنے لئے ہی کماتا ہوں۔ دوسرے وہ نکاح کرنے میں بڑے وسیع الظرف واقع ہوئے ہیں، اور میں اس معاملہ میں تنگ ہوں۔ تیسرے یہ کہ وہ امام کے درجہ پر فائز کئے گئے ہیں۔

فضل علي أحمد بن حنبل بثلاث، بطلب الحلال لنفسهٖ ولغيرهٖ، وأنا أطلبه لنفسي فقط، ولاتساعهٖ في النكاح وضيقي عنه، ولأنه نصب إمامًا للعامة. (إحياء العلوم عربي ۱۱/۲ نول كشور)

(۸) منقول ہے کہ حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے صاحبزادے عبداللہ کی والدہ کی وفات کے اگلے ہی دن دوسرا نکاح کرلیا اور فرمایا کہ: ’’میں بے بیوی والا بن کر رات گزارنا پسند نہیں کرتا‘‘۔

ويقال: إن أحمد بن حنبل رحمه اللّٰه تزوج في اليوم الثاني من وفاة أم ولده عبد اللّٰه، وقال: أكره أن أبيت عزبًا. (إحياء العلوم عربي ۱۱/۲ نول كشور)

(۹) بشر بن الحارث کا جب انتقال ہوا تو بعض لوگوں نے انہیں خواب میں دیکھا اور حالات پوچھے، انہوں نے جواب دیا کہ: ’’اللہ تعالیٰ نے جنت میں میرے اتنے درجے بلند فرمائے کہ میں حضرات انبیاء علیہم السلام کے مقامات دیکھ سکتا ہوں؛ تاہم میں اہل وعیال والے خوش نصیبوں کے درجہ تک نہ پہنچ سکا‘‘۔

ورُوي أنه (بشر بن الحارث) راٰى في المنام، فقيل له: ما فعل بك؟ فقال:

رفعت منازلي في الجنة (وأشرف بي علىٰ مقامات الأنبياء، ولم أبلغ منازل متأهلين.

(إحياء العلوم عربي ۱۲/۲ نول كشور)

(۱۰) انہی بشر بن الحارث سے خواب میں پوچھا گیا کہ حضرت ابونصر تمارؒ کے ساتھ کیا معاملہ ہوا؟ بشر نے کہا کہ انھیں مجھ سے ستر درجہ اوپر رکھا گیا ہے۔ لوگوں نے کہا کہ دنیا میں تو ہم انھیں آپ سے اونچا نہ سمجھتے تھے، تو بشر نے جواب دیا کہ یہ درجہ انہیں اپنے بچوں اور اہل وعیال کی تکلیفوں پر صبر کی وجہ سے حاصل ہوا ہے۔

قال: فقلنا له (بشر بن الحارث): ما فعل أبو النصر التمار؟ فقال: رفع فوقي بسبعين درجةً، فقلنا: بماذا؟ فقد كنا نراك فوقه، قال: بصبره على بنياته والعيال.

(إحياء العلوم عربي ۱۲/۲ نول كشور)

(۱۱) بعض لوگوں کا مقولہ ہے کہ شادی شدہ آدمی سے غیر شادی شدہ شخص ایسے ہی اَفضل ہے، جیسے بیٹھے رہنے والے کے مقابلہ میں جہاد کرنے والا اَفضل ہوتا ہے۔ اور شادی شدہ شخص کی ایک رکعت غیر شادی شدہ کی ستر رکعت نماز سے اَفضل ہے۔

وقد قيل: فضل المتأهلين على العزب كفضل المجاهد على القاعد، وركعة من المتأهلين أفضل من سبعين ركعة من العزب. (إحياء العلوم عربي ۱۲/۲ نول كشور)

بات اصل میں یہ ہے کہ ہمارا دین ہمیں رہبانیت کی تعلیم نہیں دیتا کہ آدمی الگ تھلگ رہ کر تجرد کی زندگی گذارے یا پہاڑوں اور غاروں میں رہنے لگے؛ بلکہ فضیلت کا مستحق اسلام کی نظر میں وہ شخص ہے جو سنتوں پر عامل ہو، لوگوں سے مل جل کر رہے، اور اہل خانہ اور رشتہ داروں کے حقوق ادا کرے۔ اور ظاہر ہے کہ ان حقوق کی ادائیگی میں آدمی کو جن مراحل سے گذرنا پڑتا ہے، ان کو حسن وخوبی سے برداشت کرنا آدمی کے درجات میں ترقی کا سبب بن جاتا ہے، یہ درجات دوسرے لوگوں کو حاصل ہونے مشکل ہوتے ہیں۔

اَب ذیل میں نکاح کے متعلق اہم مسائل ذکر کئے جائیں گے، ان شاءاللہ تعالیٰ۔

کس شخص پر نکاح کرنا فرض ہے؟

جو شخص مہر اور بیوی کے نان نفقہ کی اَدائیگی پر قادر ہو اور اسے اطمینان ہو کہ وہ بیوی پر کسی طرح کا ظلم نہ کرے گا، اور طبعیت میں نکاح کا ایسا تقاضا ہو کہ نکاح کے بغیر زنا سے بچنا ممکن نہ ہو تو ایسے شخص پر نکاح کرنا فرض ہے۔

فإن تيقن الزنا إلا به فرض (الدر المختار) أي بأن كان لا يمكنه الاحتراز عن الزنا إلا به؛ لأن ما لا يتوصل إلىٰ ترك الحرام إلا به يكون فرضًا. (شامي ٦٣/٤ زكريا، البحر الرائق ١٤٠/٣ زكريا، فتح القدير ١٧٨/٣ زكريا)

وهٰذا إن ملك المهر والنفقة هٰذا الشرط راجع إلى القسمين أعني الواجب والفرض، وزاد في البحر شرطًا آخر فيهما وهو عدم خوف الجور. (شامي ٦٤/٤ زكريا، الفتاوىٰ التاتارخانية ٤/٤، حاشية الطحطاوي ٤/٢)

کس شخص پر نکاح واجب ہے؟

جو شخص نان نفقہ، مہر اور بیوی کے جملہ حقوق ادا کرنے پر قادر ہو اور اسے خطرہ ہو کہ اگر نکاح نہ کیا تو مبتلائے معصیت (مثلاً بدنظری یا مشت زنی) ہوجائے گا، تو اس پر نکاح کرنا واجب ہے۔

ويكون واجبًا عند التوقان (تنوير الأبصار) أي بحيث يخاف الوقوع في الزنا لو لم يتزوج إذ لا يلزم من الاشتياق إلى الجماع الخوف المذكور. قلت: وكذا فيما يظهر لو كان لا يمكنه منع نفسه عن النظر المحرم أو عن الاستمناء بالكف فيجب التزوج وإن لم يخف الوقوع في الزنا. (شامي ٦٣/٤ زكريا، البحر الرائق ١٤٠/٣ زكريا، الفتاوىٰ الهندية ٢٦٧/١ زكريا)

وعند شدة الاشتياق واجب ليمكنه التحرز عن الوقوع في الزنا؛ لأن ترك الزنا واجبٌ، وما لا يتوصل إلى الواجب إلا بهٖ يكون واجبًا. (تبيين الحقائق ٤٤٦/٢، النهر الفائق ١٧٥/٢، حاشية الطحطاوى ٤/٢)

کس شخص کے حق میں نکاح سنتِ مؤکدہ ہے؟

جو شخص اعتدال کی حالت میں ہو یعنی نان نفقہ پر قادر ہو اور بیوی کے جملہ حقوق ادا کرسکتا ہو؛ لیکن اس کے دل میں ایسا تقاضا نہ ہو کہ نکاح کے بغیر معصیت میں مبتلا ہونے کا یقین یا

اندیشہ ہوتو اس شخص کے لئے نکاح کرکے باعصمت زندگی گذارنا سنت مؤکدہ ہے، اگر یہ شخص قدرت کے باوجود نکاح نہ کرے گا تو تارکِ سنت ہونے کی بنا پر گنہ گار ہوگا۔

ویکون سنة مؤكدة في الأصح فيأثم بتركه الخ، حال الاعتدال الخ، للمواظبة عليه والإنكار على من رغب عنه. (الدر المختار) قال في البحر: والمراد حالة القدرة على الوطء والمهر والنفقة مع عدم الخوف من الزنا، والجور وترك الفرائض والسنن، فلو لم يقدر على واحد من الثلاثة أو خاف واحدًا من الثلاثة أي الأخيرة فليس معتدلاً فلا يكون سنة في حقه، كما أفاده في البدائع. (شامي ٦٥/٤ زكريا)

وهو سنةٌ مؤكدةٌ على الأصح يعني حالة الاعتدال بدليل جعل التوقان مقابلاً، وهو القدرة على المهر والنفقة والوطء مع عدم الخوف من الزنا والجور وترك الفرائض والسنن. (النهر الفائق ١٧٥/٢)

ويسن مؤكدة حالة الاعتدال وهو الأصح. (مجمع الأنهر ٤٦٧/١)

وعند عدم التوقان سنة. في حاشية التبيين قيل: سنة مؤكدةٌ وهو الأصح. (حاشية الطحطاوي ٤/٢، فتح القدير ١٧٨/٣-١٧٩، تبيين الحقائق ٤٤٦/٢)

کس صورت میں نکاح کرنا مکروہ ہے؟

اگر انسان کو اس بات کا اندیشہ ہو کہ وہ نکاح کرکے بیوی کے حقوق ادا نہ کرسکے گا (مثلاً وہ نان نفقہ کا بوجھ اٹھانے پر قادر نہیں ہے، یا بیوی کے لئے جنسی تسکین حاصل کرانے میں شبہ ہے) تو ایسے شخص کے لئے نکاح کرنا مکروہِ تحریمی ہے۔

ومكروهًا لخوف الجور. (تنوير الأبصار مع الدر المختار ٦٦/٤ زكريا)

وأما الخامس فبأن يخاف لا بالحيثية المذكورة وهي كراهة تحريم.

(البحر الرائق ١٤٠/٣، مرقاة المفاتيح ١٨٦/٦ المكتبة الأشرفية ديوبند، سكب الأنهر ٤٦٧/١)

وينبغي تفصيل خوف الجور كتفصيل خوف الزنا، فإن بلغ مبلغ ما افترض فيه النكاح حرم، وإلا كره كراهة تحريم. (فتح القدير ۱۷۸/۳)

کس صورت میں نکاح کا اقدام حرام ہے؟

اگر انسان کو یقین ہو کہ وہ بیوی کا مالی وجنسی حق ادا کرنے پر قطعاً قادر نہیں ہے تو اس کے لئے نکاح کا اقدام کرنا حرام ہے، اگر ایسا عاجز شخص نکاح کرے گا تو سخت گنہگار ہوگا۔

فإن تيقنه أي تيقن الجور حرم؛ لأن النكاح إنما شرع لمصلحة تحصين النفس وتحصيل الثواب، وبالجور يأثم ويرتكب المحرمات، فتنعدم المصالح لرجحان هٰذه المفاسد. (شامي ٦٦/٤ زكريا، ٧/٣ كراچی، البحر الرائق ١٤٠/٣، حاشية الطحطاوي ٤/٢)

ويحرم عند تيقنه. (سكب الأنهر ٤٦٧/١)

فإن بلغ مبلغ ما افترض فيه النكاح حرم. (فتح القدير ۱۷۸/۳)

نوٹ:- پس معلوم ہوا کہ جو شخص عنین (نامرد) ہو یا ایسا فقیر ہو، جس کے پاس گذارے کا سامان نہ ہو، تو اُسے نکاح کر کے بیوی پر ہرگز ظلم نہیں کرنا چاہئے۔

نکاح کے لئے قرض لینا

جس شخص کو نکاح کا شدید تقاضا ہو اور سردست اس کے پاس مالی وسعت نہ ہو تو بہتر ہے کہ قرض لے کر نکاح کا انتظام کرے، اور وسعت ہونے پر قرض ادا کرے، اور جو شخص ادائیگی کی نیت سے اور پاک دامنی کے مقصد سے قرض لے کر نکاح کرے گا تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کی مدد ہوگی، انشاء اللہ تعالیٰ۔

عن أبي هريرة رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ثلاثة حق على الله عونهم: المجاهد في سبيل الله، والمكاتب الذي يريد الأداء، والناكح الذي يريد العفاف. (سنن الترمذي، أبواب النكاح / باب ما جاء في المجاهد

والمكاتب والناكح وعون الله إياهم ١/٢٩٥)

لكن يأتي أنه يندب الاستدانة له، قال في البحر: فإن اللّٰه ضامن له الأداء فلا يخاف الفقر إذا كان من نيته التحصين والتعفف. (شامي ٤/٦٤ زكريا)

وفي فتاوىٰ العلاتي: من أراد أن يتزوج ندب له أن يستدين له؛ فإن اللّٰه ضامن له الأداء فلا يخاف الفقر إذا كان من نيته التحصين والتعفف. (البحر الرائق / كتاب النكاح ٣/٨٠ كوئٹه، ٤/١٤٣ زكريا)

يندب تقديم خطبة قبل عقد النكاح ...... وأن يستدين له. (النهر الفائق / كتاب النكاح ٢/١٧٦)

طبعیت میں نکاح کا تقاضا ہو مگر اسباب نہ ہوں؟

اگر کسی شخص کو نکاح کا شدید تقاضا ہو؛ لیکن اس کے پاس نکاح کے اسباب مہیا نہ ہوں اور قرض وغیرہ بھی مہیا نہ ہو تو اسے چاہئے کہ مسلسل روزے رکھے؛ تا آں کہ اسباب مہیا ہوجائیں، یہ روزوں کا تسلسل اُس کے نفسانی تقاضے کو اِن شاء اللہ ختم کردے گا۔

عن عبد اللّٰه بن مسعود رضي اللّٰه عنه قال: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: يا معشر الشباب! من استطاع منكم الباءة فليتزوج؛ فإنه أغض للبصر وأحصن للفرج، ومن لم يستطع فعليه بالصوم، فإنه له وجاءٌ. (صحيح البخاري / باب من لم يستطع الباءة فليصم ٢/٧٥٨، رقم: ٥٠٦٦، صحيح مسلم رقم: ١٤٠٠، سنن أبي داؤد رقم: ٢٠٤٦، سنن الترمذي رقم: ١٠٨١، مشكاة المصابيح ٢/٢٦٧، الترغيب والترهيب مكمل ص: ٤٣١ رقم: ٢٩٧٢ بيت الأفكار الدولية)

ومن تزوج امرأة بوأها منزلاً، وفيه حذف مضاف أي مؤنة الباءة من المهر والنفقة ...... لا يقال للعاجز هٰذا، وإنما يستقيم إذا قيل أيها القادر المتمكن من الشهوة إن حصلت لك مؤن النكاح تزوج وإلا فصم. (مرقاة المفاتيح ٦/١٨٦ المكتبة الأشرفية ديوبند)

نکاح میں اشتغال محض نفلی عبادت میں مشغولی سے اَفضل ہے

نکاح کے مشاغل (بیوی بچوں کی ضروریات پوری کرنا وغیرہ) میں لگنا محض نفلی عبادات انجام دینے سے اَفضل ہے؛ کیوں کہ یہ مشاغل بہت سے دینی ودنیوی مصالح پر مشتمل ہیں۔

إن الاشتغال به أفضل من التخلي لنوافل العبادات أي الاشتغال به، وما يشتمل عليه من القيام بمصالحه وإعفاف النفس عن الحرام وتربية الولد ونحو ذٰلك. (شامي ٥٧/٤ زكريا)

وعند عدم التوقان سنة حتى كان الاشتغال به أفضل من التخلي لعبادة النفل عندنا. (تبيين الحقائق / كتاب النكاح ٤٤٦/٢ زكريا)

من تأمل ما يشتمل عليه النكاح من تهذيب الأخلاق وتربية الولد والقيام بمصالح المسلم العاجز عن القيام بها، وإعفاف الحرم ونفسه ...... فإن هٰذه الفرائض كثيرة لم يكد يقف عن الجزم بأنه أفضل من التخلي. (فتح القدير / كتاب النكاح ١٨٠/٣ زكريا)

پہلے شادی کرے یا حج؟

اگر کسی کے پاس حج کے سفر کے بقدر مال جمع ہوجائے اور اُسے نکاح کی بھی ضرورت ہو تو اُسے اولاً حج کرنا چاہئے یا نکاح؟ تو اِس بارے میں یہ تفصیل ہے کہ اگر ابھی حج کے سفر میں دیر ہو (مثلاً شعبان کے مہینہ میں مال حاصل ہوا اور حج کے لئے لوگ ذی قعدہ میں جاتے ہیں) تو پہلے نکاح کرنے کی اجازت ہے، اور حج کا وقت بالکل قریب ہو تو نکاح کو مؤخر کرے گا، اور پہلے حج کی ادائیگی کرے گا، بشرطیکہ نکاح کو مؤخر کرنے میں گناہ میں مبتلا ہونے کا یقین نہ ہو، اگر ایسی کیفیت ہو تو بہر حال نکاح کو مقدم رکھا جائے گا۔ (کتاب المسائل ۸٦/۳)

معه ألف وخاف العزوبة إن كان قبل خروج أهل بلده، فله التزوج ولو

وقته لزمه الحج (الدر المختار) وفي الشامي: ومقتضاه تقديم الحج على التزوج وإن كان واجبًا عند التوقان وهو صريح ما في العناية مع أنه حينئذ من الحوائج الأصلية ...... ولذا اعترضه ابن كمال باشا في شرحه على الهداية بأنه حال التوقان مقدم على الحج اتفاقًا؛ لأن في تركه أمرين: ترك الفرض والوقوع في الزنا وجواب أبي حنيفة في غير حال التوقان. (الدر المختار مع الشامي / كتاب الحج ٤٦١/٣ زكريا)

أو خاف العزوبة فأراد أن يتزوج ويصرف الدراهم إلىٰ ذٰلك إن كان قبل خروج أهل بلده إلى الحج يجوز، لأنه لم يجب الأداء بعد، وإن كان وقت الخروج فليس له ذٰلك؛ لأنه قد وجب عليه. (فتح القدير / كتاب الحج ٤١٨/٢ زكريا)

مرد کا مرد سے نکاح؟

شریعت میں مرد کا مرد سے نکاح جائز نہیں۔ (اور ہم جنسی یعنی جنس کا جنس سے خواہشات پوری کرنا قطعاً حرام ہے)

قال اللّٰه تعالىٰ: ﴿اَتَأْتُوْنَ الذُّكْرَانَ مِنَ الْعَالَمِيْنَ. وَتَذَرُوْنَ مَا خَلَقَ لَكُمْ رَبُّكُمْ مِنْ اَزْوَاجِكُمْ بَلْ اَنْتُمْ قَوْمٌ عَادُوْنَ﴾ [الشعراء: ١٦٥-١٦٦]

فخرج الذكر للذكر والخنثىٰ مطلقًا الخ. (البحر الرائق / كتاب النكاح ١٣٨/٣ زكريا، النهر الفائق ١٧٥/٢ زكريا)

عورت کا عورت سے نکاح؟

عورت کا عورت سے نکاح شرعاً حلال نہیں، اور ہم جنسی اِسلام میں قطعاً منظور نہیں ہے؛ بلکہ بدترین گناہ ہے۔

قال اللّٰه تعالىٰ: ﴿فَانْكِحُوْا مَا طَابَ لَكُمْ مِّنَ النِّسَآءِ﴾ [النساء، جزء آيت: ٣]

وهو الأنثىٰ من بنات آدم، فلا يثبت حل غيرها بلا دليل. (الفقه الإسلامي وأدلته ٤٤/٧)

اِنسانوں کی جنات سے مناکحت؟

کسی اِنسان مرد کا جنات عورت سے یا کسی جنات مرد کا انسان عورت سے نکاح حلال نہیں ہے؛ کیوں کہ دونوں کی جنس الگ الگ ہے۔

لا تجوز المناكحة بين بني آدم والجن وإنسان الماء لاختلاف الجنس، ومفاد المفاعلة أنه لا يجوز للجني أن يتزوج إنسية أيضًا. (شامي ٤/٦١ زكريا)

قلت: وبقي من المحرمات ...... والجنية ...... أنه لا يصح نكاح آدمي جنية كعكسه لاختلاف الجنس، فكانوا كبقية الحيوانات. (سكب الأنهر علىٰ مجمع الأنهر / باب المحرمات ١/٤٧٦ مكتبة فقيه الأمة ديوبند)

وفي القنية: لا يجوز التزويج بجنية. (البحر الرائق ٣/١٣٨ زكريا)

والجنية وإنسان الماء لاختلاف الجنس – إلىٰ قوله – ﴿فَانْكِحُوْا مَا طَابَ لَكُمْ مِنَ النِّسَآءِ﴾ وهو الأنثىٰ من بنات آدم، فلا يثبت حل غيرها بلا دليل. (الفقه الإسلامي وأدلته ٧/٤٤)

اِنسان نما سمندری جانور کا آدمی سے نکاح؟

سمندر میں پائے جانے والے انسان کے مشابہ جانور سے آدمیوں کی مناکحت حلال نہیں ہے؛ اِس لئے کہ دونوں کی جنس الگ ہے۔

لا تجوز المناكحة بين بني آدم والجن وإنسان الماء لاختلاف الجنس.

(شامي / كتاب النكاح ٤/٦١ زكريا)

قلت: وبقي من المحرمات ...... وإنسان الماء لاختلاف الجنس. (سكب الأنهر علىٰ مجمع الأنهر / باب المحرمات ١/٤٧٦ مكتبة فقيه الأمة ديوبند)

والجنية وإنسان الماء لاختلاف الجنس. (حاشية الطحطاوي على الدر المختار ٢/٣، الفقه الإسلامي وأدلته ٧/٤٤)

خنثیٰ مشکل سے نکاح حلال نہیں

جس شخص کے بارے میں یہ پتہ نہ چل پاتا ہو کہ یہ مرد ہے یا عورت، تو اُس کا نکاح کسی طرح حلال نہ ہوگا، نہ مرد کی حیثیت سے اور نہ ہی عورت کی حیثیت سے۔

فخرج الذكر والخنثىٰ المشكل لجواز ذكوريته (الدر المختار) فلو قال الشارح والخنثى المشكل مطلقًا لشمل الصور الثلاث. (شامي ٦١/٤ زكريا)

قلت: وبقي من المحرمات الخنثى المشكل لجواز ذكوريته. (سكب الأنهر علىٰ مجمع الأنهر / باب المحرمات ٤٧٦/١ مكتبة فقيه الأمة ديوبند)

فخرج الذكر للذكر والخنثىٰ مطلقًا الخ. (البحر الرائق ١٣٨/٣ زكريا، النهر الفائق ١٧٥/٢ زكريا)

وإن زوجه أبوه أو مولاه امراة أو رجلاً لا يحكم بصحته حتى يتبين حاله أنه رجل أو امرأة. (تبيين الحقائق / كتاب الخنثىٰ ٤٤٦/٧ زكريا، النهر الفائق ١٧٥/٢ زكريا)

❍❖❍

رشتہ ناطہ کے مسائل

رشتہ کرتے وقت عورت میں کیا باتیں ملحوظ رہیں؟

بہتر ہے کہ ایسی لڑکی سے رشتہ کیا جائے جو عمر، خاندان، دنیوی عزت اور مال داری میں لڑکے سے کم ہو، اور اخلاق، اَدب، دین داری اور حسن وجمال میں لڑکے سے بڑھی ہوئی ہو (کیوں کہ اِس صورت میں وہ شوہر کے حقوق زیادہ اچھی طرح ادا کرنے والی ہوگی)

ویندب الخ، وکونها دونه سنا وحسباً وعزاً ومالاً، وفوقه خلقاً وأدباً وورعاً وجمالاً. (الدر المختار مع الشامي ٦٦/٤-٦٧ زكريا)

ويتزوج من هي فوقه في الخلق والأدب والورع والجمال ودونه في العز والحرفة والحسب والمال والسن والقامة، فإن ذٰلك أيسر من الحقارة والفتنة. (البحر الرائق ١٤٣/٣ زكريا، النهر الفائق ١٧٦/٢، حاشية الطحطاوي على الدر ٥/٢)

کنواری لڑکی سے نکاح بہتر ہے

اگر کوئی خاص مصلحت نہ ہوتو بہتر یہ ہے کہ کنواری لڑکی کو رشتہ کے لئے منتخب کیا جائے۔

وفي رواية مسلم: ألَّا نزوجك يا عبد الرحمٰن جارية بكرًا يرجع إليك من نفسك ما كنت تعهد. (صحيح مسلم ٤٤٩/١)

وقال النووي: فيه استحباب لنكاح الشابة؛ لأنها المحصلة لمقاصد النكاح؛ فإنها ألذ استمتاعًا وأطيب نكهة. (شرح النووي علىٰ مسلم ٤٤٩/١)

ونكاح البكر أحسن للحديث، عليكم بالأبكار فإنهم أعذب أفواهًا وأنقىٰ أرحامًا وأرضىٰ باليسير. (البحر الرائق ١٤٣/٣، الدر المختار مع الشامي ٦٨/٤ زكريا، طحطاوي على الدر ٥/٢، سنن ابن ماجة ١٣٤)

ونكاح البكر حسن. (النهر الفائق ۱۷٦/۲)

نوٹ: اور کسی خاص مصلحت سے بیوہ یا مطلقہ سے نکاح کرنے میں بھی حرج نہیں؛ بلکہ اولیٰ ہے۔

غلط چال چلن والی لڑکی سے نکاح نہ کیا جائے

جس لڑکی کا چال چلن صحیح نہ ہو بہتر ہے کہ اُس سے رشتہ نہ کیا جائے۔

ولا زانية. (الدر المختار مع الشامي ٦٨/٤ زكريا)

ولا سيئة الخلق ...... ولا زانية. (البحر الرائق ۱٤٣/٣ زكريا، النهر الفائق ۱۷٦/۲، طحطاوي على الدر ٥/٢)

لڑکی کے لئے کیسا شوہر پسند کیا جائے؟

بہتر ہے کہ لڑکی کے لئے دین دار، خوش اخلاق، سخی اور مالی وسعت والا شوہر تلاش کیا جائے؛ (تاکہ وہ بیوی کے حقوق بحسن وخوبی ادا کرسکے)

والمرأة تختار الزوج الدين الحسن الخلق والجواد والموسر. (الدر المختار مع الشامي ٦٨/٤ زكريا)

وينبغي للمرأة أن تختار الزوج الدين الحسن الخلق الجواد الموسر، والله الميسر. (النهر الفائق ۱۷٦/۲)

فاسق شخص سے رشتہ بہتر نہیں ہے

جس شخص کا فاسق ہونا معلوم ہو، بہتر ہے کہ اُس سے لڑکی کا رشتہ نہ جائے۔

ولا تتزوج فاسقًا. (الدر المختار مع الشامي ٦٨/٤ زكريا، حاشية الطحطاوي على الدر ٥/٢، البحر الرائق ۱٤٣/٣ زكريا)

جوان لڑکی کا بڑی عمر کے شخص سے نکاح؟

میاں بیوی کی عمروں میں یکسانیت ہونی بہتر ہے؛ لیکن اگر کسی مصلحت سے آپسی رضامندی

سے نکاح ہوجائے تو اُس میں حرج نہیں۔

ولا یزوج ابنته الشابة شیخًا کبیرًا. (الدر المختار مع الشامي ٦٨/٤ زکریا، البحر الرائق ١٤٣/٣ زکریا، حاشیة الطحطاوي علی الدر ٥/٢)

مناسب رشتہ آنے پر ٹال مٹول نہ کی جائے

جب لڑکے یا لڑکی کا مناسب رشتہ پیش ہو جس میں دین داری اور اخلاق کے اعتبار سے خرابی نہ ہو تو ایسے رشتہ کو قبول کرنے میں تاخیر نہ کی جائے۔ (اور بلا وجہ ٹال مٹول نہ کی جائے، ورنہ بڑے فتنہ کا اندیشہ ہے)

عن أبي هریرة رضي اللّٰه عنه قال: قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم: إذا خطب إلیکم من ترضون دینه وخلقه فزوجوه. إلا تفعلوه تکن فتنة في الأرض وفساد عریض. (سنن الترمذي ٢٠٧/١، المعجم الأوسط للطبراني ٢٠٢/٥ رقم: ٧٠٧٤، المعجم الکبیر ٣٠٠/٢٢ رقم: ٨٦٣)

فإن خطبها الکفؤ لا یؤخرها وهو کل مسلم تقي. (شامي ٦٨/٤ زکریا، البحر الرائق ١٤٣/٣، حاشیة الطحطاوي علی الدر ٥/٢)

نوٹ:- بعض والدین اس بارے میں بہت کوتاہی کرتے ہیں اور محض خاندانی بندشوں وغیرہ کی وجہ سے اچھے رشتوں کو ٹھکرا دیتے ہیں، جس کا خمیازہ بعد میں بھگتنا پڑتا ہے۔

رشتہ پر رشتہ بھیجنا؟

اگر کسی لڑکی کے لئے کہیں سے رشتہ بھیجا گیا ہو اور لڑکی والوں کا اُس رشتہ کے قبول کرنے کا رجحان معلوم ہوجائے تو دوسرے شخص کے لئے وہاں رشتہ بھیجنا جائز نہیں ہے؛ (کیوں کہ یہ عمل دوسروں کی دل آزاری اور فتنہ کا سبب ہے) اور اگر رجحان معلوم نہ ہو یا پہلے رشتہ والا خود ہی اجازت دیدے، تو رشتہ بھیجنے میں حرج نہیں ہے۔ (کتاب الفتاویٰ ۲۹۴/۴)

في حدیث أبي هریرة: ولا یخطب الرجل علی خطبة أخیه حتی یترك

الـخاطب قبله أو يأذن له الخاطب. (صـحيح البخاري ۷۷۲/۲ رقم: ٤٩٤٩، صحيح مسلم ۳/۲، سنن ابن ماجة ١٣٤)

ولا يـخطب مخطوبة غيره؛ لأنه جفاء وخيانة. (الدر المختار مع الشامي ٦٨/٤ زكريا، البحر الرائق ١٤٤/٣، حاشية الطحطاوي على الدر ٥/٢)

رشتہ کے لئے مخطوبہ لڑکی پر نظر ڈالنا

جس لڑکی سے نکاح کا اِرادہ ہوتو اگر لڑکا اُس کی صورت کسی بہانہ سے پہلے دیکھ لے، تو شریعت میں اِس کی گنجائش ہے (اور بہتر یہ ہے کہ گھر کی عورتوں کو دیکھنے کے لئے بھیجے؛ تاکہ کوئی ناگواری کی صورت پیش نہ آئے) (فتاویٰ محمودیہ ۴۳/۱۶ میرٹھ)

عن أبي هريرة رضي اللّٰـه عنه قال: جاء رجل إلى النبي صلى الله عليه وسـلـم، فقال: إني تزوجت المرأة من الأنصار، قال: فانظر إليها؛ فإن من أعين الأنصار شيئًا. (صحيح مسلم / كتاب النكاح ٤٥٦/١، مشكاة المصابيح مع مرقاة المفاتيح ١٩٤/٦)

قـال الـقـاري: وإذا لـم يـمكنه النظر استحب أن يبعث امرأة تصفها له. (مرقاة المفاتيح ١٩٥/٦)

عـن الـمـغيـرة بن شعبة رضي الله عنه أنه خطب امرأة، فقال النبي صلى الله عليه وسلم: انظر إليها؛ فإنه أحرىٰ أن يؤدم بينكما. (سنن الترمذي، كتاب النكاح / باب ما جاء في النظر إلى المخطوبة ٢٠٧/١)

ويندب الخ، والنظر إليها قبله. (الدر المختار مع الشامي ٦٧/٤ زكريا، ٨/٣ کراچی)

ولو أراد أن يتزوج امرأة فلا بأس أن ينظر إليها، وإن خاف أن يشتهيها. (شـامي / كتـاب الـحـظر والإباحة ٥٣٢/٩ زكريا، ٣٧٠/٦ کراچی، وكذا في الفتاوىٰ الهندية ٣٣٠/٥ زكريا، الموسوعة الفقهية ١٩٧/١٩ كويت، تبيين الحقائق ٤٠/٧ زكريا، بدائع الصنائع ٢٩٤/٤)

اپنی بیٹی یا بہن کا خود رشتہ پیش کرنا

شرعاً اِس بات میں بھی کوئی حرج نہیں ہے کہ کوئی باپ اپنی بیٹی کا یا کوئی بھائی اپنی بہن کا

رشتہ خود کسی شخص کے سامنے پیش کرے۔

في صحيح البخاري: باب عرض الإنسان ابنته أو أخته على أهل الخير – وذكر فيه حديث عمر رضي الله عنه أنه عرض حفصة على سيدنا عثمان وسيدنا أبي بكر رضي الله عنه. (انظر: صحيح البخاري ۷۶۷/۲-۷۶۸)

يجوز عرض الإنسان بنته وغيرها من مولياته علىٰ من يعتقد خيره وصلاحه لما فيه من النفع العائد على المعروضة عليه ولو كان متزوجًا. (الموسوعة الفقهية ۵۰/۳۰، فتح الباري ۱۷۸/۹)

نوٹ:- آج کل ہمارے معاشرے میں لڑکی والوں کی طرف سے رشتہ کا اقدام بہت معیوب سمجھا جاتا ہے، حالاں کہ شرعاً یہ بات بے اصل ہے، اور بلا تفصیل دونوں طرف سے رشتہ کی پیش قدمی میں کوئی حرج نہیں ہے۔

رشتہ کے لئے استخارہ کرنا

بہتر ہے کہ رشتہ کرنے سے قبل استخارہ کرلیا جائے اور جس جانب دل کا رجحان ہو اُس پر عمل کیا جائے، انشاء اللہ اِس میں بہتری ہوگی۔

عن جابر بن عبد الله رضي الله عنه قال: كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يعلمنا الإستخارة كما يعلمنا السورة من القرآن، يقول لنا: إذا همّ أحدكم بالأمر فليركع ركعتين من غير الفريضة. (سنن أبي داؤد، كتاب الصلاة / باب الاستخارة ۲۱۵/۱، سنن الترمذي ۱۰۹/۱)

في الحديث: يا أنس! غذا هممت بأمر فاستخر ربك فيه سبع مراتٍ ثم انظر إلى الذي سبق إلى قلبك فإن الخير فيه. (الدر المختار مع الشامي ۴۷۰/۲-۴۷۱ زكريا، ۲۷/۲ كراچی)

کسی عارض کی وجہ سے رشتہ توڑ دینا

اگر رشتہ پختہ ہونے کے بعد ایسے حالات پیش آجائیں کہ خطرہ ہو کہ نکاح کے بعد نبھاؤ

مشکل ہوگا تو رشتہ منقطع کرنے کی شرعاً اجازت ہے۔ (مستفاد: فتاویٰ محمودیہ ۱۶/ ۵۷ میرٹھ)

عن زيد بن أرقم رضي الله عنه عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: إذا وعد الرجل أخاه، ومن نيته أن يفي فلم يفِ، ولم يجئ للميعاد فلا إثم عليه.

(سنن أبي داؤد، كتاب الأدب / باب في العدة ٦٨٢/٢، سنن الترمذي / أبواب الأيمان ٩١/٢-٩٢)

والثاني على ما إذا نوى الوفاء وعرض مانع. (حاشية الحوي على الأشباه والنظائر، كتاب الحظر والإباحة / الفن الثاني ١١٠/٢ إدارة القرآن كراچی)

إذا وعد الرجل أخاه ومن نيته أن يفي فلم يفِ فلا إثم عليه. (حاشية الحوي على الأشباه والنظائر، كتاب الحظر والإباحة / الفن الثاني ١١٠/٢ إدارة القرآن كراچی)

نکاح سے قبل منگیتر سے بے تکلفی جائز نہیں

محض رشتہ ہونے سے نکاح منعقد نہیں ہوتا، اِس لئے جب تک باقاعدہ نکاح نہ ہوجائے، لڑکا لڑکی آپس میں نامحرم ہیں، اُن کا آپس میں بے تکلفی کے ساتھ رہنا، یا گھومنا پھرنا یا ٹیلی فون پر بات چیت کرنا کچھ جائز نہیں ہے، اور جو گناہ اَجنبی مرد وعورت کے درمیان بے تکلفی کا ہے وہی گناہ منگیتر سے تعلق کا بھی ہے، اِس لئے اِس بارے میں سخت احتیاط لازم ہے۔

عن ابن عباس رضي الله عنهما عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: لا يخلون رجل بامرأة إلا مع ذي محرم. (صحيح البخاري / كتاب النكاح ٧٨٧/٢ رقم: ٥٢٣٣، صحيح مسلم رقم: ١٣٤١، الترغيب والترهيب مكمل رقم: ٢٩٦٩ بيت الأفكار الدولية)

عن الحارث بن هشام قال: كل شيء من المرأة عورة حتى ظفرها.

(المصنف لابن أبي شيبة / كتاب النكاح ٥٠٢/٩ رقم: ١٨٠٠٨)

الخلوة بالأجنبة حرام – إلىٰ ما قال – ولا يكلم الأجنبية إلا عجوزًا.

(الدر المختار مع الشامي ٥٢٩/٩-٥٣٠ زكريا، ٣٦٨/٦-٣٦٩ كراچی)

❍❖❍

کفاءت کے مسائل

نکاح میں کفاءت کا لحاظ رکھنے کی مصلحت

اِسلام کی نظر میں نکاح ایک پائیدار عقد ہے، جس سے نہ صرف زوجین؛ بلکہ اُن سے پیدا ہونے والی نسلوں اور دونوں کے خاندانوں کے مصالح وابستہ ہوتے ہیں، یہ تمام مصلحتیں حسن وخوبی کے ساتھ اُسی وقت سامنے آسکتی ہیں جب کہ میاں بیوی میں ہم فکری، ہم مزاجی، اور اخلاقی طور پر یکسانیت پائی جائے، اور تجربہ یہ بتاتا ہے کہ یہ یکسانیت عام طور پر ہم مرتبہ زوجین میں نسبۃً زیادہ پائی جاتی ہے؛ کیوں کہ عرف کی رو سے میاں بیوی کے خاندانوں اور معاشرت میں بہت زیادہ تفاوت اور فرق عموماً آپسی کشیدگی کا سبب ہوتا ہے، اور گھر کا ماحول تنگ ہوکر وبالِ جان بن جاتا ہے۔ (مستفاد: بدائع الصنائع/کتاب النکاح ۲/۶۲۴ زکریا)

اِس لئے اِسلام کی نظر میں اگرچہ تمام مسلمان برابر ہیں، اور اُن میں فضیلت صرف تقویٰ اور دین داری کے اعتبار سے ہے؛ لیکن نکاح کے معاملہ میں انتظامی مصالح کو سامنے رکھتے ہوئے میاں بیوی میں برابری کا لحاظ رکھنے کی تاکید کی گئی ہے، چناں چہ اُم المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اِنْكِحُوْا إِلَى الْأَكْفَاءِ وَأَنْكِحُوْهُمْ وَاخْتَارُوْا لِنُطَفِكُمْ. (سنن الدار قطني / كتاب النكاح ۲۰۷/۳ رقم: ۳۷۴۵، السنن الكبرىٰ للبيهقي ۲۲۷/۷ رقم: ۱۳۷۶۲)

اپنے برابر کے لوگوں میں شادی بیاہ کیا کرو، اور اپنے نطفوں کو انہیں میں رکھو۔

اَمیر المؤمنین سیدنا حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مقولہ مشہور ہے کہ آپ فرمایا کرتے تھے:

لَأَمْنَعَنَّ تزوُّجَ ذَوَاتِ الْأَحْسَابِ إِلَّا مِنَ الْأَكْفَاءِ. (سنن الدار قطني ۲۰۶/۳ رقم: ۳۷۴۳)

میں حسب ونسب والی عورتوں کو اُن کے ہم مرتبہ لوگوں میں کے علاوہ نکاح کرنے سے ضرور منع کروں گا۔

سیدنا حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے مروی کہ مجھ سے سیدنا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

یَا عَلِيُّ! ثلاثَةٌ لاَ تُؤَخِّرْهَا: اَلصَّلاَةُ إِذَا اٰنَتْ، وَالْجَنَازَةُ إِذَا حَضَرَتْ، وَالْأَيِّمُ إِذَا وَجَدَتْ كُفُوءً ا. (السنن الكبرىٰ للبيهقي ۲۲۵/۷ رقم: ۱۳۵۵۷ القاهرة)

اے علی! تین چیزوں کو مؤخر مت کرنا: (۱) نماز کا جب وقت آجائے۔ (۲) جنازہ جب حاضر ہوجائے۔ (۳) اور بے نکاحی عورت کا جب کفو (مناسب رشتہ) مل جائے۔

نیز حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

لاَ تَـنْـكِـحُـوْا النِّسَـاءَ إِلَّا الْأَكْـفَـاءَ الخ. (السـنـن الكبرىٰ للبيهقي ۲۲٦/۷ رقم: ۱۳۷٦۰ القاهرة)

تم کو اپنی عورتوں کا نکاح صرف کفو (ہم مزاج لوگوں) میں ہی کرنا چاہئے۔

اِس طرح کی متعدد روایات کو سامنے رکھ کر فقہاء نے نکاح میں زوجین میں کفاءت کا خیال رکھنے کے متعلق مسائل بیان فرمائے ہیں؛ لیکن برصغیر میں کفاءت کے موضوع کو لے کر جو تشدد آمیز رویہ اختیار کیا جانے لگا ہے اور برادری کی جھوٹی عزتوں کی خاطر غیر برادریوں کے رشتہ کے لئے جو بے لچک انداز اپنایا جاتا ہے، جس کی وجہ سے گھروں اور خاندانوں میں سخت ناگوار رسوا کن حالات پیش آتے ہیں، یہ سب باتیں اسلامی روح کے خلاف ہیں، کفاءت ایک حکم انتظامی ہے، اس کو اسی حد تک رکھنا ضروری ہے، اس کی بنیاد پر مسلم برادریوں کے درمیان تحقیر وتنقیص یا ترفع وتعلّی کا سلسلہ بالکل بند ہونا چاہئے، اور معاشرہ کے بااثر افراد کو آگے بڑھ کر اس بارے میں پیدا شدہ بے اعتدالیوں پر روک لگانی چاہئے۔

ذیل میں کفاءت سے متعلق چند اہم مسائل درج کئے جارہے ہیں:

کفاءت کن باتوں میں معتبر ہے؟

فقہاء نے لکھا ہے کہ درج ذیل باتوں میں مرد کا عورت کے برابر یا اس سے برتر ہونا ملحوظ رکھا جائے گا: (۱) نسب (صرف عربی النسل خاندانوں میں) (۲) آزادی (۳) اسلام لانے میں قدامت (۴) دین داری (۵) مال داری (٦) پیشہ (حرفت وصنعت)۔

وتـعتبر الكفاءة للزوم النكاح الخ، نسبًا الخ، وحرية وإسلامًا الخ، وديانة الخ، ومالاً الخ، وحرفةً الخ. (الدر المختار ۱۵۰/٤-۱۵۵ كراچی، ۲۰۹/٤-۲۱۵ زكريا)

ما تعتبر فيه الكفاء ة أشياء: منها: النسب …… والحرية …… والمال …… والدين …… . (بدائع الصنائع / كتاب النكاح ٦٢٧/٣-٦٢٨)

ثـم الكفاء ة تعتبر في النسب …… والحرية …… والدين …… والمال …… والصنائع …… . (الهداية، كتاب النكاح / باب في الأولياء والأكفاء ٤١/٢-٤٢)

کفاءت کا اعتبار صرف عقد کے وقت ہے

زوجین میں کفاءت کا لحاظ صرف عقد نکاح کے وقت رکھا جائے، پس اگر بعد میں شوہر کسی وجہ سے کفو نہ رہے (مثلاً پہلے دیندار تھا پھر فاسق ہوگیا) تو اَب عورت کو فسخ کا اختیار نہ ہوگا۔

والكفاء ة اعتبارها عند ابتداء العقد فلا يضر زوالها بعده، فلو كان وقته كفوءً ا، ثم فجر لم يفسخ (الدر المختار) الأولىٰ أن يقول: ثم زالت كفاء ته. (الدر المختار مع الشامي / كتاب النكاح ٩١/٣-٩٢ دار الفكر بيروت، الفتاوىٰ الهندية ٢٩١/١ زكريا، تبيين الحقائق ٥١٩/٢ زكريا)

قوله: في ابتداء النكاح؛ فإذا كان كفوًا وقت النكاح، ثم زالت الكفاء ة بأن صار بعده فاسقًا مثلاً لا يفسخ، كذا في القهستاني. (طحطاوي على الدر ٤١/٢ المكتبة الأشرفية ديوبند)

ولو تزوجها وهو كف في الديانة ثم صار داعرًا لا يفسخ النكاح؛ لأن اعتبار الكفاء ة وقت النكاح. (فتح القدير ٢٨٩/٣ المكتبة الأشرفية ديوبند)

کفاءت نسبی صرف عربی النسل خاندانوں تک خاص ہے

عرب کے لوگ چوں کہ اپنے نسب کی حفاظت کرنے میں امتیاز رکھتے ہیں، اس لئے کفاءت نسبی کو صرف اہل عرب میں ملحوظ رکھا جائے گا، اور عرب میں دو طبقے ہیں:

(۱) خاندانِ قریش (جس کی نسبت نضر بن کنانہ کی طرف ہے، جو نبی اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بارہویں پشت کے مورثِ اعلیٰ ہیں، اور خلفاء راشدین اور ان کی نسلیں بھی اسی خاندان میں داخل ہیں) بریں بنا سادات (نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نسل جو سیدہ حضرت

فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور سیدنا حضرت حسن اور سیدنا حضرت حسین رضی اللہ عنہما وارضاہما کے واسطے سے چلی ہے) اور وہ شیوخ جو خلفاء راشدین کی نسل سے ہیں، مثلاً صدیقی، فاروقی، عثمانی اور علوی، یہ سب آپس میں کفو اور ہم رتبہ قرار پائیں گے۔

(۲) قریش کے علاوہ بقیہ عرب (نضر بن کنانہ سے اوپر کسی مورثِ اعلیٰ کی نسل کے لوگ): پھر اِن دیگر اہل عرب کی دو قسمیں ہیں:

الف:- عربِ عاربۃ: یہ قحطان کی اَولاد ہیں۔

ب:- عربِ مستعربۃ: یہ حضرت اسماعیل علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اولاد ہیں۔

اور یہ اہلِ عرب آپس میں ایک دوسرے کے کفو ہیں؛ البتہ خاندانِ قریش کے کفو نہیں ہیں (لہٰذا اگر کوئی خاندانِ قریش کی لڑکی غیر قریشی لڑکے سے اولیاء کی اجازت کے بغیر نکاح کرلے تو اَولیاء کو حق فسخ حاصل ہوگا)

عن عبد اللّٰہ بن عمر رضي اللّٰہ عنهما قال: قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم: العرب بعضها أکفاء لبعض، قبیلة بقبیلة، ورجل برجل الخ. (السنن الکبریٰ للبیهقي ۲۲۹/۷ رقم: ۱۳۷۶۹ القاهرة)

فقریش بعضهم أکفاء بعض، وبقیة العرب بعضهم أکفاء بعض. (الدر المختار) **القرشیان: من جمعهما أب هو النضر بن کنانة فمن دونه ومن لم ینتسب إلا لأب فوقه فهو عربي غیر قرشي. والنضر هو الجد الثاني عشر للنبي صلی اللّٰہ علیه وسلم.** (الدر المختار مع الشامي ۱۵۰/٤ بیروت، ۲۰۹/٤ زکریا، ۸٦/۳ کراچی، الهدایة / کتاب النکاح ۳٤۱/۲ المکتبة النعیمیة دیوبند)

العرب صنفان: عرب عاربة: وهم أولاد قحطان، ومستعربة: وهم أولاد إسماعیل. (شامي ۱۵۱/٤ بیروت، ۲۱۰/٤ زکریا، ۸٦/۳ کراچی)

قریش بعضهم أکفاء لبعض ...... والعرب بعضهم أکفاء لبعض قبیلة بقبیلة.

(تبیین الحقائق / کتاب النکاح ۵۱۹/۲ زکریا، المحیط البرهاني / کتاب النکاح ۲۷/٤ رقم: ۳۵۳٤ بیروت)

مجہول النسب شخص معروف النسب عورت کا کفو نہیں

جس شخص کے خاندان وغیرہ کا کچھ اَتہ پتہ نہ ہو وہ معروف النسب لڑکی کا کفو نہیں ہے۔

سئل شيخ الإسلام عن مجهول النسب هل هو كفوًا لامرأة معروفة النسب؟ قال: لا. (المحيط البرهاني ٣٥/٤ رقم: ٣٥٥٩، الفتاوىٰ التاتارخانية ١٣٦/٤ رقم: ٥٧٤٦ زكريا، الفتاوىٰ الهندية ٢٩٣/١ زكريا)

سید اور شیخ باہم کفو ہیں یا نہیں؟

سید اور شیخ باہم ایک دوسرے کے کفو ہیں، جیسا کہ کتبِ فقہ میں اس کی تصریح ہے کہ قریش باہم کفو ہیں، اور سید اور شیوخ خواہ صدیقی ہوں یا فاروقی یا عثمانی سب قریشی ہیں؛ لہٰذا اگر سیدہ بالغہ عورت اپنی رضا ورغبت سے شیخ خاندان کے لڑکے سے نکاح کرنا چاہے تو کرسکتی ہے، ولی اس نکاح کو ختم نہیں کرسکتا۔ (مستفاد: فتاوی دار العلوم دیوبند ۲۱۷/۸)

نفد نكاح حرة مكلفة بلا رضا ولي. (شامي ١٥٥/٤ زكريا)

فقريش بعضهم أكفاء لبعض ...... والعرب بعضهم أكفاء لبعض، الأنصاري والمهاجري فيه سواء، كذا في قاضي خان. (الفتاوىٰ الهندية ٢٩٠/١ قديم زكريا، الفتاوىٰ التاتارخانية ١٣١/٤ رقم: ٥٧٣٣ زكريا)

عجمی برادریوں میں کفاءت

عجمی (غیر عربی النسل) خاندانوں اور برادریوں میں کفاءت کے مسئلہ کا مدار لوگوں کے عرف پر ہے، پس جن برادریوں کو آپس میں عام طور پر ایک دوسرے کا کفو سمجھا جاتا ہے اُنہیں کفو سمجھا جائے گا، اور جن برادریوں میں آپس میں رشتہ داریاں معیوب سمجھی جاتی ہیں، اُنہیں غیر کفو قرار دیا جائے گا، اور اِس بارے میں علاقوں کے اعتبار سے عرف الگ الگ ہوتا ہے، کہیں کوئی برادری برتر سمجھی جاتی ہے اور وہی برادری دوسرے علاقہ میں اِس معیار پر پوری نہیں

اتر تی، اِس لئے کسی خاص برادری کی تعیین کئے بغیر عجمی خاندانوں میں سارا مدار لوگوں کے عرف پر رکھا جائے گا۔

وفي الفتح: إن الموجب هو استنقاص أهل العرف فيدور معه. (شامي ١٥٥/٤ بيروت، ٢١٥/٤ زكريا، فتح القدير ٢٩١/٣ المكتبة الأشرفية ديوبند)

مالی کفاءت کا مطلب

لڑکے کا مالی اعتبار سے لڑکی کے کفو ہونے کا مطلب یہ ہے کہ وہ اتنی قدرت رکھتا ہو کہ لڑکی کا نقد مہر اور ضروری نان نفقہ کا انتظام کر سکے، یہ ضروری نہیں ہے کہ وہ لڑکی والوں کے برابر سرمایہ دار ہو۔

ومالاً بأن يقدر على المعجل ونفقة شهر لو غير محترف، وإلا فإن كان يكتسب كل يوم كفايتها. (الدر المختار) فلا تشترط القدرة على الكل ولا أن يساويها في الغني في ظاهر الرواية. (الدر المختار مع الشامي، كتاب النكاح / باب الكفاءة ٢١٤/٤-٢١٥ زكريا، ١٥٤/٤-١٥٥ بيروت)

وفي المجتبىٰ: الصحيح أنه إذا كان قادرًا على النفقة عن طريق الكسب كان كفوءًا. (فتح القدير ٢٩٠/٣ المكتبة الأشرفية ديوبند، البحر الرائق ١٣٣/٣ كوئٹه، النهر الفائق ٢٣٣/٢ زكريا)

والمعتبر فيه: القدرة على المهر والنفقة، ولا تعتبر الزيادة علىٰ ذٰلك حتى أن من كان قادرًا على المهر والنفقة كان كفوًا لها، وإن كانت صاحبة أموال كثيرة هو الصحيح من المذهب. (الفتاوىٰ التاتارخانية ١٣٣/٤ رقم: ٥٧٣٦ زكريا، الفتاوىٰ الهندية ٢٩١/١ زكريا)

ومالاً أي تعتبر الكفاءة في المال أيضًا ...... وهو أن يكون مالكًا للمهر والنفقة، والمراد بالمهر؛ المهر المعجل، وهو ما تعارفوا تعجيله ...... ولا يعتبر أن يكون مساويًا لها في الغنىٰ. (تبيين الحقائق ٥٢١/٢)

کفاءتِ مالی میں نفقہ پر قدرت کب ضروری ہے؟

مالی کفاءت میں لڑکے کا بیوی کے لئے خرچہ ونان ونفقہ کا مکلّف ہونا اور اُس پر قادر ہونا اُس وقت ضروری ہے جب لڑکی کبیرہ اور قابل جماع ہو، اگر صغیرہ یا نا قابلِ جماع ہوگی تو اُس کا نکاح ایسے شخص سے بھی ہوسکتا ہے جو روزانہ کے نفقہ دینے پر قادر نہ ہو؛ بلکہ صرف اداءِ مہر پر قدرت رکھتا ہو، اور وہ اُس کا کفو بن سکتا ہے۔

ثم إنما تعتبر القدرة على النفقة إذا كانت المرأة كبيرة أو صغيرة تصلح للجماع، أما إذا كانت صغيرة لا تصلح للجماع فلا تعتبر القدرة على النفقة؛ لأنه لا نفقة لها في هٰذه الصورة ويكتفي بالقدرة على المهر. (الفتاویٰ الهندية ۲۹۱/۱)

ثم هٰذا إذا كانت تطيق النكاح، فإن كانت صغيرة لا تطيقه فهو كفؤ، وإن لم يقدر على النفقة؛ لأنه لا نفقة لها. (فتح القدير ۲۹۰/۳ المكتبة الأشرفية ديوبند، البحر الرائق ۱۳۳/۳ كوئٹه، خلاصة الفتاوىٰ ۱۳/۲ المكتبة الأشرفية ديوبند، تبيين الحقائق ۵۲۱/۲ زكريا، شامي ۲۱۵/٤ زكريا، الفتاوىٰ التاتارخانية ۱۳٤/٤ رقم: ۵۷٤۱ زكريا)

پیشہ ور برادریوں میں کفاءت

دراصل شریعت میں پیشہ کے اعتبار سے چھوٹے بڑے ہونے کا کوئی تصور نہیں ہے؛ لیکن کفاءت چوں کہ ایک امر انتظامی ہے، اور ایک پیشہ سے وابستہ لڑکی کا دوسرے پیشہ وروں میں جا کر سکون سے رہنا مشکل ہوتا ہے، اِس لئے عرف پر مدار رکھتے ہوئے پیشہ اور صنعت وحرفت کی بنیاد پر بنی ہوئی برادریوں میں بھی کفو کا خیال رکھا گیا ہے، پس جن برادریوں میں رشتے ناطے معیوب نہیں ہیں، وہ آپس میں ایک دوسرے کے کفو ہیں اور جہاں رشتے عرفاً معیوب سمجھے جاتے ہوں وہ آپس میں کفو نہیں ہیں۔

وفي الفتح: إن الموجب هو استنقاص أهل العرف فيدور معه. (شامي ۱۵۵/٤ بيروت، ۲۱۵/٤ زكريا، فتح القدير ۲۹۱/۳ المكتبة الأشرفية ديوبند)

جدید الاسلام اور قدیم الاسلام میں کفاءت

نومسلم شخص پہلے سے آبائی مسلمان لڑکی کا کفو نہیں ہے؛ (لیکن اگر گھر والوں کی رضامندی سے ایسا نکاح ہوجائے تو اِس میں کچھ حرج نہیں ہے)

من أسلم بنفسه لا يكون كفوءً ا لامرأة لها أب في الإسلام. (المحيط البرهاني بيروت ٢٩/٤ رقم: ٣٥٤١، الفتاوىٰ التاتارخانية ١٣٧/٤ رقم: ٥٧٤٩ زكريا)

ومن أسلم بنفسهٖ لا يكون كفؤاً لمن له أب واحد في الإسلام؛ لأن التفاخر فيما بين الموالي بالإسلام. (فتح القدير ٢٨٩/٣ المكتبة الأشرفية ديوبند، الفتاوىٰ الهندية ٢٩٠/١ زكريا، البحر الرائق ١٣١/٣ كوئٹه، تبيين الحقائق ٥٢٠/٢ زكريا، البناية شرح الهداية ١١٣/٥ مكتبه اشرفيه ديوبند، المبسوط للسرخسي ٢٤/٥ بيروت)

قدیم الاسلام اور جدید الاسلام کا معیار

جس شخص کی دو پشتیں یعنی باپ اور دادا اگر مسلمان ہوں تو ایسا شخص قدیم الاسلام کہلائے گا، اور یہ شخص ایسی عورت کا کفو ہوگا جس کے اوپر کئی پشتوں میں باپ، دادا، پردادا وغیرہ مسلمان رہے ہوں۔ اور جس شخص کا صرف باپ مسلمان ہو، دادا غیر مسلم ہو، تو ایسا شخص جدید الاسلام شمار ہوگا، اور یہ شخص آبائی مسلم عورت کا کفو نہیں بنے گا۔

وأبوان فيهما كالآباء لتمام النسب بالجد. وتحته في الشامية: أي فمن له أب وجد في الإسلام أو الحرية كفء لمن له آباء. (الدر المختار مع الشامي، كتاب النكاح / باب الكفاءة ٢١١/٤ زكريا)

حسن وجمال اور عقل میں کفاءت معتبر نہیں

حسن وجمال اور عقل میں شرعاً کفاءت کے اعتبار کرنے کا حکم نہیں ہے؛ تاہم لڑکے اور

لڑکی کے درمیان خوب صورتی اور حسن کی رعایت رکھنا رشتہ ازدواج کے استحکام اور مضبوطی کے لئے بہت مناسب ہے۔

والجمال لا يعد في الكفاءة كذا في فتاویٰ قاضي خان. قال صاحبُ الكتاب: النصيحة أن يراعي الأولياء المجانسة في الحسن والجمال، واختلفوا في العقل، قال بعضهم: لايعتبر، كذا في فتاویٰ قاضي خان. (الفتاویٰ الهندية ۲۹۲/۱، شامي ۲۱۹/٤ زكريا)

والجمال لا يعد في الكفاءة وفي الحجة قال صاحب الكتاب: والنصيحة أن يراعى الأولياء المجانسة في الحسن والجمال؛ لأنه أدوم للعقد وأطيب للقلب. (الفتاویٰ التاتارخانية ۱۳۹/٤ رقم: ٥٧٥٧ زكريا)

فلا عبرة بالجمال كما في الخانية، ولا يعتبر فيها العقل، فالمجنون كفء للعاقلة. (البحر الرائق ۱۳٤/۳ كوئٹه)

دیہاتی اور شہری میں کفاءت

کفاءت میں دیہاتی اور شہری ہونے کا کوئی اعتبار نہیں؛ لہٰذا اگر کوئی اور مانع نہ ہو، اور کوئی دیہاتی شخص کسی ایسی عورت سے نکاح کرے جو شہر کی رہنے والی ہو، تو اَولیاء کو شوہر کے محض دیہاتی ہونے کی بنیاد پر اعتراض کا حق حاصل نہ ہوگا۔

القروي كفء للمدني، فلا عبرة بالبلد. وتحته في الشامية: قال في البحر: فالتاجر في القرى كفء لبنت التاجر في المصر للتقارب. (الدر المختار مع الشامي، كتاب النكاح / باب الكفاءة ۲۱۹/٤ زكريا)

مسلکی اختلاف مانع کفاءت نہیں

اگر کوئی اور وجہ خلافِ کفو نہ پائی جائے، اور بالغہ عورت غیر مسلک کے شخص سے نکاح کرلے،

تو یہ نکاح نافذ ہوگا، اور محض مسلکی اختلاف کی وجہ سے اَولیاء کو حق اعتراض حاصل نہ ہوگا۔

والحنفي كفء لبنت الشافعي. وتحته في الشامية: لو تزوج حنفي بنت شافعي نحكم بصحة العقد. ...... قال في البزازية: وسئل: أي شيخ الإسلام عن بكر بالغة شافعية زوّجت نفسها من حنفي أو شافعي بلا رضا الأب، هل يصح؟ أجاب نعم. (الدر المختار مع الشامي، كتاب النكاح / باب الكفاءة ٢١٩/٤ زكريا)

کفاءت صرف مرد کی جانب سے معتبر ہے

کفاءت صرف مرد کی جانب سے معتبر ہے، یعنی شوہر کو عورت کے ہم رتبہ ہونا چاہئے، عورت کی جانب سے معتبر نہیں؛ لہٰذا اگر مرد برتر ہو اور عورت کم رتبہ ہو تو اُس میں شرعاً کسی کو اعتراض کا موقع نہیں ہے۔

الكفاءة معتبرة الخ، من جانبه أي الرجل؛ لأن الشريفة تأبىٰ أن تكون فراشًا للدني، ولذا لا تعتبر من جانبها. (الدر المختار مع الشامي ٢٠٦/٤-٢٠٧ زكريا، ٨٤/٣ كراچی)

كون المرأة أدنىٰ وهي معتبرة في النكاح ...... لأن الشريفة تأبى أن تكون مستفرشة للخسيس بخلاف جانبها؛ لأن الزوج مستفرش فلا يغيظه دناءة الفراش. (البحر الرائق، كتاب النكاح / فصل في الكفاءة ٢٢٥/٣ زكريا، تبيين الحقائق ٥١٧/٢ زكريا، الهداية، كتاب النكاح / فصل في الكفاءة ٣١٩/٢-٣٢٠)

کفاءت عورت کا حق ہے یا اَولیاء کا؟

کفاءت لڑکی اور اس کے اولیاء دونوں کا حق ہے؛ لیکن اگر کسی غیر کفو سے بالغہ لڑکی خود اپنی مرضی سے نکاح کرلے تو لڑکی کا حق ساقط ہوجاتا ہے؛ البتہ اُس کے اولیاء کو حقِ اعتراض حاصل رہتا ہے۔

والكفاءة هي حق الولي لا حقها (الدر المختار) وقال الشامي بحثًا:

وقد يجاب بأن الكلام كما مر فيما إذا زوجت نفسها بلا إذن الولي وحينئذ لم يبق لها حق في الكفاء ة لرضاها بإسقاطها فبقي الحق للولي فقط فله الفسخ.

(الدر المختار مع الشامي ٢٠٧/٤-٢٠٨ زكريا، ٨٥/٣ كراچی)

وهو حق الولي لا حقها، فلذا ذكر الولوالجي في فتاواه: امرأة تزوجت نفسها من رجل ولم تعلم أنه حر أو عبد؛ فإذا هو عبد مأذون في النكاح: فليس لها الخيار وللأولياء الخيار. (البحر الرائق، كتاب النكاح / فصل في الكفاءة ٢٢٥/٣ زكريا)

وهي شرط لصحة النكاح حيث لا رضا، وهي من حق المرأة والولي معًا، فإذا لم يرضيا والزوج الذي لم تعتبر فيه الكفاء ة على الوجه المتقدم لا يصح العقد. (الفقه على المذاهب الأربعة، كتاب النكاح / مبحث الكفاءة في الزوج ٦٠/٤ بيروت، مجمع الأنهر ٥٠٠/١ مكتبة فقيه الأمة ديوبند)

لڑکے نے دھوکہ سے اپنے کو کفو ظاہر کیا بعد میں اُس کے خلاف نکلا؟

اگر لڑکے نے اپنے کو لڑکی کا کفو ظاہر کیا، بعد میں پتہ چلا کہ وہ لڑکی کا کفو نہ تھا، تو اَب لڑکی کو بھی حق فسخ ملے گا، اور اگر لڑکی اپنا حق چھوڑ دے اور اُسی غیر کفو لڑکے کے ساتھ رہنے پر راضی ہو تو لڑکی کے اولیاء کو حق اعتراض ہوگا۔

إذا سمى رجل لامرأة بغير اسمه وانتسب لها إلىٰ غير نسبه الخ، إذا لم يكن مع هٰذا النسب المكتوم كفوءً ا لها، بأن تزوج قرشية على أنه قرشي، فإذا تبين أنه عربي أو من الموالي، وفي هٰذا القسم لها الخيار ولو رضيت به كان للأولياء حق المخاصمة وهٰذا ظاهر. (المحيط البرهاني ٣٤/٤، الفتاوىٰ التاتارخانية ١٤٤/٤ رقم: ٥٧٧٥ زكريا)

انتسب إلى غير نسبه لامرأة فتزوجته ثم ظهر خلاف ذٰلك؛ فإن لم يكافئها به كقرشية انتسب لها إلىٰ قريش ثم ظهر أنه عربي غير قرشي، فلها الخيار، ولو رضيت كان للأولياء التفريق. (فتح القدير ٢٨٥/٣ المكتبة الأشرفية ديوبند، الفتاوىٰ الهندية ٢٩٣/١ زكريا، طحطاوي على الدر ٤٢/٢)

إذا سمى رجلاً لامرأة بغير اسمه وانتسب لها إلىٰ غير نسبته، فلما تزوجت علمت بذٰلك، فالمسألة على ثلاثة أوجه: ...... الثالث: أن لا يكون كفوًا لها في هٰذا الوجه لها الخيار لما قلنا، فإن رضيت كان للأولياء خيار. (الفتاوىٰ الولوالجية ٣٢٤/١ دار الكتب العلمية بيروت)

غیر کفو میں نکاح کی خبر سن کر ولی کا خاموش رہنا

اگر ولی کو غیر کفو میں اپنی نابالغہ بچی کے نکاح کی خبر ملی اور وہ سن کر خاموش رہا، تو اِس طویل خاموشی سے اُس کا حق ولایت ختم نہیں ہوگا؛ بلکہ اُس کو برابر اِس بات کا اختیار رہے گا کہ وہ اگر نکاح فسخ کرنا چاہے تو کرسکتا ہے۔

وسكوت الولي عن المطالبة بالتفريق لا يبطل حقه في الفسخ وإن طال الزمان. (الفتاوىٰ الهندية ٢٩٢/١)

أما سكوت الولي عن المطالبة بالتفريق لا يكون رضًا، وإن طال ذٰلك.

(خلاصة الفتاوىٰ ١٤/٢، الفتاوىٰ التاتارخانية ١٤١/٤ رقم: ٥٧٦٦ زكريا، الفتاوىٰ الولوالجية ٣٢٣/١، تبيين الحقائق ٥١٨/٢ زكريا، البحر الرائق ١٢٩/٣-١٣٠ كوئته)

بعض اَولیاء کی رضامندی کا حکم

بالغہ عورت کے غیر کفو میں نکاح کرنے سے پہلے یا نکاح کرنے کے بعد بعض اَولیاء نے اس عقد پر رضامندی ظاہر کی، تو یہ رضامندی تمام اَولیاء کی جانب سے سمجھی جائے گی، اور کسی کو

اعتراض کا حق نہ ہوگا؛ لیکن یہ حکم اُس وقت ہے جب کہ تمام اَولیاء یکساں درجہ کے ہوں، اور اگر اَولیاء کے درجات میں تفاوت ہو، تو اَقرب ولی کی رضا مندی کا اعتبار ہوگا۔

فرضًا البعض من الأولياء قبل العقد أو بعده كالكل لثبوته لكل كملاً كولاية أمان وقود ...... لو استووا في الدرجة، وإلا فللأقرب منهم حق الفسخ. وفي الشامية: قوله: ولا الخ، أي وإن لم يستووا في الدرجة، وقد رضي الأبعد فللأقرب الاعتراض. (الدر المختار مع الشامي، كتاب النكاح / باب الولي ۱۵۸/٤ زكريا)

شوہر کے کفو ہونے یا نہ ہونے کے بارے میں اَولیاء کے درمیان اختلاف

اگر بالغہ لڑکی نے اپنی مرضی سے (اَولیاء سے مشورہ کے بغیر) کسی لڑکے سے نکاح کیا، اور پھر اَولیاء کے مابین لڑکے کے کفو ہونے اور نہ ہونے میں اختلاف ہوگیا، بعض نے کفو ہونے کی تصدیق کی اور بعض نے انکار کیا، تو تصدیق کرنے والوں کی وجہ سے منکرین کا حق اعتراض ساقط نہ ہوگا۔ اور منکرین کو یہ حق حاصل ہوگا کہ لڑکے کا غیر کفو ہونا ثابت کرکے فسخ نکاح کا مطالبہ کریں۔

وأما تصديقه بأنه كفء، فلا يسقط حق الباقين. وتحته في الشامية: قال في المبسوط: لو ادعى أحد الأولياء أن الزوج كفء وأثبت الآخر أنه ليس بكفء يكون له أن يطالبه بالتفريق؛ لأن المصدق ينكر سبب الوجوب، وإنكار سبب الشيء لا يكون إسقاطًا له أهـ. (الدر المختار مع الشامي، كتاب النكاح / الولي ۱۵۹/٤ زكريا)

غائب ولی کو اعتراض کا حق

اگر ولی کی غیر موجودگی میں بالغہ لڑکی نے خود اپنا نکاح غیر کفو میں کرلیا، تو بھی ولی کو حسبِ ضابطہ اعتراض کا حق حاصل رہے گا، اور غائب ہونے کی وجہ سے اُس کی ولایت پر کوئی اثر نہ پڑے گا۔

وأما لو كان لها عصبة غائب فهو كالحاضر؛ لأن ولايته لا تنقطع. (الدر المختار مع الشامي، كتاب النكاح / باب الولي ١٥٨/٤ زكريا)

جس بالغہ عورت کا کوئی ولی نہ ہو اُس کا غیر کفو میں نکاح کرنا

ایسی بالغہ لڑکی جس کا کوئی ولی نہ ہو، وہ اگر غیر کفو میں نکاح کرے تو اُس کا نکاح درست اور نافذ مانا جائے گا، اور کسی کو اعتراض یا نکاح فسخ کرانے کا حق حاصل نہ ہوگا۔ اِسی طرح جس بالغہ لڑکی کا ولی چھوٹا اور نابالغ ہو، وہ بھی ولی نہ ہونے کے درجہ میں ہے۔

وإن لم يكن لها ولي فهو أي العقد صحيح نافذٌ مطلقًا اتفاقًا. وتحته في الشامية: قوله: مطلقًا أي سواء نكحت كفوًا أو غيره. وقال الشامي تحت قوله: وإن لم يكن لها ولي ...... والظاهر أنه لو كان لها عصبة صغير فهو بمنزلة من لا ولي لها؛ لأنه لا ولاية له. (الدر المختار مع الشامي، كتاب النكاح / باب الولي ١٥٨/٤ زكريا)

جس نابالغہ کا ولی نہ ہو اُس کا غیر کفو میں نکاح درست نہیں

جس نابالغہ لڑکی کا کوئی ولی نہ ہو، اور اُس کا نکاح کوئی اور شخص غیر کفو میں کرادے، یا وہ خود غیر کفو میں نکاح کرلے، تو یہ نکاح منعقد نہ ہوگا؛ کیوں کہ نابالغ رہتے ہوئے اُس لڑکی کو اپنا حق کفو ساقط کرنے کا اختیار نہیں ہے۔

أما الصغيرة فلا يصح؛ لأنها لم ترض بإسقاط حقها؛ ألا ترىٰ أنها لو كان لها عصبة فزوجها غير كفء لم يصح، فكذا إذا لم يكن لها عصبة. (الدر المختار مع الشامي، كتاب النكاح / باب الولي ١٥٨/٤ زكريا)

مرد نے غیر کفو عورت سے نکاح کرلیا؟

اگر کوئی مرد اپنے رتبہ سے نیچے کی عورت سے نکاح کرلے (مثلاً سید لڑکا کسی عام عرب خاندان کی لڑکی سے نکاح کرلے) تو کسی کو حق اعتراض حاصل نہیں ہے۔

لأن الزوج مستفرش فلا تغيظه دناءة الفراش. (الدر المختار ٢٠٧/٤ زكريا، ٨٥/٣ كراچی، مجمع الأنهر ٥٠٠/١ مكتبة فقيه الأمة ديوبند، تبيين الحقائق ٥١٧/٢ زكريا، فتح القدير ٢٨٣/٣ المكتبة الأشرفية ديوبند، الهداية ٣٤١/٢)

عالم دین لڑکا ہر خاندان کی لڑکی کا کفو بن سکتا ہے

جو شخص علم دین حاصل کر لے تو اُس کا تعلق خواہ کسی خاندان سے ہو، وہ ہر طبقہ کی لڑکی کے لئے کفو قرار پائے گا؛ کیوں کہ علم دین کی شرافت تمام شرافتوں سے بڑھ کر ہے۔

العالم يكون كفوءً ا للعلوية؛ لأن شرف الحسب أقوىٰ من شرف النسب. (شامي، كتاب النكاح / باب الكفاءة ١٥٧/٤ بيروت، ٢١٨/٤ زكريا، المحيط البرهاني ٢٧/٤ رقم: ٣٥٣٤، الفتاوىٰ الهندية ٢٩٠/١)

فالعالم العجمي يكون كفوءً ا للجاهل العربي والعلوية؛ لأن شرف العلم يعلو شرف النسب والحسب. (فتح القدير ٢٨٧/٣ المكتبة الأشرفية ديوبند، البحر الرائق ١٣٠/٣ كوئٹه، الفتاوىٰ التاتارخانية ١٣٧/٤ رقم: ٥٧٥٢ زكريا)

وفي الينابيع: والعالم كفوء للعربية والعلوية. (الفتاوىٰ التاتارخانية ١٣٧/٤ رقم: ٥٧٥٢، وكذا في البناية ١١٤/٥)

فاسق اور بد دین شخص نیک عورت کا کفو نہیں ہے

جو شخص بر سرِ عام فاسق اور بد دین یا بدعتی ہو وہ نیک اور پرہیزگار اور متبع سنت عورت کا کفو نہیں ہے؛ لہٰذا لڑکی والوں کو یہ نکاح فسخ کرانے کا حق ہے۔

فليس فاسق كفوءً ا لصالحة. (الدر المختار ١٥٣/٤ بيروت، ٢١٣/٤ زكريا، البحر الرائق / كتاب النكاح ١٣٢/٣ كوئٹه)

ومنها الديانة، فلا يكون الفاسق كفوءً ا للصالحة، كذا في المجمع. (الفتاوىٰ الهندية ١٩١/١ زكريا)

الخامس: التقویٰ والحسب، حتی لا یکون الفاسق کفوًا للعدل عند أبي حنیفة رحمه اللّٰه تعالیٰ. (الفتاویٰ التاتارخانیة ۱۳۷/٤ رقم: ۵۷۵۳ زکریا)

وذکر شمس الأئمة السرخسي عن محمد أن الذي یسکر ویخرج ویستهزء منه الصبیان لا یکون کفوًا لإمرأة صالحة. (الفتاویٰ التاتارخانیة ۱۳۸/٤ رقم: ۵۷۵٤ زکریا)

وأما التقویٰ روي عن أبي حنیفة رحمه اللّٰه تعالیٰ أنها معتبرة، حتی لا یکون الفاسق کفوًا للعدل. (الفتاویٰ الولوالجیة ۳۲۲/۱ بیروت)

شادی کے بعد معلوم ہوا کہ لڑکا شرابی ہے

ایک دین دار شخص نے اپنی نابالغہ بیٹی کا نکاح ایسے شخص سے کیا جو بظاہر نیک صالح خیال کیا جاتا تھا، پھر شادی کے بعد معلوم ہوا کہ لڑکا شراب پیتا ہے، جب کہ اُس کے گھر والے بد دینی میں معروف نہیں ہیں، اور لڑکی بڑے ہونے کے بعد اُس کے ساتھ رہنے سے انکار کردے، تو بالاتفاق یہ نکاح باطل ہوجائے گا۔

قال في البزازیة: رجلٌ زوّج بنته من رجلٍ ظنه مصلحًا لا یشرب مسکرًا فإذا هو مُدمِنٌ، فقالت: بعد الکبر لا أرضی بالنکاح إن لم یکن أبوها یشرب المسکر ولا عُرِف به، وغلبة أهل بیتها مصلحون فالنکاح باطلٌ بالاتفاق. (شامي، کتاب النکاح / باب الکفاءة ۲۱٤/٤ زکریا، الفتاویٰ الهندیة / الباب الخامس في الأکفاء ۲۹۱/۱، البحر الرائق ۱۳۵/۳ کوئٹه، خلاصة الفتاویٰ ۱۳/۲ المکتبة الأشرفیة دیوبند، الفتاویٰ التاتارخانیة ۱٤۲/٤ رقم: ۵۷٦۸ زکریا، خانیة علی الفتاویٰ الهندیة ۳۵۲/۱)

ولد الزنا شریف عورت کا کفو نہیں ہوسکتا

اگر باپ دادا کے علاوہ کسی اور شخص نے نابالغہ بچی کا نکاح کسی لڑکے کے ساتھ کردیا، پھر نکاح کے بعد معلوم ہوا کہ لڑکا ولد الزنا (حرامی) ہے، تو یہ نکاح جائز نہ ہوگا؛ بلکہ کالعدم اور غیر

منعقد قرار دیا جائے گا۔

وإذا كان المزوج غيرهما أي غير الأب وأبيه لا يصح النكاح من غير الكفء. (الدر المختار مع الشامي / باب الولي ١٧٣/٤ زكريا)

سئل شيخ الإسلام عن مجهول النسب هل يكون كفوًا لامرأة معروفة النسب؟ قال: لا. (الفتاویٰ التاتارخانية ١٣٦/٤ رقم: ٥٧٤٦ زكريا، المحيط البرهاني ٢٨/٣ الشاملة)

بالغہ عورت نے کفو یا کفو سے اوپر درجہ میں نکاح کرلیا؟

اگر بالغہ عورت نے گھر والوں کی اِجازت کے بغیر اپنی مرضی سے کسی ہم کفو لڑکے سے یا اپنے سے برتر خاندان میں نکاح کرلیا تو اگرچہ لڑکی کے لئے ایسا کرنا مناسب نہیں ہے؛ لیکن پھر بھی یہ نکاح حسبِ شرائط منعقد ہوجاتا ہے، اور لڑکی یا اُس کے گھر والوں کو بعد میں حقِ اعتراض حاصل نہیں رہتا۔

إن المرأة إذا زوجت نفسها من كفوء لزم على الأولياء. (شامي ٢٠٧/٤ زكريا، ٨٤/٣ كراچی)

فإذا تزوجت المرأة رجلاً خيرًا منها فليس للولي أن يفرق بينهما؛ فإن الولي لا يتعير بأن يكون تحت الرجل من لا يكافؤه، كذا في المبسوط للإمام السرخسي. (الفتاویٰ الهندية / الباب الخامس في الاكفاء ٢٩٠/١، المبسوط للسرخسي ٢٩/٥ بيروت)

بالغہ عورت کا گھر والوں کی مرضی کے بغیر غیر کفو میں نکاح کرنا

اگر کوئی لڑکی گھر والوں کی مرضی کے بغیر غیر کفو میں نکاح کرلے تو ایسا کرنا بالاتفاق پسندیدہ نہیں ہے، اور اُسے اَولیاء کی رضامندی کے ساتھ ہی نکاح کرنا چاہئے؛ لیکن اگر اِس طرح نکاح ہوجائے تو حنفیہ کی ظاہر الروایۃ یہ ہے کہ نکاح تو منعقد ہوجاتا ہے؛ لیکن اَولیاء کو شرعی عدالت میں حقِ اعتراض حاصل ہوتا ہے، اور امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی ایک روایت حسن بن زیاد رحمۃ اللہ علیہ

سے مروی ہے جس میں اِس طرح کے نکاح کو سرے سے غیر منعقد مانا گیا ہے، اور بہت سے متأخرین نے اِسی روایت پر فتویٰ دیا ہے۔

نوٹ:- تاہم موجودہ زمانہ میں مخلوط تعلیم وغیرہ کی بناپر لڑکے لڑکیوں کا عام طور پر میل جول بڑھتا جارہا ہے، اور اِس معاشرہ میں کفائت کا اعتبار بھی باقی نہیں رہا؛ اِس لئے عمومی حالات میں مناسب یہی معلوم ہوتا ہے کہ اِس مسئلہ میں ظاہر الروایۃ پر فتویٰ دیتے ہوئے نکاح کے انعقاد کا حکم دیا جائے؛ البتہ اَولیاء کو حق اعتراض حاصل ہو؛ تاکہ دونوں پہلوؤں کی رعایت رکھی جاسکے۔ (مرتب) (مستفاد: کفایۃ المفتی /کتاب النکاح ۵/۱۷۷ دارالاشاعت کراچی)

وهٰذا بناء علىٰ ظاهر الرواية من أن العقد صحيح، وللولي الاعتراض، أما علىٰ رواية الحسن المختارة للفتوىٰ من أنه لا يصح، فالمعنى معتبرة في الصحة. (شامي ٢٠٦/٤ زكريا، ٨٤/٣ كراچی)

ورواية الحسن بأن الحرة العاقلة لو زوجت نفسها من غير كفوء لا يصح. (شرح عقود رسم المفتي ٩٦ سطر: ١٣، البحر الرائق / كتاب النكاح ٢٢٦/٣ زكريا، الفتاوىٰ الهندية ٢٩٢/١ زكريا، المحيط البرهاني ٦١/٤ رقم: ٣٦٣٠ بيروت)

عورت نے غیر کفو میں نکاح کیا پھر ولی نے مہر وصول کرلیا؟

اگر لڑکی نے اپنی مرضی سے گھر والوں کی اِجازت کے بغیر نکاح کیا، پھر گھر والوں نے شوہر سے لڑکی کا مہر وصول کرلیا، یا مہر کی تعداد کے بارے میں بات چیت کی، تو یہ اُن کی طرف سے اُس نکاح پر رضامندی کی دلیل سمجھی جائے گی، اور اُنہیں بعد میں اعتراض کا حق نہ ہوگا۔

وإذا زوجت المرأة نفسها من غير كفوء بغير رضا الولي، فقبض الولي مهرها وجهزها فهٰذا منه رضًا وتسليمًا. (المحيط البرهاني ٣٣/٤ رقم: ٣٥٥٢ بيروت، الفتاوىٰ التاتارخانية ١٤٢/٤-١٤٣ رقم: ٥٧٧١ زكريا، الفتاوىٰ الهندية ٢٩٢/١ زكريا، تبيين الحقائق ٥١٨/٢، كذا في البناية ١٠٩/٥-١١٠)

وإذا زوجت المرأة نفسها من غير كفء فللأولياء أن يفرقوا بينهما …… ما لو يجيء من الولي دلالة الرضا كقبضه المهر أو النفقة أو المخاصمة في أحدهما، وإن لم يقبض وكالتجهيز ونحوه. (فتح القدير، كتاب النكاح / فصل في الكفاءة ۲۸٤/۳ المكتبة الأشرفية ديوبند)

مہر مثل میں کمی پر ولی کو اعتراض کا حق ہے

اگر عاقلہ بالغہ عورت نے ولی کی اجازت کے بعد غیر کفو میں مہر مثل سے کم پر نکاح کرلیا، تو ولی کو اُس نکاح پر اعتراض کا حق حاصل ہوگا، یا تو شوہر پورا مہر ادا کرے یا پھر عدالت سے اُن کے درمیان تفریق کرادے۔

ولو تزوجت المرأة ونقصت من مهر مثلها، فللولي الاعتراض عليها، حتى يتم لها مهرها أو يفارقها. (الفتاوىٰ الهندية ۲۹۳/۱، تبيين الحقائق ۵۲۲/۲ زكريا، الدر المختار مع رد المحتار ۲۲۱/٤ زكريا، فتح القدير ۲۹۱/۳ زكريا، البحر الرائق ۱۳٤/۳ كوئٹه)

ولی کے اعتراض پر اگر تفریق کردی گئی تو مہر کا کیا حکم ہے؟

عاقلہ بالغہ کے مہر مثل سے کم پر غیر کفو میں نکاح کرنے کی وجہ سے اگر ولی کے اعتراض پر تفریق کردی گئی تو دیکھا جائے گا کہ صحبت کرنے سے پہلے میاں بیوی کے درمیان تفریق ہوئی ہے یا بعد میں، اگر صحبت کرنے سے پہلے تفریق واقع ہوئی ہے تو عورت کو کچھ بھی مہر نہ ملے گا، اور اگر صحبت کرنے کے بعد تفریق ہوئی ہے تو جو مہر متعین ہوا تھا وہ ملے گا۔

وإذا فارقها قبل الدخول فلا مهر لها، وإن فارقها بعده فلها المسمى.

(الفتاوىٰ الهندية ۲۹٤/۱، تبيين الحقائق ۵۲۲/۲ زكريا، الدر المختار مع رد المحتار ۱۲۲/٤ زكريا)

وإذا فرق القاضي بينهما؛ فإن كان بعد الدخول فلها المسمى ……، والخلوة الصحيحة كالدخول وإن كان قبلها فلا مهر لها. (البحر الرائق ۱۲۹/۳ كوئٹه)

منکوحہ کا حمل ظاہر ہونے کے بعد ولی کو اعتراض کا حق نہیں رہتا

اگر کوئی عورت گھر والوں کی مرضی کے بغیر غیر کفو میں نکاح کرلے اور پھر وہ اُس نکاح کی بنا پر حاملہ ہوجائے اور اُس کا حمل ظاہر ہوجائے، تو اَب اولیاء کو اِس نکاح کے فسخ کا اختیار نہ رہے گا؛ کیوں کہ نکاح فسخ کرنے سے بچہ کی پرورش وغیرہ میں دشواری پیش آنے کا اندیشہ ہے، اِس لئے اِس خاص صورت میں اَولیاء کے مقابلہ میں بچہ کے حق کو ترجیح دی جائے گی، اور سابقہ نکاح کو بہرحال منعقد مان لیا جائے گا۔

وله أي للولي الخ، الاعتراض في غير الكفوء ما لم يسكت حتى تلد منه لئلا يضيع الولد، وينبغي إلحاق الحبل الظاهر به. (الدر المختار ١٥٥/٤-١٥٦ زكريا)

ثم المرأة إذا زوجت نفسها من غير كفوء صح النكاح في ظاهر الرواية عن أبي حنيفة رحمه الله تعالىٰ ...... ولكن للأولياء حق الاعتراض ...... أما إذا ولدت منه فليس للأولياء حق الفسخ. (الفتاوىٰ الهندية ٢٩٣/١ زكريا، وكذا في الفتاوىٰ التاتارخانية ١٣٩/٤-١٤٠ رقم: ٥٧٥٩ زكريا، المحيط البرهاني ٣١/٤ رقم: ٣٥٤٦)

ولا يكون سكوت الولي رضًا إلا إن سكت إلىٰ أن ولدت فليس له حينئذٍ التفريق. (فتح القدير ٢٨٤/٢ المكتبة الأشرفية ديوبند)

ولی نے خود غیر کفو میں نکاح کردیا

اگر ولی اَقرب (باپ دادا) خود نابالغہ لڑکی کا نکاح اُس کی اجازت کے بغیر، یا بالغہ لڑکی کا نکاح اُس کی اجازت سے غیر کفو میں کردے تو یہ نکاح لازم اور نافذ ہوجاتا ہے، بعد میں کسی کو حق اعتراض نہیں رہتا۔

ولو كان التزويج برضاهم يلزم حتى لا يكون لهم حق الاعتراض. (بدائع الصنائع / كتاب النكاح ٦٢٤/٢ زكريا)

وأما إنكاح الأب والجد الصغير والصغيرة فالكفاءة فيه ليس بشرط للزومه عند أبي حنيفةؒ. (بدائع الصنائع ۶۲۵/۲ زكريا، الفتاوىٰ التاتارخانية ۱۴۱/۴ رقم: ۵۷۶۶ زكريا، الفتاوىٰ الهندية ۲۹۴/۱ زكريا، البحر الرائق ۱۳۴/۳ كوئٹه، تبيين الحقائق ۵۲۳/۲، النهر الفائق ۲۲۴/۲ زكريا)

وإنما الخلاف بين أبي حنيفة وصاحبيه – رحمهم الله – فيما إذا زوجها من رجل عرفه غير كفء، فعند أبي حنيفةؒ يجوز؛ لأن الأب كامل الشفقة وافر الرأي، فالظاهر أنه تأمل غاية التأمل ووجد غير الكفء أصلح من الكفء. (الفتاوىٰ الهندية ۲۹۱/۱)

لو زوج ولده الصغير غير كفء بأن زوج ابنه أمة أو زوج بنته عبدًا ...... جاز، وهٰذا عند أبي حنيفة ......، ولأبي حنيفة أن الحكم يدار علىٰ دليل النظر وهو قرب القرابة، وفي النكاح مقاصد تربوا علىٰ ذٰلك. (تبيين الحقائق، كتاب النكاح / باب الأولياء والأكفاء ۵۲۴/۲ زكريا)

ولو زوج طفله غير كفء صح ...... يعني لو زوجه الأب الصاحي ولده الصغير أمة أو بنته الصغيرة عبدًا ...... فهو صحيح من الأب والجد دون غيرهما عند أبي حنيفة، ولم يصح العقد عندهما على الأصح؛ لأن الولاية مقيدة بشرط النظر، فعند فواته يبطل العقد، وله: أن الحكم يدار علىٰ دليل النظر وهو قرب القرابة، وفي النكاح مقاصد تربوا على المهر والكفاءة. (البحر الرائق، كتاب النكاح / باب الأولياء والأكفاء ۱۳۴/۳ كوئٹه)

عورت پر دباؤ ڈال کر غیر کفو میں نکاح کرانا

اگر دباؤ ڈال کر کسی بالغ لڑکی کا نکاح غیر کفو میں کرادیا جائے، تو دباؤ اور اکراہ ختم ہوجانے کے بعد اُس کو فسخ نکاح کا اختیار باقی رہے گا۔

وأما إذا أكرهت علىٰ أن تزوج نفسها غير الكفوء ثم زال الإكراه فلها

الخيار. (الفتاویٰ الهندية ١/٢٩٤، المحيط البرهاني ٤/٣٣ رقم: ٣٥٥١)

وتفسيره في مسئلة ذكرها في كتاب الإكراه: أن ولي المرأة والمولى عليها إذا أكرها على النكاح، ثم زال الإكراه بعد العقد، فإن كان الزوج غير كفوء والمهر وافرًا، كان للولي أن يرد النكاح، وكذا لها أن ترد النكاح. (الجامع الصغير وشرحه النافع الكبير ١/١٨١ المكتبة الشاملة)

دباؤڈال کرمہر مثل کے بدلے کفو میں نکاح کرانا

اگر کسی عورت پر دباؤ ڈال کر کفو میں مہر مثل کے بدلے اُس کا نکاح کرادیا گیا، تو اُس کا یہ نکاح لازم اور تام ہوجائے گا، اور زور و دباؤ ختم ہوجانے کے بعد اُس کو اِس بات کا اختیار نہیں رہے گا کہ وہ اس نکاح کو فسخ کرسکے۔

وإذا أكرهت المرأة علىٰ أن تزوج نفسها من كفءٍ بمهر المثل، ثم زال الإكراه فلا خيار لها. (الفتاویٰ الهندية ١/٢٩٤، الفتاویٰ التاتارخانية ٤/١٤٢ رقم: ٥٧٧٠ زكريا، المحيط البرهاني ٤/٣٣ رقم: ٣٥٥١)

❍❖❍

عقدِ نکاح سے متعلق مسائل

نکاح کی تقریب

تقریب نکاح کا انعقاد شریعت کے بتائے ہوئے طریقوں کے مطابق ہونا چاہئے؛ تاکہ دینی ودنیوی برکتوں سے سرفراز ہوا جاسکے۔ اِس بارے میں درج ذیل ہدایتوں کو خاص طور پر سامنے رکھا جائے:

(۱) ایک عمومی ضابطہ تو یہ ہے کہ پوری تقریب میں اسرافِ بے جا اور فضول خرچیوں سے ہر ممکن احتراز کیا جائے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے:

إِنَّ أَعْظَمَ النِّكَاحِ بَرَكَةً أَيْسَرُهُ مَؤُنَةً. (مشكاة المصابيح ٢٦٨/٢، المسند للإمام أحمد بن حنبل رقم: ٢٤٥٢٩ عن عائشةؓ)

سب سے بابرکت نکاح وہ ہے جس میں کم سے کم مشقت ہو۔

آج کل عام طور پر محض نام وری یا اپنی خاندانی روایات برقرار رکھنے کے لئے تقریبات میں بے حد فضول خرچی کی جاتی ہے، اور بسا اَوقات وسعت نہ ہونے کے باوجود قرض وغیرہ لے کر اپنی اَنانیت کو تسکین دی جاتی ہے، یہ طریقہ نہایت قابلِ مذمت اور قابلِ ترک ہے۔

(۲) نکاح کی مجلس برسرعام منعقد کی جائے۔ ارشاد نبوی ﷺ ہے: أَعْلِنُوْا هٰذَا النِّكَاحَ. ''اس نکاح کا اعلان کرو''۔ (ترمذی شریف ۲۰۷/۱، مشکوۃ شریف ۲۷۲ عن عائشہؓ)

جس نکاح کا عام اعلان نہ ہو وہ اگر شرائط کے مطابق ہو تو اگرچہ منعقد ہو جاتا ہے؛ لیکن اِس طرح کے نکاحوں میں بہت سے مفاسد ہیں جن سے اجتناب کرنا چاہئے۔ (اصلاح انقلابِ اُمت ۵۲/۲)

ويندب إعلانه. (شامي ٦٦/٤ زكريا)

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: فصل ما بين الحلال والحرام الدف والصوت. (سنن الترمذي ٢٠٧/١، المصنف لابن أبي شيبة ١٤٤/٩ رقم: ١٦٦٦٣ بيروت)

(۳) نکاح مسجد میں کیا جائے۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

وَاجْعَلُوْهُ فِيْ الْمَسَاجِدِ. نکاح مساجد میں کیا کرو۔ (سنن الترمذي ۲۰۷/۱، مشكاة المصابيح ۲۷۲/۲)

حقیقت یہ ہے کہ مسجد میں نکاح بہت سی خرابیوں کو روکنے کا سبب ہے اور عبادت ہونے کی بنا پر اس کا مسجد میں ہی انجام پانا زیادہ مناسب ہے۔

مباشرة عقد النكاح في المساجد مستحب. (الفتاوىٰ الهندية ۳۲۱/۵، الدر المختار ٦٦/٤ زكريا، مجمع الأنهر ٤٦٨/١٠)

(۴) بہتر ہے کہ اِس مبارک تقریب کا انعقاد جمعہ کے دن کیا جائے۔ (خواہ جمعہ کی نماز کے بعد ہو یا عصر کے بعد)

وكونه في جمعة. (الدر المختار / كتاب النكاح ۸/۳ كراچی، مجمع الأنهر ٤٦٨/١، الفقه الإسلامي ۱۲۹/۳)

(۵) دولہا کے گلے میں پھولوں اور نوٹوں کا ہار ڈالنا اور سہرا باندھنا یہ سب ہندوانی رسمیں ہیں، اُن سے احتراز کیا جائے۔

عن ابن عمر رضي الله عنهما قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من تشبه بقوم فهو منهم. (سنن أبي داؤد، كتاب اللباس / باب في لبس الشهرة ٥٥٩/٢ رقم: ٤٠٣١ دار الفكر بيروت، مشكاة المصابيح، كتاب اللباس / الفصل الثاني ٣٧٥/٢)

قال العلامة المناوي رحمه الله تعالىٰ تحته: أي تزيّا في ظاهره بزيّهم، وفي تعرفه بعرفهم، وفي تخلقه بخلقهم وسار بسيرتهم وهديهم في ملبسهم وبعض أفعالهم. (فيض القدير ١٢٨/٦ دار الفكر بيروت، ٥٧٤/١١ رياض)

(٦) تقریبِ نکاح کے دوران خاص طور پر اِس کا خیال رکھا جائے کہ کوئی خلافِ شرع رسم ورواج اور گناہ کا کام نہ ہو، مثلاً ناچ گانا، بینڈ باجا، فوٹو کھینچنا، ویڈیو فلم بنانا وغیرہ؛ کیوں کہ یہ سب اُمور نکاح کی برکت کو مٹانے والے ہیں۔

عن أبي سعيد الخدري رضي الله عنه قال: سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول: من رأى منكم منكرًا فليغيره بيده، فإن لم يستطع فبلسانه، فإن لم يستطع فبقلبه، وذٰلك أضعف الإيمان. (صحيح مسلم، كتاب الإيمان / باب بيان كون النهي عن المنكر من الإيمان، وأن الإيمان يزيد وينقص الخ ٥١/١ هند نسخه، ٥٢/١ رقم: ٤٩ بيت الأفكار الدولية، مشكاة المصابيح / باب الأمر بالمعروف، الفصل الأول ٤٣٦/٢)

قوله: ''فبلسانه'' أي فليغيره بالقول وتلاوة ما أنزل الله من الوعيد عليه وذكر الوعظ والتخويف والنصيحة ...... ثم اعلم أنه إذا كان المنكر حرامًا وجب الزجر عنه، وإذا كان مكروهًا ندب، وشرطهما أن لا يؤدي إلى الفتنة. (مرقاة المفاتيح ۸۶۱/۸-۸۶۲)

الملاهي كلها حرامٌ حتى التغني بضرب القصب. (البحر الرائق ۱۸۸/۸ کوئٹہ)

(۷) رسم ورواج کے مطابق لمبی لمبی باراتیں لے جانا بھی شرعاً مذموم ہے، اِس طریقہ کو ترک کیا جائے؛ البتہ ضرورت کے بقدر کچھ لوگ ساتھ جائیں تو حرج نہیں۔

مستفاد: عن نافع قال: قال عبد اللّٰه بن عمر رضي اللّٰه عنهما: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: من دُعي فلم يجب فقد عصى اللّٰه ورسوله، ومن دخل علیٰ غير دعوةٍ دخل سارقًا وخرج مغيرًا. (سنن أبي داؤد ۵۲۵/۲)

وليمة العرس سنة وفيها مثوبة عظيمة، وهي إذا بنى الرجل بامرأته ينبغي أن يدعو الجيران والأقرباء والأصدقاء. (الفتاویٰ الهندية ۳۴۳/۵)

خطبۂ مسنونہ

نکاح کے عقد سے پہلے ''خطبۂ مسنونہ'' پڑھنا مسنون ومستحب ہے۔

وتقديم خطبة. (الدر المختار ۶۶/۴ زکریا، ۸/۳ کراچی)

فأفاد أنها لا تتعين بألفاظ مخصوصة وإن خطب بما ورد فهو أحسن. (شامي / كتاب النكاح ۶۶/۴ زكريا)

سیدنا حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: ''جس نکاح میں تشہد (خطبۂ نکاح) نہ ہو وہ کوڑھی (جذامی) ہاتھ کی طرح (بے برکت) ہے''۔ (مشکوٰۃ شریف ۲/۲۷۲)

یہ خطبہ حمد وصلوٰۃ اور مناسب آیات واحادیث پر مشتمل ہونا چاہئے۔

سیدنا حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منقول ہے کہ نکاح وغیرہ کے موقع پر نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم درج ذیل خطبہ ارشاد فرمایا کرتے تھے:

اَلْحَمْدُ [نَحْمَدُهٗ] لِلّٰهِ وَنَسْتَعِيْنُهٗ وَنَسْتَغْفِرُهٗ وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ	ہر طرح کی تعریف صرف اللہ تعالیٰ ہی کے شایانِ شان ہے، ہم اس کی حمد وثنا کرتے ہیں اور اسی

اَنْفُسِنَا [وَمِنْ سَيِّئَاتِ أَعْمَالِنَا] مَنْ يَهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهُ وَمَنْ يُضْلِلْ فَلَا هَادِيَ لَهُ، وَأَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّداً عَبْدُهُ وَرَسُوْلُهُ. (سنن الترمذي ۲۱۰/۱، سنن ابن ماجة، مشكاة المصابيح ۲۷۲/۲، الفقه الإسلامي وأدلته ۱۲۷/۷)

سے مدد کے طالب ہیں، اور اس سے اپنی خطاؤں کی مغفرت چاہتے ہیں، اور ہم اللہ تعالیٰ سے اپنے نفسانی شرور اور اپنے برے اعمال سے پناہ مانگتے ہیں، جس کو اللہ تعالیٰ ہدایت سے نوازیں اسے کوئی گمراہ نہیں کرسکتا، اور اللہ تعالیٰ جسے گمراہ کردیں اسے کوئی ہدایت نہیں دے سکتا۔ اور میں اس بات کی شہادت دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی عبادت کے لائق نہیں، اور اس بات کی بھی گواہی دیتا ہوں کہ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ اللہ کے بندے اور اس کے سچے رسول ہیں۔

اس کے بعد درج ذیل تین آیات تلاوت فرماتے تھے:

(۱) ﴿يٰۤأَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اتَّقُوْا اللّٰهَ حَقَّ تُقَاتِهِ وَلَا تَمُوْتُنَّ إِلَّا وَأَنْتُمْ مُسْلِمُوْنَ. [اٰل عمران: ۱۰۲]

(۱) اے ایمان والو! اللہ سے ایسے ڈرو جیسے اس سے ڈرنے کا حق ہے اور تمہاری موت صرف مسلمان ہونے کی حالت میں ہی آنی چاہئے۔

(۲) يٰۤأَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمُ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ مِنْ نَفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالاً كَثِيْرًا وَّنِسَآءً، وَّاتَّقُوْا اللّٰهَ الَّذِيْ تَسَآءَلُوْنَ بِهِ وَالْأَرْحَامَ، إِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيْباً. [النساء: ۱]

(۲) اے انسانو! اپنے اس رب سے ڈرو جس نے تم کو ایک جان سے پیدا کیا، اور پھر اسی جان سے اس کے جوڑے کو بنایا، اور ان دونوں کے ذریعہ بہت سے مردوں اور بہت سی عورتوں کو پھیلا دیا، اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو جس کے ذریعہ سے تم ایک دوسرے سے سوال کرتے ہو، اور رشتہ داری (قطع کرنے) سے ڈرو، بے شک اللہ تعالیٰ تمہاری نگہبانی فرمانے والے ہیں۔

(۳) يٰۤأَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اتَّقُوْا اللّٰهَ وَقُوْلُوْا قَوْلاً سَدِيْداً يُّصْلِحْ لَكُمْ أَعْمَالَكُمْ وَيَغْفِرْلَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهُ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيْمًا﴾ [الأحزاب: ۷۱]

(۳) اے ایمان والو! اللہ سے ڈرتے رہو اور سیدھی بات کہا کرو، تو اللہ تعالیٰ تمہارے اعمال کی درستگی فرمادیں گے اور تمہارے گناہ بخش دیں گے، اور جس نے اللہ اور اس کے رسول کا کہا مانا تو وہ زبردست کامیابی سے ہم کنار ہوگیا۔

خطبۂ نکاح کے موقع پر ان تینوں آیات کا انتخاب خصوصی اہمیت کا حامل ہے اور خاص توجہ کا طالب ہے، جسے ازدواجی زندگی میں بالخصوص پیش نظر رکھنے کی ضرورت ہے، مثلاً:

الف: تینوں آیتوں میں قدر مشترک کے طور پر تقویٰ کا حکم دیا گیا، جس سے معلوم ہوا کہ نکاح کا ایک اہم مقصد پاک دامنی اور پاک بازی ہے، یہ ایک محض دنیوی رسم نہیں؛ بلکہ تقویٰ اور پرہیز گاری کے حصول کا ایک اہم ذریعہ ہے۔

ب: پہلی آیت (آل عمران:۱۰۲) میں تقویٰ کا حق ادا کرنے کو یاددلا کر تاکید کی گئی کہ زوجین آپس میں نفسانی یا مالی اعتبار سے کسی خیانت کے ہرگز مرتکب نہ ہوں اور اس بارے میں اللہ تعالیٰ سے ہر جگہ اور ہر وقت ڈرتے رہیں۔

ج: سورۂ نساء کی آیت میں توالد وتناسل کے بارے میں اللہ تعالیٰ کی قدرتِ کاملہ اور عظیم الشان نظام کو یاددلا کر بتایا گیا کہ نکاح کا ایک اہم ترین مقصد توالد وتناسل اور تعمیر انسانیت ہے۔

د: اسی آیت میں آگے رشتہ داروں کے حقوق ادا کرنے کی رہنمائی گئی جن کا سارا دارومدار رشتۂ نکاح پر ہے، اسی رشتہ سے آگے رشتے استوار ہوتے ہیں اور سب کے حقوق کی رعایت کرنے میں ہی دنیا میں امن کی بقا کا مدار ہے۔

ہ: اور تیسری آیت (سورۂ احزاب:۷۱) میں تقویٰ کے ساتھ زبان کی درستگی کا ذکر ہے؛ کیوں کہ نکاح کے فوائد وبرکات حاصل کرنے یا بگاڑنے میں سب سے بڑا دخل زبان کو ہوتا ہے، اگر یہ قابو میں رہے تو بگڑے ہوئے حالات سدھر جاتے ہیں اور اگر یہ زبان بے قابو ہوجائے تو پرسکون حالات میں بگاڑ آجاتا ہے۔

و: اور پھر آیت کا اختتام اس یاددہانی پر کیا گیا کہ اصل کامیابی اللہ اور اُس کے رسول کی اطاعت کرنے میں ہے، دنیوی رسومات یا جھوٹی عزتوں میں کچھ نہیں رکھا۔

یہ تو چند اشارات ہیں ورنہ یہ پورا خطبہ پرسکون ازدواجی زندگی کے لئے سنہرے منشور کی حیثیت رکھتا ہے، اس کا بار بار استحضار کرتے رہنے کی ضرورت ہے۔

نـــوٹ: نیز ان آیات کے ساتھ موضوع کی مناسبت سے احادیثِ شریفہ بھی پڑھی جاسکتی ہیں، اِس موقع پر احادیث پڑھنے کی ممانعت کہیں نظر سے نہیں گذری، اور موقع ہو تو مجلس نکاح میں مختصر انداز میں کچھ اصلاحی گفتگو مقامی زبان میں کردینی چاہئے۔

خطبۂ نکاح کھڑے ہوکر پڑھیں یا بیٹھ کر؟

نکاح کا خطبہ بیٹھ کر پڑھنے میں بھی کوئی حرج نہیں، اور کھڑے ہوکر پڑھنا بھی درست ہے، اور

کرسی پر بیٹھ کر بھی پڑھا جاسکتا ہے۔ نبی اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے جمعہ وعیدین کے خطبہ کے علاوہ دیگر خطبات بیٹھ کر پڑھنا بھی ثابت ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ۱۶/۱۹۳ میرٹھ)

عن أبي سعيد الخدري رضي الله عنه قال: جلس رسول الله صلى الله عليه وسلم على المنبر وجلسنا حوله، فقال: إن مما أخاف عليكم بعدي ما يفتح عليكم من زهرة الدنيا وزينتها. (صحيح مسلم ۱/۳۳٦، صحيح البخاري / كتاب الزكاة ۱/۱۹۷)

کئی نکاحوں کے لئے ایک خطبہ

اگر متعدد نکاح مجلس میں کرنے کا پروگرام ہوتو اُن سب کے لئے ایک ہی خطبہ کافی ہے، ہر نکاح کے لئے الگ خطبہ پڑھنے کی ضرورت نہیں۔ (فتاویٰ محمودیہ ۱۶/۱۹۲ میرٹھ)

المستفاد: والمستحب خطبة واحدة لما تقدم، لا خطبتان اثنتان: إحداهما من العاقد والأخرىٰ من الزوج قبل قبوله؛ لأن المنقول عنه عليه الصلاة والسلام وعن السلف خطبة واحدة وهو أولىٰ ما اتبع. (الفقه الإسلامي وأدلته ۷/۱۲۸)

نکاح کس سے پڑھوائیں؟

نکاح کوئی بھی شخص پڑھا سکتا ہے، اُس کے لئے متعینہ امام یا قاضی ہونا کوئی ضروری نہیں ہے؛ تاہم بہتر یہ ہے کہ سمجھ دار اور متقی شخص سے نکاح پڑھوایا جائے۔ (فتاویٰ محمودیہ ۱۶/۱۹۰ میرٹھ)

النكاح ينعقد بالإيجاب والقبول. (الهداية ۲/۳۰۵، شامي / كتاب النكاح ۳/۹ كراچی، البحر الرائق ۳/۱٤٤)

قوله: بعاقد رشيد: فلا ينبغي أن يعقد مع المرأة بلا أحد من عصبتها، ولا مع عصبة فاسق، ولا عند شهود غير عدول. (شامي / أول كتاب النكاح ٤/٦٧ زكريا، ۳/۸ كراچی)

وأن يتولى عقده ولي رشيد. (البحر الرائق ۳/۱٤٤)

نکاح کے بعد چھوہارے تقسیم کرنا

نکاح کے بعد چھوہارے وغیرہ تقسیم کرنا شرعاً لازم نہیں ہے؛ تاہم ایک ضعیف روایت میں وارد ہے کہ ایک نکاح کی مجلس میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی موجودگی میں کھجوریں اور بادام وغیرہ اچھالے گئے اور پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اجازت سے حاضرین مجلس صحابہ رضی اللہ عنہم نے اُنہیں لپک کر لے لیا۔ (کذا فی تلخیص الحبیر، اعلاء السنن ۱۱/۱۱ بیروت)

عن عائشة رضي الله عنها أن رسول الله صلى الله عليه وسلم تزوج بعض نساءه فنُثِر عليه التمر، وفي رواية عنها قالت: كان النبي صلى الله عليه وسلم إذا زوج أو تزوج نثر تمرًا. (السنن الكبرىٰ للبيهقي، كتاب الصداق، جامع أبواب الوليمة / باب ما جاء في النثار في الفرج ٥٠٣/٧ رقم: ١٤٦٨٢-١٤٦٨٣ دار الحديث القاهرة)

عن معاذ بن جبل رضي الله عنه بسند ضعيفٍ وانقطاع أن النبي صلى الله عليه وسلم حضر في إملاك (أي نكاح) فأتي بطباق عليها جوز ولوز وتمر، فنثرت، فقبضنا أيدينا، فقال: ما بالكم لا تأخذون؟ فقالوا: لأنك نهيت عن النهي، فقال: فما نهيتكم عن نهي العساكر، خذوا علىٰ اسم الله فجاذبنا وجاذبناه، ويلتحق به ما تعارفه المسلمون من نثر التمر ونحوه في مجلس النكاح. (إعلاء السنن ١١/١١ کراچی، السنن الكبرىٰ للبيهقي ١٢٠/١١ رقم: ١٥٠٤٨ دار الفكر بيروت)

غالبًا اِسی روایت کی بنا پر نکاح کے بعد ہمارے علاقہ میں نکاح کے بعد چھوہارے تقسیم کرنے کا رواج بنا ہوا ہے؛ لیکن یہ خیال رہنا چاہئے کہ اگر نکاح مسجد میں ہو رہا ہو اور چھوہارے اچھالنے میں چھینا جھپٹی کی وجہ سے مسجد کی بے حرمتی کا اندیشہ ہو تو انہیں اچھالا نہ جائے؛ بلکہ ویسے ہی سنجیدگی سے تقسیم کردیا جائے، یا مسجد کے باہر تقسیم کا نظم بنایا جائے، اچھالنا کوئی ضروری نہیں ہے، اس سے زیادہ احترامِ مسجد ضروری ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ۱۵۱/۱۶ میرٹھ)

نکاح کے بعد زوجین کو مبارک باد دینا

نکاح کے بعد دولہا یا دولہن کو مبارک باد اور دعائیں دینا حدیث سے ثابت ہے، اِس وقت درج ذیل جیسے الفاظ سے مبارک باد دی جاسکتی ہے: بَارَكَ اللّٰهُ لَكَ وَبَارَكَ اللّٰهُ عَلَيْكَ وَجَمَعَ بَيْنَكُمَا فِيْ خَيْرٍ. (سنن أبي داؤد ٢٩٠/١، فتاوىٰ محموديه ٣٩/١٦ ميرٹه) یعنی اللہ تعالیٰ تمہیں ہر حالت میں برکتوں سے نوازیں اور تم دونوں میں خیر کے ساتھ اجتماعی زندگی گذارنے کی توفیق عطا فرمائیں۔

عن أنس بن مالك رضي الله عنه أن رسول الله صلى الله عليه وسلم راىٰ علىٰ عبد الرحمٰن بن عوف أثر صفرة، فقال: ما هٰذا؟ فقال: إني تزوجت امرأة علىٰ وزن نواة من ذهبٍ، فقال: بارك الله لك، أولم ولو بشاةٍ. (سنن الترمذي ٢٠٨/١)

ذیل میں عقد نکاح سے متعلق چند اہم مسائل بیان کئے جاتے ہیں:

نکاح کی اصطلاحی تعریف

نکاح ایسا عقد ہے جس سے نامحرم عورت سے جسمانی نفع اٹھانے کی اجازت حاصل ہوجاتی ہے۔

هو عقد يفيد ملك المتعة أي حل استمتاع الرجل من امرأة لم يمنع من نكاحها مانعٌ شرعيٌ. (الدر المختار ٥١/٤-٥٣، در مختار مع الشامی زكريا ٥٩/٤ بيروت، مجمع الأنهر ٤٦٧/١، الفتاوىٰ التاتارخانية ٣/٤ رقم: ٥٣٦١ زكريا)

والزواج شرعًا: عقد يتضمن إباحة الاستمتاع بالمرأة بالوطء والمباشرة وغير ذٰلك. (الفقه الإسلامي وأدلته ٤٣/٧)

عقدِ نکاح کے ارکان

نکاح کے ارکان دو ہیں: (۱) ایجاب (۲) قبول۔

وأما ركن النكاح فهو الإيجاب والقبول. (بدائع الصنائع ٤٨٥/٢ نعيميه ديوبند، الفتاوىٰ التاتارخانية ٣/٤ رقم: ٥٣٦١ زكريا، مجمع الأنهر ٤٦٨/١، شامي ٦٨/٤ زكريا)

ایجاب کی تعریف

مجلسِ عقد میں جو کلام میں پہل کرے اُس کے قول کو ایجاب کہا جاتا ہے، خواہ یہ ابتداء شوہر کی طرف سے ہو یا بیوی کی طرف سے (مثلاً شوہر کہے کہ میں نے تجھ سے نکاح کیا، یا عورت کہے کہ میں نے اپنے کو تیرے نکاح میں دیا، یا لڑکی کی طرف سے قاضی کہے کہ میں نے مسماۃ فلاں بنت فلاں سے تمہارا نکاح کردیا (جیسا کہ ہمارے علاقہ میں دستور ہے) تو یہ قول ایجاب کہلائے گا)

أشار إلىٰ أن المتقدم من كلام العاقدين إيجاب، سواء كان المتقدم كلام الزوج أو كلام الزوجة. (شامي ٦٠/٣ بيروت، زكريا ٦٩/٤)

والإيجاب شرعًا لفظ صدر عن أحد المتعاقدين أولاً رجلاً أو امرأةً.

(مجمع الأنهر ٤٦٨/١، الفتاویٰ التاتارخانية ٣/٤ رقم: ٥٣٦١ زكريا، البحر الرائق ١٤٤/٣ دار الكتاب)

قبول کی تعریف

ایجاب کے جواب میں اس کے موافق جو کلام کیا جائے گا اسے قبول کہتے ہیں۔

والمتأخر قبول الخ، فلا يتصور تقديم القبول. (شامي / كتاب النكاح ٦٩/٤ زكريا، ٦٠/٣ بيروت)

والقبول اللفظ الصادر ثانيًا من أحدهما الصالح لذٰلك مطلقًا. (البحر الرائق ٨/٣، مجمع الأنهر ٤٦٨/١)

اِیجاب وقبول کن الفاظ سے درست ہے؟

جس طرح ایجاب وقبول میں لفظ نکاح وزواج کا استعمال درست ہے، اِسی طرح ہر ایسے لفظ سے ایجاب وقبول معتبر ہے جس سے فی الفور ملکیت کا مفہوم واضح ہوتا ہو، مثلاً: (۱) عورت یہ کہے کہ میں نے اپنے کو فلاں کو ہبہ کر دیا (۲) یا شوہر یہ کہے کہ میں فلاں عورت کا مالک بن گیا (۳) یا عورت اِس طرح ایجاب کرے کہ میں نے اپنے کو فلاں کے ہاتھ بیچ دیا (۴) یا شوہر یہ کہے کہ میں نے فلاں عورت کو خریدلیا (۵) یا عورت یہ کہے کہ میں نے اپنے کو فلاں کو صدقہ کر دیا وغیرہ۔

لا خلاف أن النكاح ينعقد بلفظ الإنكاح والتزويج، وهل ينعقد بلفظ البيع والهبة والصدقة والتمليك، قال أصحابنا رحمهم الله تعالىٰ ينعقد. (بدائع الصنائع ٤٨٥/٢ المكتبة النعيمية ديوبند)

والثاني نحو بعت نفسي منك بكذا أو ابنتي أو اشتريتك بكذا فقالت نعم. (شامي ٦٧/٤ بيروت، ٧٨/٤ زكريا)

وإنما يصح بلفظ نكاح وتزويج وما وضع لتمليك العين في الحال كبيع وشراء وهبة وصدقة. (مجمع الأنهر ٤٧٠/١، الفتاویٰ التاتارخانية ٩/٤ رقم: ٥٣٦٨ زكريا)

وإنما يصح بلفظ النكاح والتزويج وما وضع لتمليك العين في الحال.

(البحر الرائق ۱۵۱/۳، الهداية ۳۲۵/۲ المكتبة النعيمية ديوبند)

ایجاب وقبول کن الفاظ سے درست نہیں؟

اگر ایجاب وقبول میں ایسے الفاظ بولے جن سے فوری ملکیت ثابت نہیں ہوتی، تو اُن سے نکاح منعقد نہ ہوگا، مثلاً عورت نے کہا کہ میں اپنے کو تجھے کرایہ پر دیتی ہوں، یا عاریت پر دیتی ہوں، یا شوہر نے ایجاب کیا کہ میں تجھ کو کرایہ پر لیتا ہوں، یا عاریت پر لیتا ہوں، تو اُس سے نکاح درست نہ ہوگا۔

ولا ينعقد النكاح بلفظ الإجارة عند عامة مشائخنا. (بدائع الصنائع ۴۸۶/۲ المكتبة النعيمية ديوبند)

لا يصح بلفظ إجارة وإعارة ووصية الخ. (الدر المختار ۶۹/۴ بيروت، ۸۳/۴ زكريا، الفتاویٰ التاتارخانية ۱۰/۴ رقم: ۵۳۷۰ زكريا)

وقيد بتمليك العين احترازًا عما يفيد ملك المنفعة فقط، كالعارية فلا ينعقد بها على الصحيح. (البحر الرائق ۱۵۲/۳)

ولا ينعقد بلفظ الإجارة في الصحيح، والإعارة والإباحة والإحلال والتمتع والإجازة والرضا ونحوها. (الفتاویٰ الهندية ۲۷۲/۱ زكريا، الهداية ۳۲۵/۲)

ایجاب وقبول کے صیغے

ایجاب وقبول میں اصل یہ ہے کہ ماضی کا صیغہ استعمال کیا جائے، مثلاً یہ کہے کہ میں نے نکاح کرلیا، یا میں نے اُس کو قبول کیا؛ لیکن اگر ایک جانب حال یا امر کا اور دوسری جانب ماضی کا صیغہ ہو، تو بھی نکاح درست ہوجاتا ہے، مثلاً ایجاب کرنے والے نے کہا کہ: ''تو اپنے سے میرا نکاح کرلے'' اور قابل نے جواب دیا کہ: ''میں نے قبول کرلیا'' یا ''مجھے قبول ہے'' وغیرہ، تو

نکاح درست ہوجائے گا۔

النکاح ینعقد بالإیجاب والقبول بلفظین یعبر بهما عن الماضي الخ، وینعقد بلفظین یعبر بأحدهما عن الماضي وبالآخر عن المستقبل، مثلاً أن یقول: زوجني فیقول: زوجتك. (الهدایة ۳۲۵/۲ المکتبة النعیمیة دیوبند، الفتاویٰ التاتارخانیة / کتاب النکاح ۵/٤ رقم: ٥١٤٦٣ زکریا، المحیط البرهاني ٥/٤ رقم: ٣٤٧٣، البحر الرائق ١٤٥/٣ زکریا، الفتاویٰ الهندیة ٢٧٠/١ قدیم زکریا)

’’خود کو تمہارے نکاح میں دیتی ہوں‘‘ کہنے سے نکاح

اگر لڑکی دو گواہوں کے سامنے لڑکے سے یہ کہے کہ ’’میں خود کو تمہارے نکاح میں دیتی ہوں‘‘ اور لڑکا اُسے قبول کرلے تو یہ شرعی ایجاب وقبول کہلائے گا، اور اِس سے نکاح منعقد ہوجائے گا۔ (مستفاد: فتاویٰ دار العلوم دیوبند ۵۶/۷)

وینعقد (أي النکاح) **بإیجاب من أحدهما وقبول من الآخر، کزوجت نفسي منك، ویقول الآخر: تزوجت.** (الدر المختار مع الشامي / کتاب النکاح ٣٦١/٢ کراچی، ٦٨/٤ زکریا، الفتاویٰ الهندیة ٢٦٧/١ زکریا)

’’میں اپنے نفس کو تمہیں دیتی ہوں‘‘ کہنے سے نکاح

لڑکی نے دو گواہوں کے سامنے لڑکے کو مخاطب بناتے ہوئے یہ کہا کہ ’’میں اپنے نفس کو تمہیں دیتی ہوں‘‘، اور وہ لڑکا اُسی مجلس میں اُس کو قبول کرلے تو اِس سے نکاح منعقد ہوجائے گا؛ اِس لئے کہ ارکانِ نکاح ایجاب وقبول دو گواہوں کے سامنے پائے گئے ہیں۔ (فتاویٰ دار العلوم دیوبند ۵۷/۷)

وشرط حضور شاهدین أي یشهدان علی العقد. (الدر المختار مع الشامي / کتاب النکاح ٣٧٣/٢ کراچی)

وینعقد ملتبسًا بإیجاب من أحدهما وقبول من الآخر. (شامي / کتاب النکاح ٦٨/٤ زکریا، الفتاویٰ الهندیة ٢٦٧/١ زکریا)

امرأة قالت لرجل: ''زوجت نفسي منك'' فقال الرجل: بخداوند گاری پزیرفتم'' يصح النكاح. (الفتاویٰ التاتارخانية ٨/٤ رقم: ٥٣٦٥ زكريا)

صرف تحریری ایجاب وقبول معتبر نہیں

اگر لڑکا لڑکی نے گواہوں کے سامنے صرف تحریری ایجاب وقبول کیا، زبان سے کچھ نہیں کہا تو اُس سے نکاح منعقد نہ ہوگا۔

فلو كتب زوجتك فكتبت قبلت لم ينعقد. (شامي ٦٣/٤ بيروت، ٧٣ زكريا، الفتاویٰ الهندية ٢٦٩/١ زكريا، فتح القدير ١٨٢/٣ المكتبة الأشرفية ديوبند)

تحریری ایجاب معتبر ہونے کی شرط

اگر کسی شخص نے تحریری طور پر ایجاب کیا، مثلاً لڑکی کے نام خط لکھا کہ میں نے اپنا نکاح تیرے ساتھ کیا، تو اِس ایجاب کے معتبر ہونے کے لئے شرط یہ ہے کہ وہ تحریر دو گواہوں کے سامنے مجلس نکاح میں پڑھ کر سنائی جائے، اور پھر اُسی مجلس میں لڑکی (یا اُس کا وکیل) اُس تحریری ایجابِ نکاح کو زبانی قبول کرلے، اگر مضمون نہیں سنایا گیا تو یہ قبول درست نہ ہوگا۔

فأما الكتاب فقائم في مجلسٍ اٰخر وقراء ته بمنزلة خطاب الحاضر فاتصل الإيجاب والقبول فصح، ومقتضاه أن قراء ة الكتاب في مجلس الاٰخر لا بد منها ليحصل الاتصال بين الإيجاب والقبول، وحينئذ فاتحاد المجلس شرطٌ في الكتاب أيضًا. (شامي ٣٦٦/٢ بيروت، ٧٦/٤ زكريا، الفقه الإسلامي وأدلته ٦٣/٧، بدائع الصنائع ٤٩٠/٢ زكريا، فتح القدير ١٨٩/٣ المكتبة الأشرفية ديوبند)

گونگا شخص ایجاب وقبول کیسے کرے؟

جو گونگا شخص لکھنا پڑھنا جانتا ہو وہ تحریر کے ذریعہ ایجاب یا قبول کرے گا، اور جو لکھنے پڑھنے سے واقف نہ ہو تو اگر وہ کوئی نکاح کے لئے اشارہ سمجھتا ہو تو وہی اشارہ اُس کی طرف سے

ایجاب یا قبول سمجھا جائے گا۔ (فتاویٰ محمودیہ ۷۹/۱۶-۸۰ میرٹھ)

ففي كافي الحاكم الشهيد ما نصه: فإن كان الأخرس لا يكتب، وكان له إشارة تعرف في طلاقه ونكاحه وشرائه وبيعه فهو جائز، وإن كان لم يعرف ذٰلك منه أو شك فهو باطل، فقد رتب جواز الإشارة علىٰ عجزه عن الكتابة، فيفيد أنه إن كان يحسن الكتابة لا تجوز إشارته. (شامي / كتاب النكاح ٨٩/٤ زكريا، ٥٨٤/٢ بيروت، ٢١/٣-٢٢ كراچی)

ينعقد بالإشارة من الأخرس إذا كانت إشارته معلومة. (بدائع الصنائع ٤٨٨/٢ زكريا، فتح القدير ١٩٠/٣ المكتبة الأشرفية ديوبند، الفقه الإسلامي والقضايا معاصرة ٩٩/٨)

ایجاب وقبول ایک مجلس میں ہونا شرط ہے

نکاح کی صحت کے لئے ایک شرط یہ ہے کہ ایجاب وقبول دونوں ایک ہی مجلس میں واقع ہوں، اگر مجلس بدل جائے گی تو وہ ایجاب وقبول معتبر نہ ہوں گے (مثلاً گھر میں ایجاب ہوگیا اور مسجد میں جاکر قبول کیا، یا اِیجاب کرکے ایک فریق مجلس سے اُٹھ کر چلا گیا، پھر دوسرے نے قبول کیا تو یہ عقد صحیح نہ ہوا)

ومن شرائط الإيجاب والقبول اتحاد المجلس لو حاضرين وإن طال.

(الدر المختار ٧٦/٤ زكريا، الفقه الإسلامي وأدلته ٦٢/٧، البحر الرائق ١٤٨/٣، بدائع الصنائع ٤٩٠/٢)

فلو اختلف المجلس لم ينعقد، فلو أوجب أحدهما فقام الآخر أو اشتغل بعمل بطل الإيجاب. (شامي ٦٥/٤ بيروت، ٧٦/٤ زكريا، الفتاوىٰ الهندية ٢٦٩/١)

راستہ چلتے ہوئے ایجاب وقبول

اگر راستہ میں چلتے ہوئے ایجاب وقبول کیا جائے، تو یہ اِیجاب وقبول غیر معتبر ہوگا، اور نکاح منعقد نہ ہوگا۔ (کیوں کہ یہاں اتحادِ مکان کی شرط مفقود ہے)

ولـو عـقدا وهما يمشيان أو يسيران على الدابة لا يجوز. (الـدر المختار مع الشامي / كتاب النكاح ٤/٧٦ زكريا)

چلتی ہوئی موٹر سائیکل پر ایجاب وقبول

اگر چلتی ہوئی موٹر سائیکل پر اِیجاب وقبول کیا جائے تو وہ معتبر نہ ہوگا۔ (کیوں کہ یہ سواری حکماً چوپایہ کی سواری کے درجہ میں ہے، اور فقہاء نے چلتے ہوئے چوپائے پر اِیجاب وقبول کرنے کو غیر معتبر مانا ہے)

ولـو عـقدا وهما يمشيان أو يسيران على الدابة لا يجوز. (الـدر المختار مع الشامي / كتاب النكاح ٤/٧٦ زكريا)

کشتی میں اِیجاب وقبول

چلتی ہوئی کشتی میں اِیجاب وقبول کیا جائے تو نکاح منعقد ہوجائے گا۔ (کیوں کہ کشتی مکانِ واحد کے درجہ میں ہے)

وإن كـان عـلىٰ سفينة سائرة جـاز أهـ، أي لأن السفينة في حكم مكان واحد. (الدر المختار مع الشامي / كتاب النكاح ٤/٧٦ زكريا)

چلتی ہوئی ٹرین میں اِیجاب وقبول

چلتی ہوئی ٹرین میں اِیجاب وقبول شرعاً معتبر ہے، اِس کا حکم بھی چلتی ہوئی کشتی کے مانند ہے۔

وإن كـان عـلىٰ سفينة سائرة جـاز أهـ، أي لأن السفينة في حكم مكان واحد. (الدر المختار مع الشامي / كتاب النكاح ٤/٧٦ زكريا)

ہوائی جہاز میں اِیجاب وقبول

ہوائی جہاز میں اگر مجلس نکاح منعقد کی جائے، اور گواہوں کے سامنے اِیجاب وقبول پایا جائے، تو بلا شبہ نکاح منعقد ہوجائے گا۔ (کیوں کہ ہوائی جہاز مکانِ واحد کے درجہ میں ہے)

وإن كـان عـلـىٰ سفينة سائرة جـاز أهـ، أي لأن السفينة في حكم مكان واحد. (الدر المختار مع الشامي / كتاب النكاح ٧٦/٤ زكريا)

کار یا بس میں اِیجاب وقبول

اگر چلتی ہوئی کار یا بس میں اِس طرح اِیجاب وقبول کیا کہ گواہوں نے پوری طرح اُسے سن لیا اور کوئی شبہ نہ رہا، تو یہ اِیجاب وقبول بھی معتبر ہوجائے گا، اور نکاح کو منعقد مانا جائے گا۔

وإن كـان عـلـىٰ سفينة سائرة جـاز أهـ، أي لأن السفينة في حكم مكان واحد. (الدر المختار مع الشامي / كتاب النكاح ٧٦/٤ زكريا)

اِیجاب وقبول میں موافقت شرط ہے

یہ بھی شرط ہے کہ قبول کے الفاظ ایجاب کے موافق ہوں، یعنی ایجاب میں جس کے ساتھ اور جتنے مہر پر نکاح کی بات ہے، قبول کرتے ہوئے اُسی کو منظور کیا جائے، اُس میں ایسی مخالفت نہ ہو کہ ایجاب کا منشاء فوت ہوجائے۔

وأن لا يـخـالف الإيـجـاب القبول كقبلت النكاح لا المهر. (الدر المختار ٧٦/٤ زكريا، البحر الرائق ١٥٢/٣ زكريا، الفتاوىٰ الهندية ٢٦٩/١ زكريا)

مجلسِ عقد میں قبول شرط ہے

ایجاب کے بعد جب تک مجلس برقرار رہے، اُس وقت تک فریق ثانی کو اُسے قبول کرنے کا اختیار باقی رہتا ہے؛ لیکن مجلس سے کسی ایک کے اٹھتے ہی ایجاب باطل ہوجائے گا، اب قبول کرنے سے نکاح منعقد نہ ہوگا۔

وأمـا الـفور فليس من شرائط الانعقاد عندنا. (بـدائع الصنائع ٤٩٠/٢، الفتاوىٰ الهندية ٢٦٩/١ قديم زكريا)

ومـن شرائط الإيجاب والقبول: اتحاد المجلس لو حاضرين وإن طال. (الـدر المختار) وتحته في الشامية: فلو اختلف المجلس لم ينعقد، فلو أوجب أحـدهما فقال الآخر أو اشتغل بعمل آخر بطل الإيجاب. (الدر المختار مع الشامي / كتاب النكاح ٧٦/٤ زكريا)

عاقدین کا ایک دوسرے سے ایجاب یا قبول سننا

ایجاب وقبول کا عاقدین کو ایک دوسرے سے سننا شرط ہے، اگر سماع کے بغیر قبول ہوا تو عقد معتبر نہ ہوگا۔

وشرط سماع كل من العاقدين لفظ الآخر ليتحقق رضاهما. (الدر المختار ٧٢/٣ بيروت، ٨٦/٤ زكريا، الفتاوىٰ الهندية ٢٦٧/١ زكريا، فتح القدير ١٨٢/٣ المكتبة الأشرفية ديوبند، الفتاوىٰ التاتارخانية ٣٨/٤ رقم: ٥٤٥٧ زكريا)

ایجاب وقبول گواہوں کی موجودگی میں ہی معتبر ہے

ایجاب وقبول صحیح ہونے کے لئے یہ بھی شرط ہے کہ وہ کم از کم دو گواہوں کے سامنے کیا جائے، جو دونوں بیک وقت بیک مجلس ایک ساتھ ایجاب وقبول کو سننے والے ہوں۔

وشـرط حـضـور شـاهـديـن الخ، سامعين قولهما معًا على الأصح. (الدر المختار ٧٥/٣ بيروت، ٨٧/٤ زكريا، الفتاوىٰ الهندية ٢٦٨/١ زكريا، بدائع الصنائع ٥٢٧/٢ زكريا، فتح القدير ١٩٠/٣ المكتبة الأشرفية ديوبند، الفتاوىٰ التاتارخانية ٣٧/٤-٣٨ رقم: ٥٤٥٥ زكريا)

کیا تین مرتبہ قبول کرنا ضروری ہے؟

نکاح منعقد ہونے کے لئے ایک مرتبہ قبول کرنا کافی ہے، تین مرتبہ کا التزام کہیں ثابت نہیں۔ (فتاویٰ محمودیہ ۱۶/۱۶۹ میرٹھ)

وينعقد ملتبسًا بإيجاب من أحدهما وقبول من الآخر. (الدر المختار ٥٩/٤-

٦٠ بيروت، ٦٨/٤-٦٩ زكريا)

ينعقد بإيجاب وقبول. (البحر الرائق ١٤٥/٣ زكريا، الفتاوىٰ الهندية ٢٧٠/١ زكريا، شامي ٦٨/٤-٦٩ زكريا، ٩/٣، موسوعة الفقه الإسلامي والقضايا معاصرة ٦٢/٨، الفتاوىٰ التاتارخانية ٥٨٠/٢)

کیا نکاح کا اندراج رجسٹر میں ضروری ہے؟

نکاح شرعاً دوگواہوں کے سامنے ایجاب وقبول سے منعقد ہوجاتا ہے، اِس کی تفصیلات رجسٹر میں درج کرنا نکاح کی صحت کے لئے لازم نہیں؛ البتہ ریکارڈ کی خاطر یا آئندہ کی ضرورتوں کو پیشِ نظر رکھ کر اگر رجسٹر بھرلیا جائے اور دستخط کرالئے جائیں تو شرعاً منع بھی نہیں ہے، مگر اسے لازم نہ سمجھا جائے۔ (فتاویٰ محمودیہ ۱۵۲/۱۶-۱۵۳ میرٹھ)

وينعقد النكاح بإيجاب وقبولٍ وشرط حضور شاهدين حرين ......الخ، مسلمين لنكاح مسلمة. (شامي ٦٨/٤-٩٢ زكريا، ٩/٣-٢٣ كراچی، مجمع الأنهر ٤٦٧/١-٤٧٢)

وينعقد بإيجاب وقبول وضعًا للمضي أو أحدهما عند حرين أو حر وحرتين عاقلين بالغين مسلمين. (البحر الرائق ٨١/٣-٨٧ كوئٹه)

کیا عقدِ نکاح کے وقت شوہر کو کلمہ پڑھانا ضروری ہے؟

بعض علاقوں میں رواج ہے کہ نکاح سے پہلے شوہر سے کلمہ پڑھواتے ہیں، تو شرعاً اِس کی کوئی اصل نہیں ہے، جو شخص پہلے سے مسلمان ہو اُس کے نکاح کے صحیح ہونے کے لئے کلمہ پڑھانا کوئی شرط نہیں ہے۔ (مستفاد: فتاویٰ محمودیہ ۸۳/۱۶ میرٹھ)

ينعقد بإيجاب وقبول. (البحر الرائق ١٤٥/٣ زكريا، الفتاوىٰ الهندية ٢٧٠/١ زكريا، شامي ٦٨/٤-٦٩ زكريا، ٩/٣، موسوعة الفقه الإسلامي والقضايا معاصرة ٦٢/٨، الفتاوىٰ التاتارخانية ٥٨٠/٢)

ٹیلی فون یا انٹرنیٹ کے ذریعہ نکاح

ٹیلی فون یا انٹرنیٹ کے ذریعہ براہِ راست نکاح درست نہیں ہے، اگرچہ دونوں کی

تصویریں آمنے سامنے نظر آ رہی ہوں، اور دونوں طرف گواہ موجود ہوں، پھر بھی یہ نکاح درست نہ ہوگا؛ اِس لئے کہ ایجاب وقبول اور گواہوں کے ایک مجلس میں حقیقی طور پر پائے جانے کی شرط مفقود ہے۔ (کتاب الفتاویٰ ۴/۳۰۶)

وشرط حضور شاهدين الخ، سامعين قولهما معًا على الأصح. (الدر المختار ۷۵/۳ بيروت، ۸۷/٤-۹۱ زكريا، ۲۱/۳-۲۲ كراچى)

الشهادة وهي حضور الشهود ...... ومنها: سماع الشاهدين كلام المتعاقدين. (بدائع الصنائع ۵۲۲/۲-۵۲۷ زكريا، الفتاوىٰ التاتارخانية ۳۷/٤ رقم: ۵٤۵۵، المحيط البرهاني ۳٦/٤ رقم: ۵۳٦۰)

متبادل صورت:- ٹیلی فون یا انٹرنیٹ کے نکاح کے بجائے متبادل آسان شکل یہ ہے کہ زوجین میں سے کوئی ایک دوسرے کو اپنے نکاح کا وکیل بنادے، اور وکیل بنانے کے لئے ٹیلی فون سے بات کرنا بھی کافی ہے، اس کے لئے گواہی شرط نہیں، پھر وہ لڑکا یا لڑکی اُسی مجلس میں دو گواہوں کے سامنے یہ کہہ دے کہ میں نے فلاں سے اپنا نکاح کرلیا، تو یہ نکاح منعقد ہوجائے گا، بشرطیکہ گواہ یہ جانتے ہوں کہ کس سے نکاح ہورہا ہے؟ نیز یہ صورت بھی اپنائی جاسکتی ہے کہ لڑکا یا لڑکی کے علاوہ مجلس میں موجود کسی اور شخص کو نکاح کا وکیل بنادیا جائے اور وہ مجلس میں دو گواہوں کے سامنے ایجاب کرے اور پھر لڑکا یا لڑکی اسے قبول کرے، تو بھی نکاح درست ہوجائے گا۔

(مستفاد: فتاویٰ محمودیہ ۲۲۵/۱٦ میرٹھ، مسائل بہشتی زیور، خلاصۃ الفتاویٰ ۱۵/۲، حاشیہ محقق ومدلل جدید مسائل ۴۸۴)

امرأة وكلت رجلاً ليزوجها من نفسه، فقال الوكيل: بحضرة الشهود تزوجت فلانة ولم يعرف الشهود فلانةً لا يجوز النكاح ما لم يذكر اسمها أو اسم أبيها. (الفتاوىٰ الهندية ۲٦۸/۱، الفتاوىٰ التاتارخانية / كتاب النكاح ۳۲/٤ رقم: ۵٤۳۹ زكريا، المحيط البرهاني ۲٤/٤ رقم: ۳۵۲٤)

کورٹ میرج کا حکم

سرکاری عدالت میں غیر مسلم لوگوں کے سامنے جو نکاح کی کاغذی کارروائی کی جاتی ہے

وہ شرعاً معتبر نہیں ہے، جب تک کہ دو مسلمان گواہوں کے سامنے زبانی ایجاب وقبول نہیں پایا جائے گا، کورٹ میرج کا کوئی اعتبار نہ ہوگا۔

وشرط حضور شاهدين حرين الخ، مسلمين لنكاح مسلمةٍ. (الدر المختار ٨٧/٤-٩٢ زكريا، ٢١/٣-٢٣ كراچی، ٧٣/٤-٧٥ بيروت، الفتاویٰ التاتارخانية ٣٦/٤-٣٧ رقم: ٥٤٥٤ زكريا، بدائع الصنائع ٥٢٢/٢-٥٢٤ زكريا)

خفیہ نکاح کے بعد عمومی مجلس میں تجدید نکاح

گھر والوں کو اعتماد میں لئے بغیر عاقل بالغ زوجین نے دو گواہوں کے سامنے خاموشی سے نکاح کرلیا، بعد میں گھر والوں کو راضی کر کے با قاعدہ عمومی مجلس میں دستور کے موافق نکاح کرنا چاہتے ہیں، تو شرعاً ایسا کرنا منع نہیں ہے۔

لیکن اصل نکاح پہلا ہی کہلائے گا، دوسرا نکاح محض رسمی کارروائی سمجھی جائے گی، اور مہر کے بارے میں یہ تفصیل ہوگی کہ اگر پہلی ہی مہر پر نکاح ہوا ہے تو (راجح قول کے مطابق) ایک ہی مہر واجب رہے گی، اور اگر پہلے مہر سے بڑھا کر دوسرا نکاح ہوا ہے تو اِضافہ شدہ رقم بھی اصل مہر میں شامل ہوکر واجب ہوگی، یہی قولِ ظاہر ہے۔

وفي الكافي: جدد النكاح بزيادة ألف لزمه ألفان على الظاهر (الدر المختار) وفي الشامي: حاصل عبارة الكافي: تزوجها في السر بألف ثم في العلانية بألفين ظاهر المنصوص في الأصل أنه يلزم عنده الألفان، ويكون زيادة في المهر، وعند أبي يوسفؒ المهر هو الأول؛ لأن العقد الثاني لغو فيلغو ما فيه، وعند الإمام أن الثاني وإن لغا لا يلغو ما فيه من الزيادة الخ. أقول: بقي ما إذا جدد بمثل المهر الأول ومقتضى ما مر من القول باعتبار تغيير الأول إلى الثاني أنه لا يجب بالثاني شيء هنا، إذ لا زيادة فيه وعلى القول الثاني يجب المهران. تنبيه: في القنية: جدد للحلال نكاحًا بمهر يلزم إن جدده لأجل

الـزيـادة لا احتياطًا أي لو جدده لأجل الاحتياط لا تلزمه الزيادة بلا نزاع. (الدر المختار مع الشامي ٢٤٧/٤–٢٤٨ زكريا، ١١٢/٣–١١٣ كراچی، البحر الرائق ١٤٩/٣ كوئٹه)

مذاق میں ایجاب وقبول کرنا

اگر زوجین نے مذاق میں گواہوں کے سامنے ایجاب وقبول کرلیا، تو بھی یہ نکاح منعقد ہوجائے گا؛ اِس لئے کہ نکاح میں مذاق اور سنجیدگی کا حکم یکساں ہے۔

عن أبي هريرة رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ثـلاث جـدهـن جد وهزلهن جد: النكاح والطلاق والرجعة. (سنن الترمذي، أبواب الطلاق / باب ما جاء في الجد والهزل في الطلاق ٢٢٥/١ حديث: ١١٨٤، سنن أبي داؤد ٢٩٨/١ حديث: ٢١٩٤ المكتبة الأشرفية ديوبند، سنن ابن ماجة ص:١٤٧ حديث: ٢٠٣٩ المكتبة الأشرفية ديوبند)

عـن عبـد الـلّـه بن مسعود رضي الله عنه أنه قال: إن النكاح جده ولعبه سواء. (إعلاء السنن ١٣٣/١١ كراچی، ١٥٣/١١ بيروت، فيض القدير ٢٧٨٠/٦ رقم: ٣٤٥١ نزار مصطفى الباز مكة المكرمة)

قـال محمد: قال أبو حنيفة في نكاح اللعب والهزل: أنه جائز كما يجوز نكاح الجد. (إعلاء السنن ١٣٣/١١ كراچی، ١٥٢/١١ بيروت، وأخرج محمد في الحج: ٢٨٧)

ينعقد النكاح من الهازل. (فتح القدير ١٩٠/٣ زكريا)

نـــوٹ:- اِسی طرح اگر کسی ڈرامے وغیرہ میں غیر شادی شدہ عورت نے فرضی طور پر منکوحہ بن کر نکاح کو قبول کرلیا تو یہ نکاح بھی شرعاً منعقد ہوجائے گا، جب کہ کوئی اور مانع موجود نہ ہو۔ (مرتب)

جھوٹے اقرار سے نکاح؟

اگر کسی مرد وعورت کے درمیان باقاعدہ نکاح نہیں ہوا تھا؛ لیکن بعد میں اُن دونوں نے

ایک دوسرے کے میاں بیوی ہونے کا جھوٹا اِقرار کرلیا، تو محض اِس اِقرار سے نکاح منعقد نہ ہوگا؛ (البتہ اگر عقد نکاح کے لئے مجلس منعقد ہو، اور گواہوں کے سامنے شوہر یہ کہے کہ ''میں اِس کا شوہر ہوں اور یہ میری بیوی ہے''۔ اور بیوی یہ کہے کہ ''میں اِس کی بیوی ہوں اور یہ میرا شوہر ہے''، تو اِن دونوں کے اِقرار کو انشاء کے درجہ میں رکھ کر نکاح کے انعقاد کا حکم دیا جائے گا)

ولا بالإقرار على المختار، خلاصة، كقوله: هي امرأتي؛ لأن الإقرار إظهار لما هو ثابت وليس بانشاء. وقيل: إن كان بمحضر من الشهود صح، كما يصح بلفظ الجعل، وجُعل الإقرار إنشاءً وهو الأصح، ذخيرة. (الدر المختار) **قال في الفتح: قال قاضي خان: وينبغي أن يكون الجواب على التفصيل، إن أقرّا بعقد ماضٍ ولم يكن بينهما عقد لا يكون نكاحًا. وإن أقر الرجل أنه زوجها، وهي أنها زوجته يكون إنكاحًا، ويتضمن إقرارهما الإنشاء، بخلاف إقرارهما بماضٍ؛ لأنه كذبٌ.** (رد المحتار مع الدر / كتاب النكاح ٧٤/٤-٧٥ زكريا)

''اِن شاء اللہ'' کے ساتھ انعقادِ نکاح کا حکم

ایک شخص نے مجلس نکاح میں یہ کہا کہ ''میں نے اپنی بیٹی کو اِن شاء اللہ فلاں کے نکاح میں دیا''، اور لڑکے نے اُسی مجلس میں کہا ''اِن شاء اللہ میں نے قبول کیا''، تو اِس طرح اِن شاء اللہ کے ساتھ ایجاب وقبول کرنے سے نکاح منعقد نہیں ہوتا؛ اِس لئے کہ اِن شاء اللہ کے لفظ کے ساتھ عقد کا تحقق نہیں ہوتا ہے۔ (مستفاد: فتاویٰ دار العلوم دیوبند ۶۲/۷)

وينعقد بإيجاب وقبول وضعًا للمضي؛ لأن الماضي دل على التحقيق. (الدر المختار) **وقوله على التحقيق: أي تحقيق وقوع الحديث، وظاهره أن لا تحقيق مع الاستثناء.** (شامي ٦١/٢)

كل ما يختص باللسان يبطله الاستثناء. (شامي ٦٢٣/٤ زكريا)

ہندوستان میں رائج مجالسِ نکاح کی صورت

برصغیر (ہندوپاک) میں نکاح کا جو طریقہ رائج ہے اُس میں شوہر مجلس نکاح میں بذاتِ

خود حاضر ہوتا ہے، اور لڑکی کی طرف سے وکیل موجود ہوتا ہے، اور قاضی دراصل لڑکی کا وکیل ہوتا ہے، چناں چہ وہ لڑکی کی طرف سے ایجاب کرتے ہوئے لڑکے سے کہتا ہے کہ ''میں نے فلاں لڑکی بنت فلاں کا نکاح تمہارے ساتھ اتنے مہر کے عوض کردیا'' جسے لڑکا قبول کرتا ہے، پس اِس طریقہ میں لڑکی کی طرف سے وکالۃً اور لڑکے کی طرف سے اِصالۃً نکاح منعقد ہوجاتا ہے، اور یہ نکاح کا بہتر اور متداول طریقہ ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ۱۶/۱۴۱ میرٹھ)

فإن استأذنها هو أي الولي وهو السنة (الدر المختار) بأن يقول لها قبل النكاح فلان يخطبك أو يذكرك فسكتت. (شامي ٤/١٥٩ زكريا، مجمع الأنهر ١/٤٩٠)

لڑکی سے اجازت لینے کون جائے؟

نکاح میں لڑکی سے اجازت لینے اُنہیں رشتہ داروں کو جانا چاہئے جو لڑکی کے محرم ہوں، نامحرم رشتہ داروں کے لئے اجازت کے لئے جانا صحیح نہیں ہے؛ کیوں کہ اِس سے بے پردگی ہوتی ہے۔ (گوکہ اجازت ووکالت درست ہوجاتی ہے) (مستفاد: فتاویٰ محمودیہ ۱۶/۱۴۱ میرٹھ، کتاب الفتاویٰ ۴/۲۹۹)

وتمنع المرأة الشابة من كشف الوجه بين الرجال؛ لا لأنه عورة؛ بل لخوف الفتنة. (شامي ٢/٧٩ زكريا)

إن وجه الحرة عندنا ليس بعورةٍ، فلا يجب ستره، ويجوز النظر من الأجنبي إليه إن أمن الشهوة مطلقًا، وإلا فيحرم وقال القهستاني: منع النظر من الشابة في زماننا ولو لا شهوة. (روح المعاني ٢٢/١٢٨ زكريا)

ضروری نوٹ :- بعض خاندانوں میں دیکھا گیا ہے کہ پوری برادری کا ایک ہی وکیل ہوتا ہے، وہی ہر نکاح میں لڑکی سے اجازت لے کر آتا ہے، خواہ لڑکی اُس کی محرم ہو یا نہ ہو، تو یہ طریقہ اِسلامی غیرت کے خلاف اور قابلِ ترک ہے۔

کیا لڑکی سے اجازت لیتے وقت گواہوں کی موجودگی شرط ہے؟

جس وقت وکیل لڑکی سے اجازت لینے جائے تو اُس کے ساتھ گواہوں کو جانا ضروری

نہیں ہے، یعنی وکالت کی درستگی کے لئے گواہوں کی موجودگی شرط نہیں (لیکن اگر احتیاطاً ساتھ لے جائیں تو منع بھی نہیں، مگر یہ سب لوگ لڑکی کے محرم ہونے چاہئیں)۔

أما الشهادة على التوكيل بالنكاح فليست بشرط لصحته، كما قدمناه عن البحر. وإنما فائدتها الإثبات عند جحود التوكيل. (شامي ٧٣/٤ بيروت، ٢٢١/٤-٢٢٢ زكريا، الفقه الإسلامي وأدلته ٢١٩/٧، البحر الرائق ١٤٦/٣ زكريا، فتح القدير ٣٠١/٣)

يصح التوكيل بالنكاح وإن لم يحضره الشهود. (الفتاویٰ الهندية ٢٩٤/١ زكريا، الفتاویٰ التاتارخانية، كتاب النكاح / الفصل السادس عشر في الوكالة بالنكاح ١٤٦/٤ رقم: ٥٧٨٠ زكريا)

بالغہ لڑکی کی طرف سے ماں کا اجازت دینا اور سہیلی کا انگوٹھا لگانا

اگر کنواری لڑکی کے سامنے وکیل نے نکاح کا تذکرہ کیا، اور وہ خاموش رہی، پھر اُس کی طرف سے کسی سہیلی نے رجسٹر پر انگوٹھا لگادیا، یا ماں نے اجازت دے دی، تو یہ اِجازت کافی ہے، اور اِس کی بنیاد پر نکاح درست اور منعقد ہوجائے گا۔ اور اگر اِجازت سے قبل ہی لڑکی کا عقد کردیا گیا تو اگر بعد میں اُس نے اُس نکاح پر قولاً یا فعلاً رضامندی ظاہر کردی تو نکاح نافذ ہوجائے گا، اور اگر اُس سے بالکل اجازت ہی نہیں لی گئی، یا اُس نے بعد میں رضامندی اور قبولیت کا اظہار نہ کیا، تو محض سہیلی کے اَنگوٹھا لگانے اور ماں کی اِجازت دینے سے اُس کا نکاح درست نہ ہوگا۔

ومنها رضا المرأة إذا كانت بالغة بكرًا كانت أو ثيبةً. (الفتاویٰ الهندية ٢٦٩/١)

وتثبت الإجازة بنكاح الفضولي بالقول والفعل. كذا في البحر الرائق. (الفتاویٰ الهندية ٢٩٩/١، شامي ١٤/٣ كراچی، الهداية ٢١٣/٢ ملتان)

لا يجوز نكاح أحد علىٰ بالغةٍ صحيحة العقل من أبٍ أو سلطانٍ بغير إذنها بكرًا كانت أو ثيبًا، فإن فعل ذٰلك فالنكاح موقوفٌ على إجازتها، فإن إجازته جاز وإن ردته بطل. (الفتاویٰ الهندية ٢٨٧/١ زكريا)

قوله: يستحق رضاها أي يصدر ما من شانه أن يدل على الرضاء، إذ حقيقة الرضاء غير مشروط في النكاح لصحته مع الإكراه والهزل. (شامي ٢١/٣ كراچى)

کنواری لڑکی کا اجازت کے وقت خاموش رہنا

اگر ولی بالغہ لڑکی سے نکاح کی اجازت لینے جائے اورلڑکی خاموش رہے تو اُس کا خاموش رہنا ہی اجازت سمجھا جائے گا۔

فإن استأذنها هو الولي وهو السنة أو وكيله أو رسوله أو زوجها وليها وأخبرها رسوله أو فضولي عدل فسكتت الخ، فهو إذن. (الدر المختار ١٥٩/٤-١٦٠ زكريا، البحر الرائق ١١١/٣ كوئٹه، مجمع الأنهر ٤٩٠/١، الفتاوىٰ الهندية ٢٨٧/١)

وإن استأذنها الوليّ فسكتت أو ضحكت أو زوجها فبلغها الخبر فسكتت فهو إذن. (البحر الرائق ١١١/٣ كوئٹه)

فإن استأذن الولي البكر البالغة فسكتت أي البكر البالغة أو ضحكت بلا استهزاء، فلو ضحكت مستهزئة لم يكن إذنًا. (مجمع الأنهر ٤٩٠/١)

لو ضحكت البكر عند الاستئمار أو بعدما بلغها الخبر فهو رضا. (الفتاوىٰ الهندية / كتاب النكاح ٢٨٧/١ قديم زكريا)

اِجازت کے وقت لڑکی کا مسکرانا

اگر اِجازت کے وقت لڑکی مسکرائی تو یہ مسکراہٹ بھی اجازت کی دلیل سمجھی جائے گی۔

أو ضحكت غير مستهزئة أو تبسمت الخ، فهو إذن. (الدر المختار ١٦٠/٤ زكريا، الفتاوىٰ الهندية ٢٨٧/١، الفتاوىٰ التاتارخانية ١٢٠/٤ رقم: ٥٦٩٨ زكريا، مجمع الأنهر ٤٩١/١، البحر الرائق ١١٢/٣ كوئٹه)

اِجازت کے وقت کنواری لڑکی کا سسک سسک کر رونا

اگر ولی کے اِجازت لیتے وقت بلا آواز کے سسک سسک کر روئے تو یہ بھی اِجازت سمجھی

جائے گی (اور یہ رونا رخصتی کے غم کی بنا پر محمول ہوگا)

أو بـكـت بلا صوتٍ الخ، فهو إذن. (الـدر الـمـختـار ۱٦۰/٤–۱٦۱ زكريا، مجمع الأنهر ۱/٤۹۰، البحر الرائق ۳/۱۱۳ كوئٹه)

الـصـحيح أن البكاء إذا كان بخروج الدمع من غير صوت يكون رضا.

(الفتاویٰ الهندية ۱/۲۸۷، الفتاویٰ التاتارخانية ۱۲۰/٤ رقم: ۵٦۹۹ زكريا)

اِجازت کے وقت لڑکی کا چیخ پکار مچانا

اگر اِجازت لیتے وقت لڑکی زور زور سے روتے ہوئے چیخنے لگے، تو اُسے اِجازت پر محمول نہ کیا جائے گا، بلکہ یہ موقوف رہے گا، جب تک کہ وہ صراحۃً اِجازت نہ دے یا رد نہ کردے، یا رجسٹر پر دستخط نہ کردے، اُس وقت تک کوئی فیصلہ نہیں کیا جائے گا۔

فـلو بصوت لم يكن إذنًا ولا ردًا حتى لو رضيت بعده انعقد. (الدر المختار ۱٦۰/٤ زكريا، الفتاویٰ الهندية ۱/۲۸۷، الدر المنتقى ۱/٤۹۱)

وإن كـان بـصـوتٍ فليس بإذن؛ لأنه دليل السخط والكراهة غالبًا؛ لكن في الـمـعـراج الـبـكـاء، وإن كان دليل السخط؛ لكنه ليس برد حتى لو رضيت بعده فينفذ الفقه. (البحر الرائق ۳/۱۱۳ كوئٹه، مجمع الأنهر ۱/٤۹۱)

نکاح کے رجسٹر پر دستخط اِجازت کی دلیل ہے

نکاح کے رجسٹر پر لڑکی کا دستخط کردینا صراحۃً اِجازت کی دلیل ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ۱۱/۵۳۳ ڈابھیل)

يـنـعـقـد النكاح بالكتاب كما ينعقد بالخطاب. (شـامي زكريا ۷۳/٤، كراچی ۱۲/۳، الموسوعة الفقهية ۳۲/۳ كويت، فتح القدير ۱۸۹/۳، المحيط البرهاني ۸۳/٤)

ويـصـح الـنـكـاح بالوكالة والرسالة والكتابة؛ لأنه عقد ينعقد بالرضا.

(الفتاویٰ التاتارخانية ۱۲٦/٤ رقم: ۵۷۲۲ زكريا)

بیوہ یا مطلقہ کے نکاح میں صراحۃً اِجازت لازم ہے

اگر کسی بیوہ یا مطلقہ کا نکاح کیا جارہا ہے تو بہر صورت اِجازت لیتے وقت اُس کی طرف سے صراحۃً رضامندی لازم ہے، اُس کی خاموشی کو رضامندی نہیں سمجھا جائے گا۔

بل لا بد من القول كالثيب البالغة. (تنوير الأبصار ١٦٤/٤ زكريا، الدر المنتقى ٤٩٢/١، البحر الرائق ١١٥/٣ كوئٹه، بدائع الصنائع ٥٠٦/٢)

نکاح کے وقت لڑکی کے والد کا نام لینا

نکاح کے وقت لڑکی کے ساتھ اُس کے والد کا نام لینا بہتر ہے؛ تاکہ گواہوں کے سامنے لڑکی کا اچھی طرح تعارف ہوجائے؛ لیکن اگر گواہ لڑکی کو پہچانتے ہوں تو باپ کا نام لئے بغیر بھی نکاح درست ہوجائے گا۔ (فتاویٰ محمودیہ ۱۰/۵۰۳ اشرفی، فتاویٰ دار العلوم دیوبند ۷/۱۲۱)

الحاصل أن الغائبة لا بد من ذكر اسمها واسم أبيها وجدها، وإن كانت معروفة عند الشهداء على قول ابن الفضل وعلىٰ قول غيره، يكفي ذكر اسمها إن كانت معروفة عندهم وإلا فلا، وبه جزم صاحب الهداية في التجنيس، وقال: لأن المقصود من التسمية التعريف وقد حصل. (شامي / كتاب النكاح ٩٠/٤ زكريا، الفتاوىٰ الهندية ٢٦٨/١، الفتاوىٰ التاتارخانية ٦٠٥/٢ كراچی، ٣٢/٤ رقم: ٥٤٣٨ زكريا، البحر الرائق ١٥٠/٣ زكريا، قاضي خان على الهندية ٣٢٤/١)

نکاح پڑھاتے وقت غلطی سے لڑکی کے باپ کا نام بدل گیا

مجلس نکاح میں لڑکی حاضر نہ تھی اور وکیل یا قاضی نے لڑکی کے باپ کے نام میں غلطی کرکے ایجاب کیا (مثلاً لڑکی سعیدہ کے باپ کا نام عبداللہ تھا؛ لیکن وکیل یا قاضی نے سعیدہ بنت عبدالرحمٰن کہہ دیا) پھر اُسی پر شوہر نے قبول کرلیا، تو یہ نکاح منعقد نہیں ہوا؛ کیوں کہ باپ کے نام میں غلطی کی وجہ سے لڑکی مجہول ہوگئی۔ (مستفاد: فتاویٰ دار العلوم دیوبند ۷/۱۱۶، فتاویٰ محمودیہ ۱۰/۵۰۵ ڈابھیل)

غلط وكيلها في اسم أبيها بغير حضورها، لم يصح للجهالة. (الدر المختار مع الشامي ٢٦/٣ كراچی، ٩٦/٤ زكريا، البحر الرائق ١٥٠/٣ كوئٹه، الدر المنتقى على هامش المجمع الأنهر ٣٢٢/١ دار الكتب العلمية بيروت)

والظاهر أن في مسألتنا لا يصح عند الكل؛ لأن ذكر الإسم وحده لا يصرفها عن المراد إلىٰ غيره، بخلاف ذكر الإسم منسوبًا إلىٰ أب آخر؛ فإن فاطمة بنت أحمد لا تصدق علىٰ فاطمة بنت محمد، تأمل. (شامي ٩٧/٤ زكريا، البحر الرائق ١٥٠/٣ زكريا، قاضي خان على الهندية ٣٢٤/١)

نوٹ:- لیکن اگر لڑکی بذاتِ خود مجلس نکاح میں موجود ہو اور قاضی اُس کی طرف اشارہ کرکے ایجاب کرے، تو اگر اُس وقت لڑکی کے نام میں یا اُس کے باپ کے نام میں غلطی بھی ہوجائے، پھر بھی نکاح منعقد ہوجاتا ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ۲۶۳/۱۶ میرٹھ)

وكذا لو غلط في إسم بنته إلا إذا كانت حاضرةً، وأشار إليها فيصح. (الدر المختار ٩٧/٤ زكريا، ٢٦/٣ كراچی)

جو لڑکی دو ناموں سے مشہور ہو تو نکاح کے وقت کونسا نام لیا جائے؟

اگر کوئی لڑکی دو ناموں سے موسوم و معروف ہو، تو بہتر ہے کہ نکاح کے وقت اس کے دونوں نام ذکر کئے جائیں، اور اگر صرف وہ نام ذکر کیا جس سے وہ زیادہ معروف ہو تو بھی نکاح درست ہوجائے گا۔

جارية سميت في صغرها باسم فلما كبرت سميته باسم آخر، قال: تزوج باسمها الآخر، إذا صارت معروفة باسمها الأخر، والأصح عندي: أن يجمع بين الإسمين. (الفتاویٰ الهندية ٢٦٩/١)

جارية لها اسم سميت به في صغرها فلما كبرت سميت بإسم آخر، تزوج بإسمها الآخر إن صارت معروفة بهٰذا الإسم. وفي الظهيرية: قال رضي الله عنه: والأصح عندي يجمع بين الاسمين. (الفتاویٰ التاتارخانية ٣٣/٤ رقم: ٥٤٤٣ زكريا)

ولو كان للمرأة إسمان تزوج لما عرفت به، وفي الظهيرية: والأصح عندى بين الإسمين. (البحر الرائق ۱۵۰/۳ زکریا)

بالغہ لڑکی کا نام اَدل بدل ہوگیا

اگر دو بہنیں بالغہ تھیں اور اُن کا نکاح دو الگ الگ لڑکوں سے طے شدہ تھا، پھر ہر ایک بہن سے اُس کے طے شدہ رشتہ کے موافق نکاح کی اجازت لی گئی؛ لیکن مجلس نکاح میں قاضی نے غلطی سے نام اَدل بدل کر دیا تو یہ نکاح نافذ نہیں ہوا؛ بلکہ نکاح فضولی کے درجہ میں ہوکر موقوف ہوگیا؛ اِس لئے کہ لڑکی نے جس لڑکے سے نکاح کی اجازت دی تھی، اُس سے نکاح نہیں کرایا گیا؛ بلکہ دوسرے سے کرایا گیا، جس کی اجازت نہیں دی گئی تھی۔ تو اَب درج ذیل صورتیں پیش آسکتی ہیں، ہر ایک صورت کی تفصیل اور حکم ذیل میں تحریر ہے:

الف:- اگر رخصتی سے قبل اِس غلطی کا علم ہوگیا تو دونوں لڑکیوں سے اِس نکاح کو صراحۃً رد کرادیا جائے، اور اُس کے بعد اَز سرِ نو صحیح رشتوں کے موافق نکاح پڑھا دیا جائے۔

ب:- اگر ایجاب وقبول کے وقت لئے گئے ناموں کے اعتبار سے رخصتی ہوئی ہے، تو یہ لڑکی کی طرف سے نکاح سابق پر عملاً رضامندی کی دلیل ہوگا اور نکاح نافذ ہوجائے گا۔

ج:- اگر رخصتی ایجاب وقبول کے موافق نہیں؛ بلکہ پہلے سے طے شدہ رشتہ کے موافق ہوئی تو یہ رخصتی درست نہیں ہوئی، اِس لئے لازم ہے کہ دونوں میں فوراً تفریق کرائی جائے اور پھر از سرِ نو نکاح کرایا جائے، اُس کے بعد ہی رخصتی اور خلوت ہو، اور بہرحال اُن پر توبہ واستغفار لازم ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ۲۶۴/۱۶-۲۶۷ میرٹھ)

وكذلك (يجوز موقوفًا) لو زوج رجلٌ امرأة بغير رضاها أو رجلاً بغير رضاه وهٰذا عندنا، فإن كل عقد صدر من الفضولي وله مجيزٌ انعقد موقوفًا على الإجازة. (الهداية ۳۲۲/۲، الفتاویٰ الهندية ۲۹۹/۱)

وتحته في فتح القدير: فإذا أجاز من له الإجازة ثبت حكمه مستندًا إلى

العقد فسر المجيز في النهاية بقابل يقبل الإيجاب، سواء كان فضوليًا أو وكيلاً أو أصيلاً. (فتح القدير، كتاب النكاح / فصل في الوكالة بالنكاح ۲۹۷/۳ زكريا)

مجلس نکاح میں برقعہ پوش عورت کا نکاح

اگر مجلس نکاح میں عورت برقعہ پہن کر اور چہرہ چھپا کر حاضر ہو اور قاضی اُس عورت کی طرف اشارہ کر کے نکاح پڑھائے، تو یہ نکاح منعقد ہو جائے گا، بشرطیکہ گواہ اُس عورت کو اچھی طرح جانتے پہچانتے ہوں۔ (مستفاد: فتاویٰ دارالعلوم دیوبند ۶۶/۷)

نوٹ :- تاہم احتیاط اِس میں ہے کہ یا تو نکاح کے وقت عورت کا چہرہ کھلا رہے، یا اُس کے باپ یا دادا کا نام لیا جائے؛ تاکہ کوئی اشتباہ نہ رہے۔

ولا بد من تمييز المنكوحة عند الشاهدين لتنتفي الجهالة، فإن كانت حاضرة منتقبة كفى الإشارة إليها، والاحتياط كشف وجهها. (شامي ۲/۳۷٤، البحر الرائق ۱٥۸/۳ زكريا)

وإن كانت المرأة حاضرةً إلا أنها منتقبة لا يعرفها الشهود، فقال الزوج: ”تزوجت هٰذه المرأة“ وقالت المرأة: ”تزوجت“ جاز، وهو المختار خلافًا لما يقول نصير، والاحتياط أن ينكشف وجهها أو يذكر أبوها وجدها.

(الفتاویٰ التاتارخانية ۳۳/٤ رقم: ٥٤٤۲ زكريا)

وإن كانت حاضرة متنقبة ولا يعرفها الشهود فقال: ”اشهدوا إني تزوجت هٰذه المرأة“ فقالت المرأة: ”زوجت نفسي منه“ جاز، وهو المختار ......، فإذا أرادوا الاحتياط يكشف وجهها. (البحر الرائق ۲٤۱/۳ زكريا)

عورت کا تنہا مکان کے اندر سے گواہوں کے سامنے ایجاب کرنا

کوئی عورت کسی کمرے میں تنہا موجود ہو، وہ وہیں سے بآ واز بلند ایجاب کرے اور لڑکا

دو گواہوں کے سامنے کمرے سے باہر رہ کر قبول کرلے، تو یہ نکاح منعقد ہوجائے گا، بشرطیکہ گواہوں نے آواز سے عورت کو پہچان لیا ہو اور ایجاب وقبول کے الفاظ اُسی مجلس میں سن لئے ہوں۔ (مستفاد: فتاویٰ دارالعلوم دیوبند ۶۶/۷)

ولا بد من تمييز المنكوحة عند الشاهدين لتنتفي الجهالة، فإن كانت حاضرة منتقبة كفى الإشارة إليها، والاحتياط كشف وجهها فإن لم يروا شخصها وسمعوا كلامها من البيت إن كانت وحدها فيه جاز، ولو معها أخرىٰ فلا؛ لعدم زوال الجهالة. (شامي ٣٧٤/٢، البحر الرائق ١٥٧/٣ زكريا)

رجل قال لقوم "اشهدوا إني قد تزوجت هذه المرأة التي في هذا البيت" فقالت المرأة "قبلت" فسمع الشهود مقالتهما ولم يروا شخصها فإن كانت في البيت وحدها جاز النكاح وإن كانت وحدها في البيت امرأة أخرىٰ لايجوز. (الفتاوىٰ التاتارخانية ٣٩/٤ رقم: ٥٤٦١ زكريا)

نابالغ بچے یا بچی کا نکاح

اگر لڑکی یا لڑکے کا نکاح نابالغی کی حالت میں کیا جائے، تو اُن کے نکاح کا طریقہ یہ ہے کہ ولی اُن کی طرف سے ایجاب وقبول کرے۔ نیز اگر باشعور نابالغ لڑکا یا لڑکی اپنے اولیاء کی اجازت سے یا اُن کی موجودگی میں ازخود ایجاب وقبول کرلیں، تو یہ بھی جائز ہے۔

وللولي إنكاح الصغير والصغيرة جبرًا. (الدر المختار مع الشامي ١٧٠/٤ زكريا، البحر الرائق ١١٨/٣، النهر الفائق ٢٠٨/٢ بيروت)

لو كان لها أب وجد وزوجت نفسها كذٰلك توقف؛ لأن له مجيزًا وقت العقد؛ لأن الأب والجد يملكان العقد بذٰلك. (شامي ١٩٨/٤ زكريا، فتح القدير ٣٠٩/٣ بيروت، البحر الرائق ١١٠/٣ كوئٹه)

صغيرة زوجت نفسها ولا ولي ولا حاكم ثمه توقف، ونفذ بإجازتها بعد

بلوغها؛ لأنه له مجيز وهو السلطان. (شامي ۱۹۸/٤ زكريا)

فالمراد أن للولي إنكاح غير المكلفة جبرًا. (البحر الرائق ۱۱۸/۳ كوئٹه)

شرطِ محتمل پر نکاح کی تعلیق؟

نکاح میں تعلیق بالشرط جائز نہیں؛ لہٰذا اگر عاقدین میں سے کسی نے نکاح کو شرطِ محتمل (یعنی ایسی شرط جو فی الحال معدوم ہو اور مستقبل میں اُس کے وقوع کا احتمال ہو) پر معلق کیا۔ (مثلاً یوں کہا کہ اگر فلاں راضی ہوگا تو میں نے اپنی لڑکی کا نکاح تم سے کردیا) اور اُس کے جواب میں مخاطب نے قبول کیا، تو تعلیق محتمل کی بنا پر یہ نکاح باطل شمار ہوگا۔

والنكاح لا يصح تعليقه بالشرط، كتزوجتك إن رضي أبي لم ينعقد النكاح لتعليقه بالخطر كما في العمادية وغيرها. وفي الشامية: قوله: لتعليقه بالخطر: ما يكون معدومًا يتوقع وجوده. (الدر المختار مع الشامي / كتاب النكاح ١٥١/٤ زكريا)

یقینی شرط پر نکاح کا حکم

اور اگر عاقدین میں سے کسی نے نکاح کو ایسی شرط پر معلق کیا جس کا وجود یقینی ہو، یا مجلس عقد ہی میں وہ شرط پائی جائے، تو ایسی شرط کی وجہ سے نکاح باطل نہ ہوگا۔ مثلاً لڑکی کے ولی نے کہا کہ اگر میں نے اپنی بیٹی کا نکاح کسی اور سے نہ کیا ہو تو تم سے کردیا، اور مخاطب نے قبول کیا، اور واقع میں لڑکی کا نکاح کسی اور سے نہیں ہوا ہے، تو یہ نکاح درست ہوگا؛ اِس لئے کہ اِس صورت میں شرط یقینی طور پر پائی جارہی ہے۔ اِسی طرح لڑکی نے اپنے باپ کی موجودگی میں کہا کہ اگر میرے والد راضی ہوں گے تو میں نے اپنی ذات تمہارے نکاح میں دی، اور لڑکے نے قبول کیا، اور لڑکی کے باپ نے اُسی مجلس میں رضامندی ظاہر کردی، تو یہ نکاح صحیح اور درست ہوگا۔

إلا أن يعلقه بشرط ماض كائن لا محالة فيكون تحقيقًا فينعقد في الحال، كأن خطب بنتً لابنه فقال أبوها: زوجتها قبلك من فلان فكذبه فقال:

إن لـم أكـن زوجتها لفلان فقد زوجتها لابنك فقبل، ثم علم كذبه انعقد لتعليقه بـمـوجـودٍ، وكـذا إذا وجد المعلق عليه في المجلس، كذا ذكره خواهر زاده وعـمـمـه الـمـصنف بحثًا لكن في النهر قبيل كتاب الصرف في مسألة التعليق بـرضـا الأب، والحق الإطلاق فليتأمل المفتي. وفي الشامية: قوله: وكذا الخ، ولو قال تزوجتك بألف درهم إن رضي فلان اليوم، فإن كان فلان حاضرًا فقال رضيـت جـاز الـنـكـاح استحسانًا، وإن كان غير حاضر لم يجز. (الدر المختار مع الشامي / كتاب النكاح ١٥١/٤-١٥٢ زكريا)

شرطِ فاسد کے ساتھ نکاح

عاقدین میں سے کسی کی جانب سے اگر شرط فاسد لگادی جائے، مثلاً شوہر یوں کہے کہ میں نے تم سے اِس شرط پر نکاح کیا کہ مہر نہیں دوں گا، اور عورت نے قبول کرلیا، تو اِس صورت میں شرط خود فاسد ہوجائے گی، یعنی اُس کا اعتبار نہ ہوگا، اور نکاح درست ہوکر شوہر پر مہر مثل لازم ہوگا۔

لا يبـطل النكاح بالشرط الفاسد، وإنما يبطل الشرط دونه يعني لو عقد مـع شـرط فـاسد لم يبطل النكاح الخ. وفي الشامي: قوله: مع شرط فاسد كما إذا قـال تـزوجتك عـلـىٰ أن لا يـكـون لك مهـر فيـصح النكاح ويفسد الشرط ويجب مهر المثل. (الدر المختار مع الشامي / كتاب النكاح ١٥٢/٤ زكريا)

لڑکی کا اِجازت کے بعد اِنکار کرنا

اگر ولی نے لڑکی سے نکاح کی اِجازت طلب کی، اور لڑکی نے اِجازت دے دی، پھر اُس نے اِجازت سے رجوع کرلیا، اور رشتہ سے اِنکار کردیا، تو اگر ولی کو نکاح کرانے سے پہلے ہی اُس کے اِنکار کا علم ہوجائے تو اَب نکاح منعقد نہ ہوگا؛ لیکن اگر نکاح کرانے کے بعد اِنکار کا علم ہوا تو اَب نکاح درست ہوجائے گا؛ اِس لئے کہ وکیل کے افعال مؤکل کے حق میں اُس وقت تک نافذ مانے جاتے ہیں، جب تک کہ وکیل کو معزولی کا علم نہ ہوجائے۔

المستفاد: فإن استأذنها هو أي الولي فسكتت فهو إذن أي توكيل في الأول. (الدر المختار) **وفي الشامي: أي فيما إذا استأذنها قبل العقد حتى لو قالت بعد ذٰلك لا أرضى ولم يعلم به الولي فزوّجها صح كما في الظهيرية؛ لأن الوكيل لا ينعزل حتى يعلم.** (الدر المختار مع الشامي، كتاب النكاح / باب الولي ١٥٩/٤-١٦١ زكريا)

ولی کا چند رشتے پیش کرنے پر لڑکی کا خاموش رہنا

اگر ولی نے لڑکی کے سامنے چند رشتے پیش کرکے اِجازت طلب کی اور لڑکی خاموش رہی، تو یہ خاموشی (سب پیش کردہ رشتوں کے لئے فی الجملہ) رضامندی کی دلیل ہوگی۔ اور ولی کے لئے اِس بات کی اِجازت ہوگی کہ اُن میں سے جس سے چاہے اُس کا نکاح کردے۔

وكذا لو سمّٰى لها فلانًا أو فلانًا فسكتت، فله أن يزوجها من أيهما شاء.

(شامي، كتاب النكاح / باب الولي ١٦٣/٤ زكريا)

چند اَولیاء کا الگ الگ رشتے پیش کرنے پر لڑکی کا خاموش رہنا

اگر یکے بعد دیگرے چند اَولیاء نے لڑکی سے الگ الگ فرد کے متعلق نکاح کی اِجازت طلب کی، اور لڑکی ہر دفعہ پر خاموش رہی، تو صرف جس ولی نے سب سے پہلے اِجازت طلب کی، اُس کے حق میں خاموشی رضامندی کی دلیل ہوگی، بقیہ کے حق میں نہیں۔

لو استأذناها على التعاقب يصح السابق منهما. (تقريرات الرافعي ١٨٦/٤ زكريا)

کنواری بالغہ لڑکی کا مجلس میں ولی کے نکاح کرانے پر خاموش رہنا

جس طرح ولی کی جانب سے اِجازت لئے جانے کے وقت کنواری لڑکی کی خاموشی رضامندی کی دلیل ہے، اِسی طرح لڑکی کی موجودگی میں اُس سے اِجازت لئے بغیر اگر ولی اُس کا نکاح کرادے، اور لڑکی اُس نکاح پر خاموش رہے، تو یہ خاموشی بھی رضامندی کی دلیل ہوگی،

اور الگ سے اِجازت لینا ضروری نہ ہوگا۔

وكذا إذا زوجها الولي عندها أي بحضرتها فسكتت صح في الأصح إن علمته كما مر. (الدر المختار مع الشامي، كتاب النكاح / باب الولي ١٦٤/٤ زكريا)

اَجنبی یا ولی اَبعد کی طرف سے اِجازت لیتے وقت کنواری لڑکی کا سکوت رضامندی کی دلیل نہیں

اِجازت کے وقت کنواری لڑکی کا خاموش رہنا رضامندی کی دلیل اُس وقت ہوگا، جب کہ اِجازت لینے والا لڑکی کا ولی اَقرب ہو؛ لہٰذا اگر ولی ابعد یا اجنبی اِجازت لے، تو لڑکی کا خاموش رہنا رضامندی کی دلیل نہ ہوگا؛ بلکہ صراحۃً یا دلالۃً رضامندی کا اظہار ضروری ہوگا۔ جیسے: لڑکی کہے کہ میں اِس نکاح پر راضی ہوں، یا کہ وہ مہر قبول کرلے، یا وطی پر قدرت دیدے، وغیرہ۔

فإن استأذنها غير الأقرب كالأجنبي أو ولي بعيد فلا عبرة لسكوتها؛ بل لا بد من القول كالثيب البالغة ...... أو ما هو في معناه من فعل يدل على الرضا كطلب مهرها ونفقتها وتمكينها من الوطء الخ. (الدر المختار مع الشامي، كتاب النكاح / باب الولي ١٦٤/٤-١٦٥ زكريا)

ثیبہ عورت کا نکاح کے وقت خاموش رہنا

اگر ولی ثیبہ عورت سے نکاح کی اجازت طلب کرے اور وہ خاموش رہے، تو اُس کا خاموش رہنا رضامندی نہیں سمجھا جائے گا؛ بلکہ اُس کی جانب سے صراحۃً یا دلالۃً رضامندی کا پایا جانا ضروری ہوگا۔

بل لا بد من القول كالثيب البالغة. (الدر المختار مع الشامي، كتاب النكاح / باب الولي ١٦٤/٤ زكريا)

عوارض کی بنا پر جس عورت کا پردۂ بکارت زائل ہوجائے وہ باکرہ کہلائے گی

اگر کسی بے نکاحی عورت کا پردۂ بکارت کودنے یا حیض جاری ہونے یا درازئ عمر یا دیگر عوارض کی وجہ سے زائل ہوجائے، تو ایسی عورت باکرہ ہی کہلائے گی، اور اُس کا سکوت بھی رضامندی کی دلیل ہوگا۔

من زالت بكارتها بوثبةٍ أي نطة أو درور حيض أو حصول جراحة أو تعنيس أي كبر بكر حقيقة. (الدر المختار مع الشامي، كتاب النكاح / باب الولي ١٦٦/٤ زكريا)

زنا کی وجہ سے پردۂ بکارت زائل ہوجائے

ایسی عورت جس کا پردۂ بکارت زنا کی وجہ سے زائل ہوجائے، اور اُس کا زنا حد جاری ہونے کی وجہ سے یا کسی اور وجہ سے مشہور نہ ہوا ہو، تو ایسی عورت بھی حکماً باکرہ کہلائے گی اور اُس کا سکوت رضامندی کی دلیل ہوگا۔

نوٹ:- زنا یا کوئی اور برا فعل اگر صادر ہوجائے، تو اُس کو لوگوں کے سامنے ظاہر کرنا شرعاً غیر پسندیدہ عمل ہے، اور اُس کا اخفاء مندوب ہے، اِس لحاظ سے زانیہ عورت شرعاً بھی باکرہ کہلائے گی۔

من زالت بكارتها ...... أو زنىً بكر حكمًا إن لم يتكرّر ولم تحدّ به، وإلا فثيب. وتحته في الشامية: هٰذا معنىٰ قولهم: إن لم يشتهر زناها يكتفي بسكوتها؛ لأن الناس عرفوها بكرًا، فيعيبونها بالنطق، فيكتفي بسكوتها كي لا تتعطل عليها مصالحها، وقد ندب الشارع إلىٰ ستر الزنى فكانت بكرًا شرعًا، بخلاف ما إذا اشتهر زناها. (الدر المختار مع الشامي، كتاب النكاح / باب الولي ١٦٦/٤-١٦٧ زكريا)

نکاح میں گواہی کے مسائل

نکاح میں کون کون لوگ گواہ بن سکتے ہیں؟

نکاح میں کوئی بھی آزاد عاقل بالغ مکلّف مسلمان گواہ بن سکتا ہے، خواہ وہ رشتہ دار ہو یا غیر رشتہ دار (اورلڑکی سے اجازت لیتے وقت جو گواہ وکیل کے ساتھ جاتے ہیں وہ صرف اجازت کے گواہ ہوتے ہیں، اور گوکہ عرف میں اُنہی کا نام نکاح کی گواہی میں رجسٹر میں درج کیا جاتا ہے؛ لیکن شرعاً انہی گواہوں کا مجلس نکاح میں گواہ بننا ضروری نہیں؛ بلکہ مجلس نکاح کے وہ سبھی حاضرین خود بخود نکاح کے گواہ بن جاتے ہیں، جنہوں نے ایجاب وقبول اپنے کانوں سے سنا ہو)

شاهدين حرين الخ، مكلفين الخ، مسلمين لنكاح مسلمة. (الدر المختار ۷۳/۳-۷۵ بيروت، ۹۱/٤ زكريا، البحر الرائق ١٥٥/٣ زكريا، الفتاویٰ التاتارخانية ٣٧/٤ رقم: ٥٤٥٤ زكريا)

أما سائر القرابات كالأخ والعم والخال ونحوهم، فتقبل شهادة بعضهم لبعض. (بدائع الصنائع ٣٥/٩ دار الكتب العلمية بيروت، البحر الرائق ١٥٦/٧، خلاصة الفتاویٰ ٥٩/٤ لاهور)

عند حرين أو حر وحرتين عاقلين بالغين مسلمين وفاسقين أو محدودين (كنز الدقائق) وتحته في البحر: وشرط في الشهود أربعة: الحرية والعقل والبلوغ والإسلام. (البحر الرائق ١٥٥/٣-١٥٨ زكريا، كذا في الهداية ٣٠٦/٤ المكتبة التهانوية ديوبند)

نکاح میں گواہوں کے لئے ایک اَہم ضابطہ

نکاح میں گواہ بننے کے لئے ضابطہ یہ ہے کہ جس شخص کو اپنے اوپر ولایت تامہ حاصل ہو اور وہ اپنے نکاح میں ولی بن سکتا ہو، تو ایسے شخص کے لئے دوسرے کے نکاح میں گواہ بننا بھی

جائز ہے، ورنہ نہیں۔

والأصل في هٰذا الباب أن كل من يصلح أن يكون وليًا في النكاح بولاية نفسه صلح أن يكون شاهدًا، ومن لا فلا، كذا في الخلاصة. (الفتاویٰ الهندية ۲٦۷/۱)

وفي الظهيرية: الأصل فيه إن كل من يصلح وليًا أو مزوجًا نفسه بنفسه يصلح شاهدًا في النكاح. (الفتاویٰ التاتارخانية ٣٦/٤ رقم: ٥٤٥٣ زكريا)

والأصل إن كل من صلح أن يكون وليًا فيه بولاية نفسه صلح أن يكون شاهدًا فيه ……، فإن الأب يصلح شاهدًا. (شامي / كتاب النكاح ٩٤/٤-٩٥ زكريا)

نوٹ:- اِس ضابطہ سے معلوم ہوا کہ نابالغ بچہ، غلام اور دیوانہ شخص نکاح میں گواہ نہیں بن سکتے؛ کیوں کہ اُنہیں اپنے اوپر ولایت حاصل نہیں ہے۔

نکاح میں عورتوں کی گواہی؟

نکاح میں صرف عورتوں کی گواہی کافی نہیں؛ بلکہ دو عورتوں کے ساتھ کم از کم ایک مرد گواہ ہونا ضروری ہے۔

ولا ينعقد نكاح المسلمين إلا بحضور شاهدين حرين عاقلين بالغين مسلمين رجلين أو رجل وامرأتين. (الهداية / كتاب النكاح ٣٢٦/٢ المكتبة النعيمية ديوبند، البحر الرائق ١٥٥/٣ زكريا)

وفي الخانية: ولا ينعقد بشهادة امرأتين بغير رجل. (الفتاویٰ التاتارخانية ٣٧/٤ رقم: ٥٤٥٤ زكريا، الفتاویٰ الهندية ٢٦٧/١-٢٦٨ زكريا)

کیا نکاح کے گواہوں کا ثقہ ہونا ضروری ہے؟

بہتر تو یہی ہے کہ نکاح کے گواہ ثقہ اور عادل ہوں؛ لیکن اگر غیر عادل شخص کو نکاح میں گواہ بنالیا گیا پھر بھی وہ نکاح درست ہو جائے گا۔

فلا ينبغي أن يعقد مع المرأة بلا أحد من عصبتها ولا مع عصبة فاسقٍ ولا عند شهودٍ غير عدولٍ خروجًا من خلاف الإمام الشافعي. (شامي ٥٨/٤ بيروت، ٦٧/٤ زكريا)

وشرط حضور شاهدين الخ ولو فاسقين الخ. (الدر المختار ٧٣/٤-٧٥ بيروت، ٨٧/٤-٩٢ زكريا، البحر الرائق ١٥٥/٣ زكريا)

إن كل من يصلح وليًّا أو مزوجًا لنفسهٖ بنفسهٖ يصلح شاهدًا في النكاح …… وفي الخانية: والفاسقين. (الفتاویٰ التاتارخانية ٣٦/٤ رقم: ٥٤٥٣ زكريا)

وأما عدالة الشاهد فليست بشرطٍ لانعقاد النكاح عندنا، فينعقد بحضور الفاسقين. (بدائع الصنائع ٥٢٧/٢ زكريا)

گواہوں کا ناکح منکوحہ کو جاننا شرط ہے

نکاح کی صحت کے لئے شرط ہے کہ گواہ جانتے ہوں کہ یہ نکاح کی مجلس ہے اور فلاں کا فلانی کے ساتھ نکاح ہورہا ہے۔

ولا بد من تمييز المنكوحة عند الشاهدين لتنتفي الجهالة الخ. والظاهر أن المراد بالمعرفة أن يعرفا أن المعقود عليها هي فلانة بنت فلان الفلاني لا معرفة شخصها، وأن ذكر الاسم غير شرط الخ. (شامي ٧٣/٤-٧٤ بيروت، البحر الرائق ١٥٠/٣ زكريا)

قال الرملي: إطلاقه دال علیٰ عدم الصحة، ولو جرت مقدمات الخطبة علیٰ واحدة فهما بعينها لتتميز المنكوحة عند الشهود؛ فإنه لا بد منه. (منحة الخالق حاشية البحر الرائق ١٥٠/٣)

بغیر گواہوں کے نکاح

شریعتِ اسلامیہ میں دو گواہوں کی موجودگی کے بغیر نکاح کا قطعاً کوئی اعتبار نہیں، نیز گواہوں کے نکاح کے ذریعہ ازدواجی تعلق ہرگز قائم نہیں ہوسکتا۔

عن أبي موسى الأشعري رضي اللّٰه عنه مرفوعًا: لا نكاح إلا بولي

وشاهدين. (رواه الطبراني في الكبير كذا في الجامع الصغير ١٨٦/٢، بحواله إعلاء السنن ٢٧/١١ بيروت)

وشرط حضور شاهدين. (الدر المختار مع الشامي ٨٧/٤ زكريا، مجمع الأنهر ٣٢٠/١ الفتاویٰ الهندية ٢٦٧/١ زكريا، الفتاویٰ التاتارخانية ٣٦/٤ رقم: ٥٤٥٤ زكريا)

الشهادة: وهي حضور الشهود ......، ومنها سماع الشاهدين كلام المتعاقدين جميعًا. (بدائع الصنائع ٥٢٢/٢-٥٢٧ زكريا)

وشرط سماع كل من العاقدين لفظ الآخر ليتحقق رضاها، وشرط حضور شاهدين حرين. (تبيين الحقائق ٢١/٣)

خدااوررسول کوگواہ بنا کرنکاح کرنا

اگرمردوعورت نے تنہائی میں محض اللہ ورسول کوگواہ بنا کرایجاب وقبول کیا،تو یہ نکاح منعقد نہ ہوگا؛(اِس لئے کہ نکاح میں گواہی کا مقصد تشہیر واعلان کے ساتھ ساتھ بوقتِ ضرورت اُس کے ثبوت کی دلیل فراہم کرنا ہے،اور یہ مقصد تنہائی میں اللہ اوررسول کوگواہ بنا کرنکاح سے حاصل نہیں ہوسکتا)

زوج امرأة بشهادة الله ورسوله لا ينعقد. (خلاصة الفتاویٰ ١٥/٢، الدر المختار مع الشامي ٩٩/٤ زكريا، الفتاویٰ التاتارخانية ٣٨/٤ رقم: ٥٤٦٠ زكريا)

تزوج امرأة بشهادة الله ورسوله لم يجز؛ بل قيل يكفر...... (شامي / كتاب النكاح ٨٧/٤ زكريا، المحيط البرهاني ٣٧/٤ رقم: ٣٥٦٣)

نکاح میں ایک گواہ نابالغ ہو

نکاح کے درست ہونے کے لئے عاقل بالغ آزاددوگواہوں کا ہونا شرط ہے،اگردونوں گواہوں میں سے ایک بھی نابالغ ہوگا تو گواہی تام نہ ہوگی،اورنکاح درست نہ ہوگا۔

ولا ينعقد نكاح المسلمين إلا بحضور شاهدين حرين بالغين. (المختصر القدوري ٦٦، الهداية ٣٩٦/٢)

ویشترط العدد فلا ینعقد النکاح بشاهد واحدٍ. (الفتاویٰ الهندیة / کتاب النکاح ٣٦٧/١ قدیم زکریا)

ولا ینعقد نکاح المسلمین إلا بحضور شاهدین حرین عاقلین بالغین مسلمین. (فتح القدیر ١٩٠/٣ زکریا، الجوهرة النیرة ٥/٣ المکتبة التهانویة دیوبند)

نکاح میں فاسق اور نابینا کی شہادت

اگر نکاح کے گواہوں میں دونوں فاسق یا نابینا ہوں یا ایک فاسق اور ایک نابینا ہو، تو اُن گواہوں کی موجودگی میں نکاح شرعاً منعقد ہوجائے گا۔

ویصح بشهادة الفاسقین والأعمیین، کذا في فتاویٰ قاضي خان.

(الفتاویٰ الهندیة ٢٦٧/١، فتح القدیر ١٩٣/٣ زکریا، بدائع الصنائع ٢٨/٩ بیروت)

فلذا انعقد بحضور الفاسقین والأعمیین. (البحر الرائق ٨٩/٣ کوئٹه)

وینعقد النکاح بشهادة الأعمیٰ. (الفتاویٰ التاتارخانیة ٤٠/٤ رقم: ٥٤٦٧ زکریا)

دو گواہوں میں سے ایک بہرا ہو

نکاح میں گواہوں کے لئے عاقدین کے ایجاب وقبول کو ایک ساتھ سننا شرط ہے؛ لہٰذا اگر ایک گواہ نے سنا اور دوسرے نے نہیں سنا، یا ایک گواہ بہرا (سماعت سے محروم) ہو، اور وہ ازخود عاقدین کے کلام کو نہ سن سکے؛ بلکہ کوئی دوسرا اُس کے کان میں زور سے بول کر بتائے تو اُس کی گواہی کا اعتبار نہ ہوگا۔

ولو کان بحضرة الرجلین، وأحدهما أصم فسمع السمیع دون الأصم، فصاح السمیع أو رجل آخر في أذن الأصم لا یجوز، حتی لا یکون سماعهما معًا، هٰکذا في فتاویٰ قاضي خان. (الفتاویٰ الهندیة ٢٦٨/١، الفتاویٰ التاتارخانیة ٣٨/٤ رقم: ٥٤٥٧ زکریا، المحیط البرهاني ٣٦/٤ رقم: ٣٥٦٢)

گونگوں کے نکاح میں بہروں کی گواہی

اگر دونوں عاقدین قوتِ گویائی سے محروم ہوں، اور اِشارہ معہودہ سے اِیجاب وقبول کریں، تو چوں کہ یہاں سننے سنانے کا اِمکان ہی نہیں؛ لہٰذا ایسے گونگے عاقدین کے نکاح میں بہرے حضرات کا گواہ بننا بھی درست ہوگا، بشرطیکہ وہ نکاح کا اِشارہ اچھی طرح سمجھتے ہوں۔

وینبغي أن لا یختلف في انعقاده الأصمین إذا کان کل من الزوج والزوجة أخرس؛ لأن نکاحه کما قالوا ینعقد بالإشارة حیث کانت معلومة.

(الدر المختار مع الشامي / کتاب النکاح ٤/٩١ زکریا)

باکرہ بالغہ کا نکاح باپ اور ایک گواہ کی موجودگی میں

اگر باپ نے اپنی باکرہ بالغہ لڑکی کا نکاح ایک گواہ کی موجودگی میں کیا اور لڑکی خود مجلس نکاح میں موجود ہو تو یہ نکاح صحیح ہوجائے گا، اور باپ اور دوسرا شخص دو گواہ ہوں گے، اور بالغہ لڑکی خود اپنا عقد کرنے والی قرار دی جائے گی، اور اگر بالغہ لڑکی مجلس نکاح میں موجود نہ ہو تو پھر باپ اُس کی طرف سے ولی ہوگا اور نصابِ شہادت (دو گواہ) نہ پائے جانے کی وجہ سے نکاح نہ ہوگا۔

ولو زوج بنته البالغة العاقلة بمحضر شاهد واحد جاز، إن کانت ابنته حاضرة؛ لأنها تجعل عاقدة وإلا لا، أي لم تکن حاضرة لا یکون العقد نافذًا.

(الدر المختار مع الشامي / کتاب النکاح ٤/٩٥ زکریا)

قالوا: إذا زوج ابنته البالغة بأمرها وبحضرتها ومع الأب شاهد أخر صح النکاح، وإن کانت غائبة لا یصح، کذا في محیط السرخسي. (الفتاویٰ الهندیة ١/٢٦٨، فتح القدیر ٣/١٩٨ زکریا)

نکاح میں مخنث کی گواہی؟

نکاح میں تنہا دو مخنثوں کی گواہی معتبر نہیں، جب تک کہ اُن کے ساتھ کوئی کامل مرد نہ ہو۔

وكـذا الـخـنـثيـين إذا لـم يكن معهما رجل، كذا في فتاوىٰ قاضي خان. (الفتاوىٰ الهندية ١/٢٦٨)

ولا ينعقد بشهادة امرأتين بغير رجل والخنثيين إذا لم يكن معهما رجل. (الفتاوىٰ التاتارخانية ٤/٣٧ رقم: ٥٤٥٤ زكريا)

نکاح میں محدود فی القذف اور محدود فی الزنا کی شہادت کا حکم

اگر کسی مسلمان شخص پر زنا کی تہمت لگانے یا زنا کرنے کی وجہ سے اسلامی حکومت میں حد اور سزا جاری ہوئی ہو، تو ایسا شخص بھی نکاح میں گواہ بن سکتا ہے۔ (تاہم بہتر یہی ہے کہ ثقہ اور معتبر لوگوں کو ہی گواہ بنایا جائے)

وكذا بشهادة المحدودين في القذف، وإن لم يتوبا، كذا في البحر الرائق. وكـذا يصح بشهادة المحدود في الزنا، كذا في الخلاصة. (الفتاوىٰ الهندية / كتاب النكاح ١/٢٦٧ قديم زكريا)

قـال الـمحقق العثماني: وأما الشهود فنقول به لكن لا تشترط عدالتهم فـي شهادة النكاح، فإن شرط العدالة مذكور في بعض الأحاديث، وفي بعضها لـم يـذكر وأطلق، فأبقينا المطلق علىٰ إطلاقه، وحملنا المقيد على المستحب الأحسن. (إعلاء السنن ١١/٢٦-٢٧ بيروت)

فـلـذا انـعقد بحضور الفاسقين والأعمين والمحدودين في قذف. (البحر الرائق ٣/٨٩ كوئٹه، الفتاوىٰ التاتارخانية ٤/٤٠ رقم: ٥٤٦٧ زكريا)

ذمیوں کی شہادت سے نکاح کا حکم

اگر شوہر مسلمان ہو اور عورت ذمیہ (کتابیہ) ہو تو اُن دونوں کا نکاح دو ذمی کافروں کی شہادت سے صحیح ہو جائے گا؛ لیکن اگر دونوں میاں بیوی مسلمان ہوں تو پھر ذمیوں کی شہادت اُن

کے حق میں معتبر نہیں۔

ولو كان الزوج مسلمًا والمرأة ذمية، فالنكاح ينعقد بشهادة الذميين، سواء كانا موافقين لها أو مخالفين في الملة، كذا في السراج الوهاج. (الفتاویٰ الهندية ۱/۲۶۷، مجمع الأنهر ۱/۴۷۴)

وإذا تزوج المسلم الذمية بشهادة الذميين جاز في قول أبي حنيفة وأبي يوسف رحمهما اللّٰه تعالیٰ. (المحيط البرهاني ۴/۳۸ رقم: ۳۵۶۷، بناية ۵/۱۷)

کافروں کے نکاح میں گواہوں کا مسلمان ہونا شرط نہیں

کافروں کے آپسی نکاح میں گواہوں کا مسلمان ہونا شرط نہیں ہے؛ بلکہ کافروں کا نکاح دو کافر گواہوں کی شہادت سے درست ہوجاتا ہے، خواہ وہ دونوں گواہ اُن کے ہم مذہب موافق ہوں یا مخالف۔

وإسلام الشاهدين ليس بشرط في نكاح الكافرين، فينعقد نكاح الزوجين الكافرين بشهادة الكافرين، سواء كانا موافقين لهما في الملة أو مخالفين، كذا في البدائع. (الفتاویٰ الهندية ۱/۲۶۷)

گواہوں کا الگ الگ وقت میں اِیجاب وقبول سننا

نکاح میں گواہوں کا ایک ساتھ اِیجاب وقبول سننا شرط ہے؛ لہٰذا اگر ایک گواہ کی موجودگی میں عقد کیا گیا، پھر وہ مجلس سے چلا گیا، اُس کے بعد دوسرے گواہ کے سامنے دوبارہ اِیجاب وقبول کیا گیا، یا مثلاً ایک گواہ نے صرف اِیجاب سنا اور دوسرے نے صرف قبول سنا، پھر دوبارہ عقد کیا گیا، تو پہلے نے صرف قبول سنا اور دوسرے نے صرف اِیجاب سنا، تو چوں کہ درج بالا صورتوں میں ایک ساتھ ایجاب وقبول سننا نہیں پایا گیا؛ لہٰذا نکاح منعقد نہ ہوگا۔

سامعين قولهما معًا. وتحته في الشامية: وخرج بقوله معًا ما لو سمعا متفرقين بأن حضر أحدهما العقد ثم غاب وأعيد بحضرة الآخر، أو سمع

أحدهما فقط العقد فأعيد فسمعه الآخر دون الأول، أو سمع أحدهما الإيجاب والآخر القبول، ثم أعيد فسمع كل وحده ما لم يسمعه أولاً؛ لأن في هٰذه الصورة وجد عقدان لم يحضر كل واحد منهما شاهدان. (الدر المختار مع الشامي / كتاب النكاح ٤/٩١-٩٢ زكريا)

نکاح میں بیٹوں کا گواہ بننا

اگر نکاح میں عاقدین کے بیٹے (جو پہلے شوہر یا بیوی سے ہوں) گواہ بنیں، تو اِس سے بھی نکاح منعقد ہو جاتا ہے۔

أو ابني الزوجين أو ابني أحدهما وإن لم يثبت النكاح بهما. (الدر المختار مع الشامي / كتاب النكاح ٤/٩٣ زكريا)

○❖○

ولایتِ نکاح کے مسائل

نکاح میں ولی کے واسطہ کی ضرورت

نکاح ایک ایسا وسیع اور دیرپا رشتہ ہے جس سے بہت سی سماجی اور معاشرتی مصالح وابستہ ہوتی ہیں، اُسے محض میاں بیوی کی جنسی تسکین کا ذریعہ نہ سمجھا جائے؛ بلکہ یہ تعمیر انسانیت کی ایک مضبوط کڑی اور زنجیر کی حیثیت رکھتا ہے، اِس لئے رشتہ ناطہ کرتے وقت بہت سوچ سمجھ کر اقدام کرنے کی ضرورت ہے، وقتی جذبات کے تحت اور عارضی تقاضوں کو مدنظر رکھ کر جلد بازی میں یا آپسی اظہار تعلق کے جنون میں جو اقدام کیا جاتا ہے وہ انجام کے اعتبار سے بہتر ثابت نہیں ہوتا، اِس لئے اِسلامی شریعت اِس بات پر بہت زور دیتی ہے کہ عقدِ نکاح میں محض زوجین کی رائے کو حتمی نہیں سمجھنا چاہئے؛ بلکہ دونوں کے گھر والے اولیاء کو سامنے آکر اِس مقدس رشتہ کو جوڑنے میں اپنا مثبت کردار ادا کرنا چاہئے، اِسی لئے بعض احادیث میں ولی کے بغیر نکاح کرنے پر سخت تنبیہات وارد ہوئی ہیں۔ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ:

لَا نِكَاحَ إِلَّا بِوَلِيٍّ. (سنن أبي داؤد ۲۸٤/۱، سنن الترمذي ۲۰۸/۱، سنن ابن ماجة ۱۳۵، مشكاة المصابيح ۲۷۰/۲)

ولی کے بغیر نکاح ہی نہیں ہے۔

اُم المؤمنین سیدتنا حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ:

أَيُّمَا امْرَأَةٍ نَكَحَتْ نَفْسَهَا بِغَيْرِ إِذْنِ وَلِيِّهَا فَنِكَاحُهَا بَاطِلٌ، فَنِكَاحُهَا بَاطِلٌ، فَنِكَاحُهَا بَاطِلٌ. (سنن الترمذي ۲۰۸/۱، سنن أبي داؤد ۲۸٤/۱، سنن ابن ماجة ۱۳۵، مشكاة المصابيح ۲۷۰/۲)

جو عورت اپنے ولی کی اجازت کے بغیر نکاح کرے تو اس کا نکاح باطل ہے، باطل ہے، باطل ہے۔

اِس طرح کی روایات سے ولی کے واسطہ کے بغیر عورت کے نکاح کرنے کی ناپسندیدگی واضح طور پر معلوم ہوتی ہے، اور حنفیہ کے نزدیک اُن روایات کا محمل یہ ہے کہ ولی کے بغیر نکاح گوکہ شرائط کے مطابق نافذ تو ہوجاتا ہے؛ لیکن عام دستور کے موافق نہ ہونے کی وجہ سے مکروہ ضرور ہے، اور فی نفسہٖ ایسے نکاح کے نفاذ کی دلیل یہ ہے کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ:

اَلْأَیِّمُ أَحَقُّ بِنَفْسِهَا مِنْ وَلِیِّهَا. (صحیح مسلم ۴۵۵/۱، صحیح البخاري ۷۷۱/۲، سنن أبي داؤد ۲۸٦/۱، سنن الترمذي ۲۱۰/۱، سنن ابن ماجة ۱۳۴، مشکاة المصابیح ۲۷۰/۲)

بے نکاحی (بالغہ) عورت اپنے ولی کے مقابلہ میں خود اپنا نکاح کرنے کی زیادہ حق دار ہے۔

اِس سے معلوم ہوا کہ بالغہ لڑکی پر نکاح کے معاملہ میں زبردستی نہیں کی جاسکتی؛ تاہم بہتر یہی ہے کہ بہرحال لڑکی اپنے نکاح میں خود اقدام کرنے کے بجائے اپنے ولی کو واسطہ بنائے؛ کیوں کہ ولی خاندانی مصالح کو اُس سے بہتر طور پر جان سکتا ہے۔

اَولیاء کی مرضی کے بغیر نکاح کے نقصانات

جو مرد وعورت جذبات کی رَو میں بہہ کر گھر والوں کی سرپرستی کے بغیر نکاح کرلیتے ہیں، انہیں بعد میں اُس فعل پر خود پچھتاوا ہوتا ہے، اور سماجی طور پر اُنہیں قدم قدم پر مشکلات پیش آتی ہیں، اور خاندانی سرپرستی کی محرومی کی وجہ سے وقت گذرنے کے ساتھ ساتھ خود اُن کا وجود اُن کے لئے بوجھ بن جاتا ہے، اور وہ اپنے کو ہر مرحلہ میں تنہا پاکر مایوسی کا شکار ہوجاتے ہیں، اور ذہنی سکون سے محروم رہتے ہیں، مثلاً:

الف:- ایسے خودسر جوڑوں کو عموماً کوئی رشتہ دار اپنے گھر میں پناہ نہیں دیتا اور وہ دردر بھٹکتے پھرتے ہیں۔

ب:- جب اُن کے یہاں بچوں کی پیدائش کا سلسلہ ہوتا ہے تو خاندان والے تیمارداری کرتے ہوئے بھی جھجکتے ہیں۔

ج:- معاشرہ کی نظر میں اکثر یہ لوگ بے وقعت رہتے ہیں۔

د:- اگر اُن پر کوئی ناگہانی آفت یا مصیبت آتی ہے تو خاندان والے اُن کی مدد اور حمایت

کرنے سے کتراتے ہیں۔

ز:- اِس بے سکونی اور کشیدگی کے ماحول میں جو بچے پرورش پاتے ہیں، اُن کی نشو ونما صحیح طور پر نہیں ہو پاتی۔

ہ:- جب بچے بڑے ہوجاتے ہیں، تو اُن کے لئے رشتے ناطوں میں بھی مشکلات اور رکاوٹیں پیش آتی ہیں، وغیرہ۔

یہ ایسے حالات ہیں جن کا تجربہ بار بار ہوتا رہتا ہے، اِس لئے شریعتِ اسلامی نے انسانی فطرت اور سماجی تقاضوں کو ملحوظ رکھتے ہوئے نکاح میں اَولیاء کی شرکت اور رضا مندی کو بہت اہمیت دی ہے۔

اَولیاء کا فرض

بدلے ہوئے حالات میں اَولیاء کا بھی یہ فرض بنتا ہے کہ وہ بچوں کے رجحان اور طبعی میلان کو نظر انداز کر کے رشتوں کے بارے میں کوئی فیصلہ نہ کریں؛ بلکہ جو بھی فیصلہ ہو وہ بچوں کو اعتماد میں لے کر ہونا چاہئے، اور اگر بچوں کی طرف سے کوئی رائے سامنے آئے اور اُس رائے کو قبول کرنے میں بظاہر کوئی بڑا نقصان نہ ہو تو اُن کی خواہش کا خیال کر کے ہی رشتوں کے سلسلہ میں پیش قدمی کرنی چاہئے، اور بے جا ضد اور زور زبردستی کا راستہ نہیں اپنانا چاہئے، اور نہ ایسا ماحول بنانا چاہئے کہ بچے خود سر ہو کر کوئی ناگوار اقدام کرنے پر مجبور ہوجائیں؛ بلکہ بچوں کے پرسکون مستقبل کو دیکھتے ہوئے مثبت رویہ اپنانا چاہئے۔

خلاصہ یہ ہے کہ جس طرح بچوں کو اپنے اولیاء کی رعایت کرنی ضروری ہے، اِسی طرح اولیاء کو بھی بچوں کے جذبات کی رعایت لازم ہے، اگر دونوں ایک دوسرے کے حقوق کا خیال رکھیں گے تو ان شاء اللہ یہ رشتہ پائیدار ہوگا اور خیر کا باعث بنے گا، شریعت میں اولیاء کے اختیارات اور تصرفات وغیرہ کو تفصیل سے بیان کیا گیا ہے، جن سے متعلق چند ضروری مسائل ذیل میں درج کئے جارہے ہیں:

ولایتِ اجبار

نابالغ یا پاگل بچہ یا بچی پر قریب ترین عزیز ولی کو ولایت اجبار حاصل ہوتی ہے، جس کا مطلب یہ ہے کہ اُن کی مرضی کے بغیر بھی ولی اُن کا نکاح جہاں کردے وہ نافذ ہوجائے گا۔

ولاية إجبار على الصغيرة ولو ثيبًا ومعتوهة. (الدر المختار ١٥٤/٤ زكريا، مجمع الأنهر ٤٨٩/١، بدائع الصنائع ٥٠٤/٢ زكريا، مجمع الأنهر ٤٨٩/١، البحر الرائق ١٠٩/٣ كراچی)

وتثبت ولاية الإجبار بهٰذا المعنى عند الحنفية على الصغيرة، ولو كانت ثيبًا وعلى المعتوه الخ. (الفقه الإسلامي وأدلته ١٩١/٧)

ويزوج الولي الصغار والمجانين والمعتوهين بالاتفاق بالولاية عن الشارع. (الفقه الإسلامي وأدلته ١٩٥/٧)

ولایتِ اجبار کے ثبوت کے چار اسباب ہیں

ایک شخص کو دوسرے پر چار نسبتوں میں سے کسی ایک کے پائے جانے کی وجہ سے ولایت حاصل ہوتی ہے:

(۱) قرابت (رشتہ داری) کی وجہ سے۔

(۲) ولاء (آپس میں ولاء کا معاہدہ) کی وجہ سے۔

(۳) اِمامت (اَمیر المؤمنین ہونے) کی وجہ سے۔

(۴) ملکیت (ایک شخص دوسرے کا مالک ہونے) کی وجہ سے۔

لہٰذا جہاں اِن چاروں اَسباب میں سے کوئی ایک بھی پایا جائے گا، وہاں حسبِ شرائط ولایت ثابت ہوگی۔

وتثبت الولاية بأسباب أربعة: بالقرابة والملك والولاء والإمامة. (البحر الرائق ١٠٩/٣، الفتاوىٰ الهندية / كتاب النكاح ٢٨٣/١، الدر المختار مع الشامي / كتاب النكاح ١٥٤/٤ زكريا، بدائع الصنائع ٤٩٧/٢)

ولاية الإجبار: هي تنفيذ القول على الغير، وهي بمعنى العام تثبت بأربعة أسباب: القرابة، والملك، والولاء، والإمامة. (الفقه الإسلامي وأدلته ١٩١/٧)

تحقق ولایت کے لئے کن شرطوں کا پایا جانا ضروری ہے

ولایت کے تحقق کے لئے بنیادی طور پر تین شرطوں کا پایا جانا ضروری ہے:

(۱) آزاد ہونا:- لہٰذا غلام کو ولایت حاصل نہ ہوگی۔

(۲) مکلّف ہونا:- لہٰذا نابالغ اور مجنون کو ولایت حاصل نہ ہوگی۔

(۳) مسلمان ہونا:- لہٰذا کافر کو مسلمان پر ولایت حاصل نہ ہوگی۔ (البتہ کافر دوسرے کافر کا ولی بن سکتا ہے)

بشرط حرية وتكليف وإسلام في حق مسلمة تريد التزوج وولد مسلم لعدم الولاية. وفي الشامية: قوله: بشرط حرية: واحترز بالحرية عن العبد فلا ولاية له علىٰ ولده ......، وبالتكليف عن الصغيرة والمجنونة. قوله: لعدم الولاية: يعني أن الكافر لا يلي على المسلمة وولده المسلم لقوله تعالىٰ: ﴿وَلَنْ يَّجْعَلَ اللّٰهُ لِلْكَافِرِيْنَ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ سَبِيْلاً﴾ [النساء: ١٤١] (الدر المختار مع الشامي، كتاب النكاح / باب الولي ١٩٢/٤-١٩٣ زكريا)

نکاح میں اَولیاءِ قرابت کی ترتیب

نکاح میں ولایت قرابت کا حق بالترتیب اُن لوگوں کو حاصل ہے جو وراثت میں عصبہ بنفسہٖ بنتے ہیں، یعنی: (۱) لڑکا، پوتا، پڑپوتا، وغیرہ (۲) باپ، دادا، وغیرہ (۳) بھائی، بھتیجہ، الیٰ آخرہ (۴) چچا اور اُس کی اولاد۔

الولي في النكاح ...... العصبة بنفسه الخ، بلا توسط أنثى على ترتيب الإرث والحجب فيقدم ابن المجنونة على أبيها. (الدر المختار مع الشامي ١٩٠/٤-١٩١ زكريا، الفتاویٰ التاتارخانية ٨٦/٤ رقم: ٥٦٠٣-٥٦٠٤ زكريا، مجمع الأنهر ٤٩٦/١، الموسوعة الفقهية ٢٧٥/٤١ كويت، الفتاویٰ الهندية ٢٨٣/١)

"الولي" من كان من أهل الميراث وهو عاقل بالغ ...... وفي جامع الجوامع كل قريب يرث منها له أن يزوجها إذا لم يكن أقرب منه عنده ...... فنقول أقرب الأولياء إلى المرأة: الابن ثم ابن الابن وإن سفل، ثم الأب ثم الجد أب الأب، وإن علا الخ. (الفتاویٰ التاتارخانية ٨٦/٤ رقم: ٥٦٠٣-٥٦٠٤ زكريا)

وأقرب الأولياء إلى المرأة الابن ثم ابن الابن وإن سفل، ثم الأب ثم الجد أب الأب، وإن علا كذا في المحيط. (الفتاوىٰ الهندية / الباب الرابع في الأولياء ٢٨٣/١ زكريا)

قال الحنفية: الولاية هي ولاية الإجبار فقط، وتثبت للأقارب العصبات الأقرب فالأقرب؛ لأن النكاح إلى العصبات، كما روي عن علي رضي الله عنه وذٰلك على الترتيب الآتي: البنوة ثم الأبوة ثم الإخوة ثم العمومة. (الفقه الإسلامي وأدلته ٢٠٠/٧)

ولی اقرب، ولی ابعد

قریبی عصبہ کی موجودگی میں دور کے عصبہ کو نکاح کی ولایت حاصل نہیں ہوتی، مثلاً اگر عورت کا بیٹا موجود ہے تو باپ کو ولایت حاصل نہ ہوگی، وغیرہ۔ (البتہ افضل یہی ہے کہ بیٹا باپ کو اپنا حق ولایت منتقل کردے)

ويقدم ابن المجنونة على أبيها. (الدر المختار ١٩١/٤ زكريا، الفتاوىٰ التاتارخانية ٨٩/٤ رقم: ٥٦١٢ زكريا، مجمع الأنهر ٤٩٦/١، الفتاوىٰ الهندية ٢٨٣/١)

والولي هو العصبة نسبًا أو سببًا على ترتيب الإرث وابن المجنونة مقدم علىٰ أبيها. (مجمع الأنهر / باب الأولياء والأكفاء ٤٩٦/١-٤٩٧ مكتبة فقيه الأمة ديوبند)

فإذا كان للمجنونة أب وابن أو جد وابن، فالولاية للابن عندهما.

(الفتاوىٰ الهندية ٢٨٣/١ زكريا)

وإذا اجتمع في المجنونة أبوها وابنها، فالولي في نكاحها ابنها في قول أبي حنيفة وأبي يوسف، لأن الابن هو المقدم في العصوبة. (الفقه الإسلامي وأدلته ٢٠٢/٧)

اگر ولی عصبہ موجود نہ ہو؟

اگر لڑکی کا کوئی عصبہ رشتہ دار موجود نہ ہو تو نکاح کی ولایت اُس کی ماں کو حاصل ہوگی، ماں نہ ہو تو دادی کو اور دادی بھی نہ ہو تو نانی کو ولایت حاصل ہوگی الی آخرہ۔

فإن لم يكن عصبة فالولاية للأم ثم لأم الأب (الدر المختار) فتحصل بعد الأم أم الأب ثم أم الأم. (الدر المختار مع الشامي ١٩٥/٤ زكريا، الفقه الإسلامي وأدلته ٢٠١/٧، مجمع الأنهر ٤٩٧/١ مكتبة فقيه الأمة ديوبند، البحر الرائق ١٢٤/٣)

اگر ولی فاسق مگر باوقار ہوتو کیا کریں؟

اگر ولی فاسق ہے؛ لیکن باوقار اور صحیح الاختیار ہے، تو اُس کی ولایت برقرار رہے گی، یہ فسق اُس کے لئے ولایت سے محرومی کا سبب نہ ہوگا۔

والولي شرعًا: البالغ العاقل الوارث ولو فاسقًا على المذهب ما لم يكن متهتكًا. (الدر المختار ١٥٣/٤ زكريا، الدر المنتقى ٤٩٧/١، البحر الرائق ١٢٤/٣)

والفسق لا يمنع الولاية، كذا في فتاوىٰ قاضي خان. (الفتاوىٰ الهندية / كتاب النكاح ٢٨٤/١ قديم زكريا)

وذهب الحنفية والمالكية إلىٰ أن العدالة ليست شرعًا في ثبوت الولاية، فللولي عدلاً كان أو فاسقًا تزويج ابنته أو ابنة أخيه مثلاً. (الفقه الإسلامي وأدلته ١٩٩/٧)

والفاسق يلي تزويج الصغير والصغيرة عندنا. (الفتاوىٰ التاتارخانية / كتاب النكاح ٩٠/٤ رقم: ٥٦١٦ زكريا)

بے غیرت ولی کا حکم

جو ولی بے حیا اور بے غیرت ہو، مثلاً اُسے اپنی بے عزتی کا احساس نہ ہو، اور فحش گفتگو کرتا ہو اور نکاح کے مصالح کو سمجھنے سے قاصر ہو تو اُس کی طرف سے کیا گیا غیر کفو میں یا مہر مثل کے بغیر نکاح نافذ نہ ہوگا؛ البتہ اگر وہ مہر مثل کے ساتھ کفو میں نکاح کرے تو اُس کا نکاح نافذ ہوجائے گا۔

في القاموس: رجل منهتك ومتهتك مستهتك لا يبالي أن يهتك ستره

الـخ، وهـو بـمعنى سيء الاختيار لا تسقط ولايته مطلقًا؛ لأنه لو زوج من كفء بمهر المثل صح كما سيأتي بيانه. (شامي ١٥٣/٤ زكريا)

کئی اولیاء ہوں تو فسخ نکاح کے بارے میں بڑے ولی کی رائے کا اعتبار ہوگا

اگر کسی عاقلہ بالغہ لڑکی نے اپنی مرضی سے غیر کفو میں نکاح کرلیا، تو اگر اُس کے متعدد اولیاء ہوں تو سب سے اَقرب ولی کی رائے کا اعتبار کرتے ہوئے اُس نکاح کے نفاذ اور فسخ کا حکم لگایا جائے گا، اگر اَقرب ولی اُس نکاح کو نافذ کرنا چاہے گا تو دیگر اَولیاء کو فسخ کرنے کا حق نہ ہوگا، اور اگر وہ فسخ کرنا چاہے گا تو کسی اور ولی کی رضامندی سے وہ نکاح نافذ نہ ہوگا۔

وإذا تزوجت المرأة بغير كفء فرضى به أحد الأولياء جاز ذلك ولم يكن لمن هو مثله في الولاية أو أبعد منها أن ينقضه، فإن كان لها ولي أقرب منه كان له المطالبة بالتفريق. (الفتاوىٰ الولوالجية ٣٢٣/١، ومثله في الفتاوىٰ الهندية ٢٩٣/١ قديم زكريا، تبيين الحقائق ٥١٨/٢ زكريا)

مجنونہ (پاگل) عورت پر کس کو ولایت حاصل ہوگی؟

ایسی عورت جو مجنونہ یعنی پاگل ہو اور اُس کے اَقارب میں باپ، بیٹا یا اُس کا دادا اور بیٹا زندہ ہوں، تو اُس کے نکاح کی ولایت حضرت امام ابوحنیفہ اور امام ابویوسف رحمہما اللہ کے نزدیک بیٹے کو حاصل ہوگی۔

فـإذا كـان لـلمجنونة أب وابن أو جد وابن، فالولاية للإبن عندهما، وعند محمد للأب. (الـفتـاوىٰ الهـنـدية / كتـاب النكاح ٢٨٣/١ قديم زكريا، الفتاوىٰ التاتارخانية، كتاب النكاح / الفصل الحادي عشر بمعرفة الأولياء ٨٩/٤ رقم: ٥٦١٢ زكريا، الهداية مع فتح القدير ٢٧٩/٣، البحر الرائق ٢٢٤/٣ دار الكتاب ديوبند)

صغر اور جنون کے ختم ہونے سے حق ولایت ختم ہوجاتا ہے

جب تک بچہ اور بچی نابالغ رہتے ہیں تو اُن کے اوپر اُس کے اولیاء کو ہر طرح کی ولایت اور کلی اختیار حاصل ہوتا ہے۔ اِسی طرح وہ بچہ اور بچی جو مجنون ہو تو اُس کے مجنون رہنے تک ولی کو اُس پر حق ولایت باقی رہتا ہے؛ لیکن جب بچہ/ بچی بالغ ہوجائیں یا مجنون (پاگل) صحت یاب ہوجائے، تو اُس کے اوپر سے حق ولایت بھی ختم ہوجاتا ہے، اب اُس کے تصرفات اولیاء کے بغیر بھی نافذ مانے جائیں گے۔

ثم إنما يحتاج إلى الولي في الصغير والصغيرة والمجنونة، وإذا زال الصغر والجنون زال الولاية عندنا. (الفتاوىٰ التاتارخانية / كتاب النكاح ٨٧/٤ زكريا، المحيط البرهاني ٥٥/٤ رقم: ٣٦٠٩)

لا يجوز نكاح أحد علىٰ بالغة صحيحة العقل من أب أو سلطان بغير إذنها بكرًا كانت أو ثيبًا، فإن فعل ذٰلك فالنكاح موقوف علىٰ إجازتها، فإن أجازته جاز، وإن ردته بطل. (الفتاوىٰ الهندية ٢٨٧/١)

ويتفق الحنفية مع المالكية والحنابلة في ثبوت الولاية على الصغير والمجنون الكبير والمجنونة الكبيرة، سواء أكانت الصغير بكرًا أم ثيبًا، فلا تثبت هٰذه الولاية على البالغ العاقل ولا على العاقلة البالغة؛ لأن علة ولاية الإجبار عندهم هي الصغر وما في معناه، وهٰذه العلة متحققة في الصغار والمجانين دون غيرهم. (موسوعة الفقه الإسلامي والقضايا المعاصرة ٢٠٩/٨)

نانا اور بہن میں ولایت کا حق دار کون ہوگا؟

اگر کسی کے اولیاء اور اقرباء میں صرف نانا اور اُس کی بہن ہوں اور کوئی نہ ہو تو اُس کا حق ولایت اُس کے نانا کو حاصل ہوگا۔

وإذا اجتمع الجد الفاسد والأخت فعند أبي حنيفة رحمه اللّٰه تعالىٰ الولاية

للجد. (الفتاویٰ التاتارخانية ٨٧/٤ زكريا، الفتاوىٰ الهندية ٢٨٤/١، فتح القدير ٢٧٥/٣، الدر المختار مع الشامي ١٩٥/٤ زكريا، البحر الرائق ٢١٩/٣ دار الكتاب ديوبند)

اگر ولی اقرب نابالغ کا نکاح کرنے سے انکار کردے؟

اگر ولی اقرب نابالغ کا نکاح کرنے سے انکار کردے، تو ولی ابعد کی طرف ولایت منتقل نہ ہوگی؛ بلکہ اگر نکاح کی ضرورت ہو تو مسلمان بااختیار حاکم کے یہاں درخواست دی جائے اور وہ حاکم اُس لڑکی کا نکاح اپنی طرف سے کردے۔

إذا كان للصغيرة أب امتنع عن تزويجها لا تنتقل الولاية إلى الجد؛ بل يزوجها القاضي......، وأما ما في الخلاصة والبزازية: من أنها تنتقل إلى الأبعد بعضل الأقرب إجماعًا، فالمراد بالأبعد القاضي؛ لأنه آخر الأولياء. (شامي، كتاب النكاح / آخر باب الولي ٢٠١/٤ زكريا، ٨٢/٣ كراچی)

غاب الولي أو عضل، أو كان الأب أو الجد فاسقًا، فللقاضي أن يزوجها من كفء. (الفتاوىٰ الهندية ٢٨٥/١، كذا في البحر الرائق ٢٢٣/٣، مجمع الأنهر ٢٩٩/١ بيروت، الفتاوىٰ السراجية ص: ١٩٧، موسوعة الفقه الإسلامي والقضايا المعاصرة ٢١٧/٨)

وقالوا: إذا خطبها كفء وعضلها الولي تثبت الولاية للقاضي نيابة عن العاضل، فله التزويج وإن لم يكن في منشوره. (البحر الرائق ٢٢٣/٣)

ولی اَقرب کی موجودگی میں ولی ابعد کے نکاح کرانے کا حکم

اگر ولی اَقرب کے رہتے ہوئے دور کے ولی نے نکاح کرادیا، مثلاً باپ کی موجودگی میں چچا نے اُس کی صراحتاً یا دلالتاً اِجازت کے بغیر نابالغہ کا نکاح کرادیا، تو یہ نکاح ولی اَقرب (مثلاً باپ) کی اِجازت پر موقوف رہے گا۔ اگر وہ اِجازت دیدے تو نافذ ہوگا ورنہ نہیں۔

فلو زوّج الأبعد حال قيام الأقرب توقف علىٰ إجازته. وتحته في الشامية: والظاهر أن سكوته هنا كذٰلك فلا يكون سكوته إجازة لنكاح الأبعد

وإن كان حاضرًا في مجلس العقد ما لم يرض صريحًا أو دلالةً. (الدر المختار مع الشامي، كتاب النكاح / باب الولي ١٩٩/٤ زكريا)

ولی قریب کی غیر موجودگی میں ولی بعید کا نکاح کرانا

اگر قریبی ولی کہیں سفر میں گیا ہوا ہو اور اُس سے رابطہ ممکن نہ ہو اور اُس کی واپسی کے انتظار میں اچھا رشتہ ٹوٹ جانے کا اندیشہ ہو، تو ولی بعید کے لئے نکاح کرانے میں کوئی حرج نہیں ہے، اور اُس کا کرایا ہوا نکاح نافذ ہوجائے گا، اور اگر ایسی بات نہیں ہے؛ بلکہ ولی اقرب قریب ہی کہیں گیا ہے یا آج کل کے دور میں ٹیلی فون وغیرہ کے ذریعہ اُس سے رابطہ ممکن ہے تو اُس کی اجازت کے بغیر ولی ابعد کا نکاح کرانا درست نہ ہوگا۔

وللولي الأبعد التزويج بغيبة الأقرب. (تنوير الأبصار ١٩٩/٤)

وعن الشيخ أبي بكر الفضلي البخاري أنه قال: إن كان الأقرب في موضع يفوت كفوء الخاطب باستقلال رأيه، فهو غيبة منقطعة، وإن كان لا يفوت فليست منقطعة، وهٰذا أقرب إلى الفقه. (مجمع الأنهر مع ملتقى الأبحر ٤٩٩/١، الدر المنتقى ٤٩٩/١، البحر الرائق ١٢٦/٣ كوئٹه، الفتاویٰ التاتارخانية ٩١/٤ رقم: ٥٦١٩ زكريا)

(فزوجها الأبعد حال قيام الأقرب حتى توقف علىٰ إجازة الأقرب، ثم غاب الأقرب وتحولت الولاية إلىٰ الأبعد) لا يجوز ذٰلك النكاح الذي باشره الأبعد إلا بإجازة منه بعد تحول الولاية إليه. (الفتاویٰ التاتارخانية / كتاب النكاح ٩٣/٤ رقم: ٥٦٢٢ زكريا)

باپ سے زبردستی نابالغ بیٹی کے نکاح کی اِجازت لینا

اگر کسی نے زبردستی دباؤ ڈال کر نابالغ بچی کے ولی سے اُس کے نکاح کی اجازت لی اور اُس کا نکاح کردیا، تو یہ نکاح شرعاً نافذ ہوجائے گا؛ اس لئے کہ حالتِ اکراہ میں بھی اولیاء کی ولایت نافذ ہوجاتی ہے۔

زوجها أولياؤها وهم كارهون جاز النكاح. (بدائع الصنائع / كتاب الإكراه ۱۰/۱۲۳ بيروت، شامي / كتاب النكاح ٤/٨٧ زكريا، ۳/۲۱ كراچی، الفتاوىٰ التاتارخانية ١٦/٢٢٣ رقم: ٢٤٧١٢ زكريا، الفتاوىٰ الهندية ٥/٤٥)

بلوغ کے وقت سکوت سے خیارِ بلوغ باطل ہوجاتا ہے

اگر نابالغ لڑکی کا نکاح باپ دادا کے علاوہ ولی نے کیا تھا، پھر بالغ ہونے کے بعد وہ خاموش رہی، تو اِس سکوت سے اُس کا خیار بلوغ باطل ہوجائے گا، اب اگر وہ بعد میں نکاح کو فسخ کرنا چاہے تو نہیں کرسکتی۔

وبطل خيار البكر بالسكوت ولا يمتد إلىٰ آخر المجلس. (الدر المختار) وتحته في الشامية: بطل خيار البكر أي من بلغت وهي بكر. قوله: ولا يمتد إلىٰ آخر المجلس أي مجلس بلوغها أو علمها بالنكاح ...... فلو سكتت ولو قليلاً بطل خيارها. (الدر المختار مع الشامي، كتاب النكاح / باب الولي ٤/١٨٧)

وإن كان المزوِّج غيرهما فلها الخيار إذا بلغا أو علما بالنكاح بعد البلوغ خلافًا لأبي يوسف، وسكوت البكر وهي لا يمتد خيارها إلىٰ آخر المجلس. (ملتقى الأبحر مع مجمع الأنهر ١/٤٩٤-٤٩٥، الفتاوىٰ الهندية ١/٢٨٦، الفتاوىٰ التاتارخانية ٤/٩٥ رقم: ٥٦٢٧ زكريا، الهداية ٢/٣١٨ مكتبه ياسر نديم)

ولی نے نشہ کی حالت میں غیر کفو سے نکاح کرادیا

اگر ولی نے نشہ کی حالت میں لڑکی کا نکاح غیر کفو میں کردیا تو یہ نکاح نافذ نہ ہوگا۔

وكذا لو كان سكران فزوجها من فاسق أو من شرير، وفي الشامي: حتى لو زوجها من فقير أو ذي حرفة دنية ولم يكن كفوءًا لها لم يصح. (شامي ٤/١٧٢ زكريا، الدر المنتقى ١/٤٩٤، الفتاوىٰ الهندية ١/٢٩٤، الفقه الإسلامي وأدلته ٧/١٩٧)

کیا بچہ نکاح میں ولی بن سکتا ہے؟

نابالغ شخص نکاح میں ولی نہیں بن سکتا، یہی حکم مجنون اور پاگل کا بھی ہے۔

وخرج نحو صبي أي كمجنون ومعتوه. (شامي ١٥٣/٤ زكريا، المحيط البرهاني ٥٥/٤، الفتاویٰ التاتارخانية ٨٦/٤ رقم: ٥٦٠٣ زكريا، مجمع الأنهر ٤٩٧/١)

ولا ولاية لصغير ولا مجنون ولا لكافرٍ علیٰ مسلم ومسلة، كذا في الحاوي. (الفتاویٰ الهندية ٢٨٤/١ زكريا، البحر الرائق ١٢٣/٣ كوئٹه، تبيين الحقائق ٥١١/٢)

مجنون ولی نکاح کرائے تو کیا حکم ہے؟

اگر ولی جنون (پاگل پن) کا مریض ہو، تو بحالتِ جنون اُس کا کرایا ہوا نکاح مطلقاً غیر معتبر ہوگا؛ البتہ اگر مرض میں اِفاقہ ہوجائے، اور بحالتِ ہوش وحواس نکاح کرائے، تو یہ نکاح مطلقاً درست ہوگا۔

نـوٹ :- اگر ولی ایسا پاگل ہوجائے کہ اُس کے اِفاقہ کی اُمید نہ ہو (جسے جنونِ مطبق کہتے ہیں) تو اُس کی ولایت فوراً ختم ہوجاتی ہے۔ اور دوسرا ولی بلاتاخیر لڑکی کا نکاح کراسکتا ہے؛ لیکن اگر ایسا جنون ہو، جس کے اِفاقہ کی اُمید ہو، تو اُس سے ولی کی ولایت ختم نہ ہوگی، پس نکاح کے لئے اُس کے اِفاقہ کا انتظار کیا جائے گا۔

فلا يزوّج في حال جنونهٖ مطبقًا أو غير مطبق، ويزوج حال إفاقته عن المجنون بقسميه، لكن إن كان مطبقًا تسلب ولايته فلا تنتظر إفاقته، وغير المطبق الولاية ثابتة له فتنتظر إفاقته كالنائم. (الدر المختار مع الشامي، كتاب النكاح / باب الولي ١٩٢/٤ زكريا)

باپ دادا کے علاوہ اولیاء کا غیر کفو میں نکاح کرانا

اگر باپ دادا کے علاوہ کسی اور ولی نے چھوٹی بچی کا نکاح غیر کفو میں کرادیا تو بچی کو بالغ

ہونے کے بعد خیارِ بلوغ حاصل ہوگا، یعنی وہ چاہے تو محکمہ شرعیہ میں درخواست دے کر اُس نکاح کو فسخ کراسکتی ہے (لیکن اگر باپ دادا نے غیر کفو میں نکاح کرایا ہے تو لڑکی کو خیارِ بلوغ نہیں ملتا)

وإن كان المزوج غيرهما أي غير الأب وأبيه لا يصح النكاح من غير كفوء أو بغبن فاحش أصلاً الخ، ولكن لهما أي لصغير وصغيرة خيار الفسخ ولا بعد الدخول بالبلوغ. (الدر المختار ١٧٣/٤-١٧٥ زكريا، البحر الرائق ١٢٠/٣ كوئٹه، الهداية ٣١٧/٢، مجمع الأنهر ٤٩٤/١)

وإذا زوج الصغير أو الصغيرة غير الأب والجد، ثم بلغا فلهما الخيار عند أبي حنيفة ومحمد رحمهما الله. (الفتاوىٰ التاتارخانية ٩٤/٤ رقم: ٥٦٢٦ زكريا)

یکساں درجہ کے دو اَولیاء نے نابالغہ کا الگ الگ جگہ نکاح کردیا

اگر یکساں درجہ کے دو اَولیاء نے نابالغہ لڑکی کا نکاح الگ الگ جگہ کردیا، تو جس ولی نے پہلے نکاح کیا وہ نکاح نافذ ہوگا، اور اگر دونوں نکاح بالکل ایک وقت میں ہوئے، یا یہ پتہ چل نہیں پایا کہ کس نے پہلے نکاح کیا، تو یہ دونوں نکاح باطل قرار پائیں گے۔ (اَب جس کے ساتھ رہنا ہو اُس سے اَز سر نو نکاح کرادیا جائے)

ولو زوجها وليان مستويان قدم السابق، فإن لم يدر أو وقعا معًا بطلا.

(الدر المختار مع الشامي، كتاب النكاح / باب الولي ١٩٩/٤ زكريا)

ولی اور بالغہ لڑکی کے الگ الگ جگہ نکاح کرنے کا حکم

اگر ولی نے بالغہ لڑکی کی اِجازت سے کسی جگہ اُس کا نکاح کیا، اور بالغہ لڑکی نے بھی اپنا نکاح کسی اور جگہ کرلیا، تو جو نکاح پہلے ہوا وہی معتبر ہوگا، اور دوسرا نکاح باطل ہوگا۔ اور پہلے نکاح کی تعیین میں عورت کا اِقرار معتبر ہوگا، بشرطیکہ کوئی اور دلیل اُس کے معارض نہ ہو۔

المستفاد: ولو زوّجها أبوها وهي بكر بالغة بأمرها وزوجت هي نفسها

من آخر فأيهما قالت: هو الأول، فالقول لها وهو الزوج؛ لأنها أقرّت بملك النكاح له علىٰ نفسها، وإقرارها حجة تامة عليها ......الخ. (الدر المختار مع الشامي، كتاب النكاح / باب الولي ١٩٩/٤ زكريا)

بالغہ مسلمان لڑکی کے نکاح پر اُس کے کافر اَولیاء کوحق اعتراض حاصل نہیں

بالغہ مسلمان لڑکی اگر اَز خود کسی جگہ کفو یا غیر کفو میں نکاح کرلے، تو اُس کے کافر اَولیاء کو کسی قسم کے اعتراض کا حق نہ ہوگا۔

فإذا زوجت المسلمة نفسها وكان لها أخ أو عم كافر، فليس له حق الاعتراض؛ لأنه لا ولاية له. (الدر المختار مع الشامي، كتاب النكاح / باب الولي ١٩٣/٤ زكريا)

ولایتِ استحبابی

مستحب ہے کہ بالغہ لڑکی کا نکاح بھی ولی کے واسطہ سے کیا جائے، ولی کے بغیر بالغہ لڑکی کا نکاح پسندیدہ نہیں ہے، اس ولایت کو ولایتِ استحبابی یا ولایتِ ندب کہتے ہیں۔

ولاية ندب على المكلفة ولو بكرًا (الدر المختار) وفي الشامي: أي يستحب للمرأة تفويض أمرها إلىٰ وليها. كي لا تنسب إلى الوقاحة. (شامي ١٥٤/٤ زكريا، بدائع الصنائع ٥١٦/٢ زكريا، البحر الرائق ١٠٩/٣ كوئٹه)

الولاية في النكاح نوعان: ولاية ندب استحباب، وهي الولاية على العاقلة البالغة بكرًا أو كانت ثيبًا. (البحر الرائق ١٠٩/٣)

وأما ولاية الاختيار فهي حق الولي في تزويج المولى عليه بناءً علىٰ اختياره ورضاه، ويقال لصاحبها ولي مخيرٌ، وهي مستحبة عند أبي حنيفة وزفر في تزويج المرأة الحرة البالغة العاقلة، سواء كانت بكرًا أم ثيبًا. (الفقه الإسلامي وأدلته ١٩٢/٧)

آزاد بالغہ عورت کا ولی کی اِجازت کے بغیر نکاح کرنا

کوئی آزاد بالغہ عورت اگر ولی کی اجازت کے بغیر شرائط کے مطابق کفو میں اپنا نکاح

کرلے تو یہ نکاح نافذ ہوجاتا ہے (تاہم اگر غیر کفو میں کیا ہے تو ولی کو اعتراض کا حق حاصل ہوتا ہے جیسا کہ پہلے کفائت کی بحث میں گذر چکا ہے)

فنفذ نكاح حرةٍ مكلفةٍ بلا رضا ولي الخ، وله أي للولي الخ، الاعتراض في غير الكفوء. (الدر المختار مع الشامي ١٥٥/٤-١٥٦ زكريا، الفتاوىٰ التاتارخانية ١٠٠/٤ زكريا، المحيط البرهاني ٦١/٤، ملتقى الأبحر ٤٨٨/١)

بالغہ عورت کو اُس کی اجازت کے بغیر نکاح پر مجبور نہیں کیا جاسکتا

بالغہ عورت کی اجازت کے بغیر ولی اُسے نکاح پر مجبور نہیں کرسکتا، ایسا زبردستی کا نکاح جس میں بالغہ لڑکی کی صراحۃً یا دلالۃً اجازت شامل نہ ہو وہ شرعاً نافذ نہیں ہوگا؛ بلکہ لڑکی کی اِجازت پر موقوف رہے گا۔

ولا تجبر البالغة على النكاح لانقطاع الولاية بالبلوغ (الدر المختار) وفي الشامي: وإن زوجها بغير استئمار فقد أخطأ السنة وتوقف علىٰ رضاها. (الدر المختار مع الشامي ١٥٩/٤ زكريا، البحر الرائق ١١٠/٣ كوئٹه، الدر المنتقى ٤٩٠/١، بدائع الصنائع ٥٠٤/٢ زكريا)

ولا تجبر بكر بالغة على النكاح أي لا ينفذ عقد الولي عليها بغير رضاها عندنا. (البحر الرائق ١١٠/٣ كوئٹه)

وأما ولاية الحتم والإيجاب والاستبداد ...... فلا تثبت هٰذه الولاية على البالغ العاقل ولا على العاقلة البالغة. (بدائع الصنائع ٥٠٤/٢)

ولا يجوز نكاح أحد علىٰ بالغة صحيحة العقل من أب أو سلطان بغير إذنها. (الفتاوىٰ الهندية ٢٨٧/١ زكريا)

ولا يجوز البكر البالغة أبوها علىٰ كره منها. (الفتاوىٰ التاتارخانية / كتاب النكاح ٩١/٤ رقم: ٥٦١٨ زكريا)

نابالغ لڑکی کا ولی کی اجازت کے بغیر خود نکاح کرنا

اگر نابالغہ باشعور لڑکی نے ولی کی اجازت کے بغیر خود ہی اپنا نکاح دو گواہوں کے سامنے کرلیا تو یہ نکاح موقوف رہے گا، یا تو ولی اُس نکاح کی اجازت دے اور یا یہ نابالغ لڑکی بالغ ہوکر اُس نکاح کو منظور کرے، تب اُس نکاح کا نفاذ ہوگا۔

صغيرة زوجت نفسها ولا ولي ولا حاكم ثمه، توقف ونفذ بإجازتها بعد بلوغها. (الدر المختار / كتاب النكاح ١٩٨/٤ زكريا، الدر المنتقى ٤٩٤/١، الفتاوىٰ التاتارخانية ٨٢/٤ زكريا، البحر الرائق ١٢٥/٣ كوئٹه)

إذا تزوج الصغير أو الصغيرة بغير إذن الولي فبلغا لم يجز نكاحهما حتى يجيزا بعد البلوغ. (الفتاوىٰ التاتارخانية ٨٢/٤ رقم: ٥٥٨٧ زكريا)

جس لڑکی کا باپ غیر مسلم ہو اُس کا ولی کون ہوگا؟

جو لڑکی مسلمان ہو اور اُس کا باپ غیر مسلم ہو تو وہ غیر مسلم باپ اُس کا ولی نہیں بن سکتا، اب اگر کوئی قریبی رشتہ دار مسلمان موجود ہو تو وہ ولی بن جائے گا، یا پھر اسلامی حکومت میں حاکم شرعی اُس کا ولی ہوگا۔ اور ہندوستان جیسے ممالک میں محکمہ شرعیہ یا معتبر ملی تنظیم اِس معاملہ میں حاکم شرعی کے قائم مقام ہوگی۔

أن الكافر لا يلي على المسلمة وولده المسلم لقوله تعالىٰ: ﴿وَلَنْ يَجْعَلِ اللّٰهُ لِلْكَافِرِيْنَ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ سَبِيْلاً﴾ (شامي ١٩٣/٤ زكريا، مجمع الأنهر ٤٩٧/١، الفتاوىٰ الهندية ٢٨٤/١، بدائع الصنائع ٥٠٠/٢، البحر الرائق ١٢٣/٣ كراچی، تبيين الحقائق ٥١١/٢)

فلا ولاية لغير المسلم على المسلم ولا للمسلم على غير المسلم.

(الفقه الإسلامي وأدلته ١٩٨/٧، الفتاوىٰ التاتارخانية ٨٦/٤ رقم: ٥٦٠٣ زكريا)

وکالتِ نکاح کے مسائل

وکالتِ نکاح

جس طرح زوجین کو خود مجلس نکاح میں حاضر ہوکر نکاح کرنا اِصالۃً درست ہے، اِسی طرح وکالۃً بھی نکاح درست ہوجاتا ہے (مثلاً لڑکا یا لڑکی کی طرف سے کوئی شخص وکیل بن کر مجلسِ نکاح میں حاضر ہو اور وہ اپنے مؤکل یا مؤکلہ کی طرف سے دو گواہوں کے سامنے ایجاب یا قبول کرے، تو یہ نکاح بھی درست ہے)

واعلم أنه لا يشترط الشهادة على الوكالة بالنكاح؛ بل علىٰ عقد الوكيل، وإنما ينبغي أن يشهد على الوكالة، إذا خيف جحود الوكيل إياها. (فتح القدير ۳۰۱/۳ زكريا، شامي ۲۲۱/٤-۲۲۲ زكريا، ۹٥/۳ كراچی)

يصح التوكيل بالنكاح وإن لم يحضره الشهود. (الفتاویٰ الهندية ۲۹٤/۱، الفتاویٰ التاتارخانية ۱٤٦/٤ زكريا)

نکاح کے وکیل کا دوسرے کو وکیل بنانا

نکاح کا وکیل اپنی جگہ دوسرے کو وکیل نہیں بنا سکتا؛ لیکن اگر وکیل بنادیا اور دوسرے نے اَصل وکیل کی موجودگی میں نکاح پڑھایا، تو یہ نکاح وکالۃً منعقد ہوجائے گا، اور اُس میں کوئی خرابی نہیں رہے گی۔ (جیسا کہ ہمارے عرف میں وکیل کی اِجازت سے قاضی کے نکاح پڑھانے کا معمول ہے)

البتہ اگر وکیل اپنی جگہ دوسرے کو وکیل بنا کر خود مجلس سے غیر حاضر رہا اور اُس کی غیر موجودگی میں نکاح پڑھایا گیا، تو یہ نکاح وکالۃً منعقد نہیں ہوگا؛ بلکہ فضولی کے طور پر منعقد ہوگا،

اَب بعد میں اگر لڑکی اُس نکاح پر کسی بھی طرح رضا مندی ظاہر کردے یا بخوشی رخصت ہوکر شوہر کے گھر چلی جائے، توانجام کار یہ نکاح نافذ ہوجائے گا۔

الوكيل بالتزويج ليس له أن يوكل غيره، فإن فعل فزوج الثاني بحضرة الأول جاز. (الفتاویٰ الهندية / الباب السادس في الوكالة بالنكاح وغيرها، مطلب ليس للوكيل بالنكاح أن يؤكل بلا إذن ٣٦٤/١ جديد زكريا، ٢٩٨/١ قديم زكريا)

كل عقد صدر من الفضولي وله قابل يقبل، سواء كان ذلك القابل فضوليًا آخر أو وكيلاً أو أصيلاً انعقد موقوفًا، هٰكذا في النهاية. (الفتاویٰ الهندية / الباب السادس في الوكالة بالنكاح وغيرها ٣٦٥/١ جديد زكريا، ٢٩٩/١ قديم زكريا)

وتثبت الإجازة لنكاح الفضولي بالقول والفعل كذا في البحر االرائق.

(الفتاویٰ الهندية ٣٦٥/١ جديد زكريا، ٢٩٩/١ قديم زكريا)

نکاح غائب میں توکیل کی صورت

اگر لڑکا اور لڑکی الگ الگ ملکوں میں رہتے ہوں، اور وہ آپس میں نکاح کرنا چاہیں، تو اس کی شکل یہ ہے کہ لڑکا زبانی یا تحریری طور پر کسی کو اپنا وکیل بنادے کہ وہ لڑکی کو اس کے لئے قبول کرلے، پھر ایک مجلس منعقد کی جائے جس میں لڑکی کا ولی یا وکیل ایجاب کرے، اور لڑکے کا وکیل قبول کرے، اور وکیلوں کے ایجاب وقبول پر حاضرین مجلس گواہ ہوں، تو اِس طرح غائب کا نکاح درست ہوجائے گا۔ (مستفاد: فتاویٰ محمودیہ ۵۴۰/۱۱ ڈابھیل)

قال الشامي: ينعقد النكاح بالكتاب كما ينعقد بالخطاب. وصورته: أن يكتب إليها يخطبها. فإذا بلغها الكتاب، أحضرت الشهود وقرأته عليهم، وقالت: زوجت نفسي منه. أما لو لم تقل بحضرتهم سوى زوجت نفسي من فلان لا ينعقد. (شامي، كتاب النكاح / مطلب: التزوج بإرسال الكتاب ٧٣/٤ زكريا، ١٢/٣ كراچی، قاضي خان على الفتاویٰ الهندية ٣٢٦/١، مجمع الأنهر ٣٢٠/١ بيروت، البحر الرائق ١٤٨/٣)

ثـم النكاح كما ينعقد بهٰذه الألفاظ بطريق الإصالة ينعقد بها بطريق النيابة بـالوكالة والرسالة؛ لأن تصرف الوكيل كتصرف المؤكل. وكلام الرسول كلام الـمـرسـل، والأصل في جواز الوكالة في باب النكاح ما روي: أن النجاشي زوّج رسـول الـلّٰـه صلى اللّٰه عليه وسلم أم حبيبة رضي اللّٰه عنها. (بـدائع الصنائع / فصل في ركن النكاح ۳۲۲/۳ دار الكتب العلمية بيروت، الفتاویٰ التاتارخانية ۱۲۶/٤ رقم: ۵۷۲۲ زكريا)

ولـو قـرأت الـكتـاب عـلـى الشهود، وقالت: إن فلانًا كتب إليَّ يخطبني، فـاشهدوا أني قد تزوجت منه، صح النكاح. (الـفتـاویٰ التاتارخانية، كتاب النكاح / الفصل الرابع عشر في النكاح بالكتاب والرسالة الخ ۱۲۷/٤ تحت رقم: ۵۷۲۳ زكريا)

أمـا كتـابة غائب عن المجلس فينعقد بها النكاح بشروط وكيفية خاصة. (الموسوعة الفقهية ۲۰۹/۳ ۲ الكويت)

عورت کو نکاح میں وکیل بنانا

جس طرح مرد کے لئے نکاح میں وکیل بننا جائز ہے، اِسی طرح عورت کا بھی دوسرے کے نکاح کا وکیل بننا جائز ہے؛ البتہ اگر عورت کو کسی مرد نے اپنے نکاح کا وکیل بنایا تو وہ عورت اِس وکالت کی بنیاد پر اُس مرد سے خود نکاح نہیں کرسکتی (پس وہ اگر خود نکاح کرنا چاہے تو اُسے دوبارہ مرد سے صراحۃً اجازت لینی ہوگی) (مستفاد: فتاویٰ دارالعلوم دیوبند ۹۸/۷)

رجل وكّل امرأة أن تزوجه فزوجت نفسها منه لا يجوز. (الفتاویٰ الهندية / كتاب النكاح ۲۹۵/۱ قديم زكريا)

لو وكل رجل امرأة لتـزوجـه امرأة فزوجت نفسها منه لايجوز. (الفتاویٰ التاتارخانية ۱۵۰/٤ رقم: ۵۷۹۳ زكريا)

إذا وكـل الـرجـل امرأة إن تزوجه فزوجته من نفسها لم ينفذ العقد عليه إلا بإجازته. (الفقه الإسلامي وأدلته ۲۲۳/۷)

ایک شخص کا زوجین کی طرف سے وکیل یا ولی بننا

نکاح میں اس کی بھی گنجائش ہے کہ ایک ہی شخص دونوں جانب سے ذمہ دار بن کر عقد کرادے، اور اِس کی کئی شکلیں ہوسکتی ہیں:

(۱) **دونوں کی طرف سے ولی ہونا:-** مثلاً دادا (جب کہ وہی دونوں جانب سے ولی اقرب ہو) اپنے ایک بیٹے کے نابالغ لڑکے کا نکاح دوسرے بیٹے کی نابالغ لڑکی سے دو گواہوں کی موجودگی میں یہ کہہ کر کرادے کہ میں نے اپنے فلاں پوتے کا نکاح فلاں پوتی سے کیا۔

(۲) **دونوں کی طرف سے وکیل ہونا:-** مثلاً ایک شخص کو کسی لڑکے نے اپنے نکاح کا وکیل بنایا، اور اسی شخص کو کسی عورت نے نکاح کرانے کا اختیار دیا، پھر اس مشترکہ وکیل نے دو گواہوں کی موجودگی میں یہ کہہ کر نکاح کرایا کہ میں نے اپنی فلاں مؤکلہ کا نکاح فلاں مؤکل سے کردیا۔

(۳) **ایک جانب سے اصیل ہو اور دوسرے کی طرف سے ولی ہو:-** مثلاً کوئی شخص اپنی نابالغ چچازاد بہن کا (جس کا وہ ولی اقرب بھی ہے) نکاح دو گواہوں کے سامنے یہ کہہ کر کرے کہ میں نے اپنی چچازاد بہن کا نکاح خود اپنے سے کرلیا۔

(۴) **ایک جانب سے ولی ہو اور دوسرے کی طرف سے وکیل ہو:-** مثلاً کسی شخص کو کسی مرد نے نکاح کا وکیل بنایا، اور اس شخص نے اپنی نابالغ بیٹی کا نکاح دو گواہوں کے سامنے یہ کہہ کر کردیا کہ میں نے اپنی فلاں بیٹی کا نکاح اپنے فلاں مؤکل سے کردیا۔

(۵) **ایک جانب سے اصیل ہو اور دوسرے کی طرف سے وکیل ہو:-** مثلاً لڑکی نے لڑکے کو اس بات کا وکیل بنایا کہ وہ خود اپنے سے اس کا نکاح کرلے، پھر لڑکے نے دو گواہوں کے سامنے یہ کہہ دیا کہ میں نے اپنی فلاں مؤکلہ کا نکاح اپنے سے کرلیا ہے، تو ان سب شکلوں میں نکاح درست ہوجاتا ہے۔ (مسائل بہشتی زیور ۲/۴۴)

مثل أن يقول: زوِّجني، فيقول: زوجتُك؛ لأن هٰذا توكيل بالنكاح، والواحد يتولىٰ طرفي النكاح. (الهداية، كتاب النكاح ۱/۳ مكتبة البشرىٰ كراچى)

ولنا أن الوكيل في النكاح معبرٌ وسفير، والتمانع في الحقوق دون التعبير، ولا ترجع الحقوق إليه، بخلاف البيع الخ. وإذا تولى طرفيه فقوله: زوجتُ يتضمن الشطرين ولا يحتاج إلى القبول الخ. ولو جرىٰ العقد بين الفضوليين أو بين الفضولي والأصيلِ جاز بالإجماع. (الهداية، كتاب النكاح / فصل في الوكالة وغيرها ۳/۴۹-۵۱ مكتبة البشرىٰ كراچی)

لڑکی کے وکیل نے ایجاب کیا اور لڑکے کے وکیل نے قبول کیا؟

مجلس نکاح میں گواہوں کے سامنے ایک طرف سے لڑکی کے وکیل نے ایجاب کیا، اور دوسری طرف سے لڑکے کے وکیل نے قبول کیا، تو اِس طرح ایجاب وقبول سے نکاح منعقد ہوجائے گا۔

يصح التوكيل بعقد الزواج من الرجل والمرأة إذا كان كل منهما كامل الأهلية أي بالغًا عاقلاً حرًا. (الفقه الإسلامي وأدلته ۷/۲۱۹)

عورت کا وکیل کو اپنے نکاح کا اختیار دینا

ایک عورت نے کسی مرد کو اپنے نکاح کا وکیل بناتے ہوئے کہا کہ جس سے چاہے میری شادی کرادے، تو وکیل کے لئے اس مؤکلہ عورت سے خود اپنے آپ سے نکاح کرانا جائز نہ ہوگا؛ الا یہ کہ عورت اس کی صراحۃً اجازت دیدے۔

امرأة قالت لرجل: زوجني بمن شئت، لا يملك أن يزوجها من نفسه.

(الفتاوىٰ الهندية ۱/۲۸٤ قديم زكريا)

وكذلك لو قالت: ”زوجني ممن شئت“، فزوجها من نفسه لا يجوز.

(الفتاوىٰ التاتارخانية ٤/۱٥٠ رقم: ٥۷۹۳ زكريا)

وفي الولوالجية: لو قالت المرأة: ”زوج نفسي ممن شئت“ لا يملك أن يزوجها من نفسه. (البحر الرائق ۳/۲٤٠ زكريا)

وکیل کا اپنی طرف سے مہر میں اضافہ کرنا

ایک شخص کو وکیل بنایا کہ فلاں عورت سے اتنے روپئے پر میرا نکاح کرادے، وکیل نے مؤکل کے متعین کردہ مہر میں اپنی طرف سے اضافہ کرکے اُس عورت سے مؤکل کا نکاح کرادیا، تو یہ اِضافہ شدہ مہر نافذ نہ ہوگا؛ لیکن اگر خلوت اور بیوی سے صحبت کرنے کے بعد مہر میں اِضافہ کا علم ہوا، تو اَب مؤکل کو اختیار رہے چاہے تو اِس اِضافہ شدہ مہر کے ساتھ ہی نکاح کو قبول کرلے اور چاہے فسخ کردے۔

وكله بأن يزوجه فلانة بكذا، فزاد الوكيل في المهر لم ينفذ، فلو لم يعلم حتى دخل بقي الخيار بين إجازته وفسخه. (شامي ٨٠/٤ بيروت)

ولو وكّل رجلاً بأن يزوجه فلانة بألف درهمٍ، فزوجها إياه بألفين إن أجاز الزوج جاز، وإن رد بطل، وإن لم يعلم الزوج بذٰلك حتى دخل به فالخيار باقٍ.

(الفتاوىٰ الهندية ٢٩٦/١، الفتاوىٰ التاتارخانية / كتاب النكاح ١٤٨/٤ رقم: ٥٧٨٨ زكريا، كذا في المبسوط السرخسي ٢١/٥ المكتبة الشاملة)

وکیل نے مؤکل کی مرضی کے خلاف نکاح کردیا

ایک شخص نے نکاح پر کسی دوسرے کو وکیل بنایا اور عورت کی صفات بیان کردیں کہ فلاں فلاں صفت کی عورت سے میرا نکاح کرانا، اَب وکیل نے ایسی عورت سے نکاح کرادیا، جس میں وہ صفات نہیں پائی جاتیں، تو یہ نکاح شرعاً نافذ نہیں ہوگا۔

أمره أن يزوجه بيضاء فزوجه سوداء لا يصح. (الفتاوىٰ الهندية ٢٩٥/١)

وكله أن يزوجه امرأة سوداء فزوج امرأة بيضاء أو على العكس لا يجوز.

(الفتاوىٰ التاتارخانية ١٤٧/٤ رقم: ٥٧٨٥ زكريا)

وکیل نے معتدۃ الغیر سے شادی کرادی

وکیل نے اگر اپنے مؤکل کی شادی معتدۃ الغیر سے کرادی، پھر مؤکل نے اَنجانے میں

اُس عورت سے صحبت کرلی، بعد میں معلوم ہوا کہ یہ معتدہ الغیر ہے، تو فوراً اُن دونوں کے درمیان تفریق کرادی جائے گی، اور مؤکل شوہر پر لازم ہوگا کہ وہ مہر مثل اور متعین کردہ مہر میں سے جو کم ہوگا، وہ عورت کو اَدا کردے۔

ولو زوّجه الوكيل امرأة هي في نكاح الغير أو في عدة الغير، وهو يعلم بذلك أو لم يعلم، فدخل المؤكل بها ولم يعلم بذلك، فرّق بينهما، وعليه الأقل من المسمى ومن مهر المثل. (الفتاویٰ الهندية ۲۹۵/۱، فتاویٰ قاضي خان ۲۱۰/۱ مكتبة الإتحاد ديوبند)

لا يجوز للرجل أن يتزوج زوجة غيره، وكذلك المعتدة. (الفتاویٰ الهندية ۲۹۰/۱، الفتاویٰ التاتارخانية ۱٤۸/٤ رقم: ٥۷۸۹ زكريا، المحيط البرهاني ٤۷/٤ رقم: ۳٥۸٦)

وکیل نے دوسرے خاندان میں شادی کرادی

وکیل نے اگر متعینہ خاندان اور قبیلہ کے علاوہ کسی دوسرے خاندان اور برادری میں مؤکل کی شادی کرادی، تو یہ نکاح جائز نہ ہوگا۔

وكله أن يزوجه من قبيلة فزوجه من قبيلة أخرىٰ لم يجز. (الفتاویٰ الهندية ۲۹٦/۱، المحيط البرهاني ٤۳/٤ رقم: ۳٥۷۸ زكريا، مجمع الأنهر ٥۰۷/۱ مكتبة فقيه الأمة ديوبند، الفتاویٰ التاتارخانية ۱٤۷/٤ رقم: ٥۷۸٥ زكريا، النهر الفائق ۲۲۸/۲ زكريا)

وکیل کا ایک کے بجائے دو سے نکاح کرنا

اگر کسی شخص نے دوسرے کو ایک عورت کے ساتھ نکاح کرانے کا وکیل بنایا، پھر وکیل نے اُس کا دو عورتوں سے نکاح کرادیا، تو اگر مختلف عقد میں نکاح کرایا ہو تو پہلا عقد نافذ مانا جائے گا، اور دوسرا عقد مؤکل کی اِجازت پر موقوف ہوگا۔ اور اگر ایک ہی عقد میں نکاح کرایا ہو تو یہ عقد موقوف رہے گا۔ اور مؤکل کے لئے اختیار ہوگا کہ یا تو دونوں نکاح کو نافذ کرے یا ایک کو کرے یا کسی کو نہ کرے۔

ولو زوجه المأمور بنكاح امرأة امرأتين في عقد واحدٍ لا ينفذ للمخالفة،

وله أن يجيزهما أو إحداهما ولو في عقدين لزم الأول وتوقف الثاني. وفي الشامية: قوله: ولو أن يجيزهما أو إحداهما اعترض الزيلعي بهٰذا علىٰ قول الهداية فتعين التفريق، وأجاب في البحر بأن مراده عند عدم الإجازة، فإن أجاز نكاحهما أو إحداهما نفذ. (الدر المختار مع الشامي، كتاب النكاح / باب الكفائة ٢٢٣/٤ زكريا)

نکاح میں وکالت کے لئے گواہی ضروری نہیں

نکاح کا وکیل بنتے وقت گواہ بنانا ضروری نہیں ہے، ہاں البتہ اگر مؤکل کے انکار کا اندیشہ ہو، تو گواہ بنالینا مناسب ہے۔

لا تشترط الشهادة على الوكالة بالنكاح؛ بل علىٰ عقد الوكيل، وإنما ينبغي أن يشهد على الوكالة إذا خيف جحد الموكل إياها. (الدر المختار مع الشامي، كتاب النكاح / باب الكفائة ٢٢١/٤-٢٢٢ زكريا)

قاصد کے ذریعہ نکاح

اگر کسی شخص نے بذریعہ قاصد کسی عورت کے پاس نکاح کا پیغام بھیجا کہ فلاں شخص آپ سے نکاح کرنا چاہتا ہے، اُس کے جواب میں عورت نے قبول کرلیا، اور اِس گفتگو کے وقت دو گواہ موجود تھے، تو یہ نکاح درست ہوجائے گا۔ (گویا کہ نکاح میں قاصد کا حکم بھی وکیل کے مانند ہے)

وحكم رسول كوكيل. وتحته في الشامية: إذا أرسل إلى المرأة رسولاً حرًّا أو عبدًا صغيرًا أو كبيرًا فقال: إن فلانًا يسألك أن تزوجيه نفسك، فأشهدت أنها زوجته وسمع الشهود كلامهما: أي كلامها وكلام الرسول، فإن ذٰلك جائز – إلىٰ قوله – ولا يخفىٰ أن مثل هٰذا بعينه في الوكيل. (الدر المختار مع الشامي، كتاب النكاح / باب الكفائة ٢٢٩/٤ زكريا)

❍❖❍

فضولی کا نکاح

فضولی کی تعریف

اصطلاحِ شرع میں فضولی اُس شخص کو کہتے ہیں جو ولایت اور وکالت کے بغیر دوسرے کا کام کرے۔

الفضولي من يتصرف لغيره بغير ولاية ولا وكالة أو لنفسه. (شامي / كتاب النكاح ٤/٢٢٥ زكريا، لغة الفقهاء ص: ٣٤١، البحر الرائق ٣/١٣٧ كوئٹه)

وفي اصطلاح الفقهاء: يطلق الفضولي علىٰ من يتصرف في حق الغير بلا إذن شرعي. (الموسوعة الفقهية ٣٢/١٧١ الكويت)

فضولی کا نکاح

فضولی کا کرایا ہوا نکاح زوجین یا اَولیاء کی رضامندی پر موقوف ہوتا ہے، اگر بعد میں زوجین یا اُن کے اولیاء نے اُس نکاح کو نافذ کردیا تو وہ منعقد ہوجائے گا، ورنہ وہ عقد نکاح باطل اور کالعدم قرار پائے گا۔

ونكاح عبد وأمة بغير إذن السيد موقوف على الإجازة كنكاح الفضولي، توقف عقوده كلها إن لها مجيز حالة العقد وإلا تبطل. (الدر المختار مع الشامي، كتاب النكاح / مطلب في الوكيل والفضولي في النكاح ٤/٢٢٥ زكريا، ٤/١٦٣-١٦٤ دار إحياء التراث العربي بيروت، البحر الرائق / كتاب النكاح ٣/١٣٧ كوئٹه، تبيين الحقائق / كتاب النكاح ٢/٥٢٦ زكريا، النهر الفائق ٢/٢٢٦ زكريا)

شوہر کی موجودگی میں عورت کی طرف سے فضولی کا نکاح کرنا

ایک شخص نے دو گواہوں کے سامنے یہ کہا کہ میں نے فلاں بنت فلاں کا نکاح اس شخص مثلاً زید کے ساتھ کردیا ہے، اور شوہر اسی مجلس میں قبول کرے تو یہ نکاح نافذ نہ ہوگا، جب تک لڑکی اس کی خبر سن کر اس پر رضامندی کا اظہار نہ کردے۔

كنكاح الفضولي أي الذي باشره مع آخر أصيل أو ولي أو وكيل توقف عقوده كلها إن لها مجيز حالة العقد وإلا تبطل. (الدر المختار مع الشامي ٢٢٥/٤ زكريا، فتح القدير ٢٩٧/٣ زكريا، النهر الفائق ٢٣٦/٢ زكريا)

ولی کی اجازت کے بغیر فضولی کا نکاح

اگر کسی نابالغ لڑکی کا اُس کی اجازت کے بغیر فضولی نے نکاح کردیا تو یہ نکاح یا تو ولی کی اجازت پر موقوف ہوگا، یا اگر ولی نہ ہو تو بالغ ہونے کے بعد خود اُس لڑکی کی اجازت پر موقوف ہوگا، اگر لڑکی نے بالغ ہونے کے بعد اس نکاح سے انکار کردیا تو یہ نکاح باطل ہوجائے گا۔

وإن زوج الصغير أو الصغيرة أبعد الأولياء، فإن كان الأقرب حاضرًا وهو من أهل الولاية توقف نكاح الأبعد علىٰ إجازته. (الفتاویٰ الهندية / كتاب النكاح ٢٨٥/١، شامي، كتاب النكاح / باب الولي ٧٨/٣ كراچی)

ثم إذا اختارت وأشهدت ولم تتقدم إلى القاضي ...... فهي علىٰ خيارها.
(البحر الرائق ٢١٤/٣ زكريا، الهداية ٣١٧/٢ المكتبة الأشرفية ديوبند، فتح القدير ٢٧٧/٣)

ولها خيار الفسخ بالبلوغ في غير الأب والجد بشرط قضاء القاضي أي للصغير والصغيرة إذا بلغا، وقد زوجا أن يفسخا عقد النكاح الصادر من ولي غير الأب والجد بشرط قضاء القاضي. (البحر الرائق ٢١١/٣ زكريا)

إن كان المزوج غيرهما فلكل واحد منهما خيار الفسخ، سواء كانا عالمين قبل البلوغ بالعقد أو علما بعد البلوغ. (مجمع الأنهر ٤٩٥/١ مكتبة فقيه الأمة

دیوبند، الفتاویٰ التاتارخانية / کتاب النکاح ٩٤/٤ رقم: ٥٦٢٦ زكريا)

عورت کی طرف سے فضولی کا قبول کرنا

ایک شخص نے مجلس نکاح میں گواہوں کے سامنے یہ کہا کہ میں نے اپنا نکاح فلاں لڑکی سے کیا، اِس پر مجمع میں سے ایک دوسرے شخص نے کھڑے ہوکر لڑکی کی طرف سے قبول کرلیا، تو یہ فضولی کا لڑکی کی طرف سے قبول کرنا بالاتفاق لڑکی کی اجازت پر موقوف ہوگا، اگر لڑکی نے معلوم ہونے پر اُس سے رضامندی ظاہر کی یا صراحۃً قبول کرلیا تو یہ نکاح نافذ ہوجائے گا، ورنہ نہیں۔ (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند ۷/۱۸۵)

فإن كل عقد صدر من الفضولي وله مجيز انعقد موقوفًا على الإجازة. فإذا أجاز من له الإجازة ثبت حكمه مستندًا إلى العقد. (فتح القدير ٢٩٧/٣ المكتبة الأشرفية)

فضولی کے مرنے کے بعد اُس کے کئے ہوئے نکاح کو نافذ کرنا

ایک شخص نے اولیاء کی اجازت کے بغیر کسی نابالغ بچی کا نکاح کیا، پھر اس کا انتقال ہوگیا، بعد میں اولیاء نے یا بالغ ہونے کے بعد اس لڑکی نے خود اس نکاح کو قبول کرلیا اور اُس کی اجازت دے دی، تو بھی یہ نکاح نافذ ہوجائے گا۔

ولو أجاز من له الإجازة نكاح الفضولي بعد موته صح؛ لأن الشرط قيام المعقود له وأحد العاقدين لنفسه فقط. (الدر المختار مع الشامي ٢٢٩/٤ زكريا)

قوله: وأحد العاقدين لنفسه الخ، عبارة البحر: وأحد العاقدين لنفسه، وقال في حاشيته: في العبارة تسامح، والأولىٰ: "وأحد العاقدين" وهو العاقد لنفسه، ونسخ الخط من الدرّ ليس فيها زيادة. قوله: لنفسه، وحينئذٍ يظهر قول المحشي: هو العاقد لنفسه. الذي يظهر أن العقد لا يبطل بموت الوكيل أو الولي، وعليه يكون المراد بالعاقد لنفسه ما يشمل العاقد لنفسه حقيقةً وهو الأصيل، أو حكمًا وهو

المؤكل، والصغير ونحوهما فإنهم باعتبار قيام الغير عنهم صاروا كأنهم عاقدون لأنفسهم. (تقريرات الرافعي، كتاب النكاح / قبيل باب المهر ۲۵۸/۳ دار الكتب العلمية بيروت)

وقال في فصل بيع الفضولي من النهاية: الأصل عندنا أن العقود تتوقف على الإجازة إذا كان لها مجيزًا حالة العقد جازت، وإن لم يكن تبطل. (فتح القدير ۲۹۷/۳ المكتبة الأشرفية ديوبند)

اجازت سے پہلے فضولی کا ازخود نکاح فسخ کرنا

اگر فضولی نے کسی لڑکے کا نکاح اُس کی اجازت کے بغیر کسی لڑکی سے کرادیا ہے، تو اس کے لئے اِس بات کی اجازت نہیں کہ وہ زوجین یا اولیاء کی اجازت سے پہلے خود ہی اُس نکاح کو فسخ کردے؛ اس لئے کہ عاقد فضولی کو فسخ نکاح کا قولاً یا فعلاً شرعاً کسی طرح کا بھی اختیار نہیں ہے۔

الفضولي قبل الإجازة لا يملك نقض النكاح (الدر المختار) وتحته في الشامية: العاقدون في الفسخ أربعة: عاقد لا يملك الفسخ قولاً وفعلاً وهو الفضولي، حتى لو زوج رجلاً امرأةً بلا إذنه، ثم قال قبل إجازته فسخت لا ينفسخ. (الدر المختار مع الشامي / كتاب النكاح ۲۲۹/٤ زكريا)

للفضولي في النكاح أن يفسخه قبل الإجازة عند أبي يوسف حتى لو أجاز من له الإجازة بعد ذٰلك لا ينفذ في قول أبي يوسف الآخر، قاسه على البيع، وليس له ذٰلك عند محمدؒ. (فتح القدير ۳۰/۳ المكتبة الأشرفية ديوبند)

قسم کھائی کہ ”جس عورت سے بھی نکاح کروں گا اُسے طلاق“ پھر فضولی نے نکاح کرادیا

ایک شخص نے قسم کھائی کہ ”جب بھی میں کسی عورت سے نکاح کروں اُسے طلاق“، تو ایجاب وقبول کرتے ہی فوراً اس کی منکوحہ پر طلاق واقع ہوجائے گی؛ البتہ اُس طلاق سے بچنے کا

حیلہ یہ ہے کہ کوئی فضولی اُس کی اجازت کے بغیر اُس کا نکاح کرادے اور یہ خاموش رہے، زبان سے قبول نہ کرے؛ بلکہ فعل سے اجازت دیدے۔ (مثلاً: فضولی شخص گواہوں کے سامنے عورت سے ایجاب وقبول کرنے کے بعد قسم کھانے والے سے کہے کہ میں نے فلاں عورت کے ساتھ اتنے مہر پر تمہارا نکاح کردیا ہے، اتنی رقم مجھے دو؛ تاکہ میں تمہاری بیوی کو دے دوں، پھر وہ خاموشی سے متعینہ مہر نکال کر دیدے، بس یہ مہر نکال کر دینا اُس کی طرف سے رضامندی اور اجازت سمجھا جائے گا، اِس طرح اُس کا نکاح درست رہے گا، اور طلاق واقع نہ ہوگی)

حلف لا يتزوج فزوجه فضولي، فأجاز بالقول حنث، وبالفعل لا يحنث.

(الدر المختار مع الشامي ۸٤٦/۳ کراچی، الفتاویٰ الهندية ٤١٩/١ قديم زکریا)

إذا قال كل امرأة أتزوجها فهي طالق، فزوجه فضولي وأجاز بالفعل بأن ساق المهر ونحوه لا تطلق. (الفتاویٰ الهندية ٤١٩/١ قديم زکریا)

فضولی کی دی ہوئی طلاق کومنظور کرنا

اگر مثلاً زید عمر کی بیوی کے بارے میں کہے کہ ''عمر کی بیوی کو طلاق'' اور عمر اس کو منظور کرکے اس پر رضامندی کا اظہار کردے، تو اس (عمر) کی بیوی پر طلاق واقع ہوجائے گی۔

ولو قال: امرأة زيد طالق، فقال زيد: أجزت أو رضيت، أو ألزمته نفسي لزمه الطلاق، كذا في المحيط في الفصل الثامن. (الفتاویٰ الهندية ٣٩٤/١، الفتاویٰ التاتارخانية ٥٣٧/٤ رقم: ٦٨٦١-٦٨٦٢ زکریا)

غیرولی کے نکاح کرنے پر ولی کا سکوت اجازت ہے یا نہیں؟

اگر ولی کی غیر موجودگی میں غیر ولی نے نابالغ کا نکاح کردیا، پھر ولی اُس نکاح کی اطلاع ملنے پر خاموش رہا، تو یہ سکوت اُس کی رضامندی کی دلیل نہیں ہوگا، جب تک کہ وہ صراحۃً یا دلالۃً اجازت نہ دیدے۔

فـلو زوج الأبعد حال قيام الأقرب توقف على إجازته (الدر المختار) وفي الشـامية: فـلـم يـجعلوا سكوته إجازة، والظاهر أن سكوته هٰهنا كذٰلك فلا يكون سكوته إجازة لنكاح الأبعد، وإن كان كافرًا في مجلس العقد ما لم يرض صريحًا أو دلالةً. (الـدر الـمختـار مـع الشـامـي، كتـاب الـنـكـاح / باب الولي ١٩٩/٤ زكريا، موسوعة الفقه الإسلامي والقضايا المعاصرة ٢٠١/٨)

وإن زوج الـصـغيـر أو الـصغيرة أبعد الأولياء، فإن كان الأقرب حاضرًا أو هـو مـن أهـل الـولاية تـوقف نكاح الأبعد على إجازته. (الـمـحيـط البرهاني ٥٦/٤ رقم: ٣٦١٣، الفتاوىٰ التاتارخانية ٩١/٤ رقم: ٥٦١٩ زكريا، الفتاوىٰ الهندية ٢٨٥/١ قديم زكريا)

❍❖❍

محرماتِ نکاح

(کن عورتوں سے نکاح حرام ہے؟)

رشتوں کی اَہمیت

اِسلام دینِ فطرت ہے، اس نے انسانوں کو نکاح کی تو اجازت دی ہے؛ لیکن اِس میں بھی فطری شرائط وحدود کا پابند کیا ہے، یہ نہیں کہ کتے بلیوں کی طرح انسان جہاں چاہیں شہوت رانی کرتے پھریں؛ بلکہ اِسلام نے مقدس انسانی رشتوں کو وہ عظمت عطا کی ہے جسے سوچا بھی نہیں جاسکتا۔ اِسلام میں اِباحیت کی ہرگز اجازت نہیں ہے؛ کیوں کہ اِباحیت کا صاف مطلب ہی یہ ہے کہ انسان انسان نہ رہے؛ بلکہ بدترین جانوروں کی صف میں کھڑا کردیا جائے، اِسلام اسے ہرگز قبول نہیں کرسکتا؛ کیوں کہ اسلام انسانیت کی فلاح وبہبود کے بارے میں صحیح رہنمائی کرنے والا واحد راستہ ہے، اسی راستہ پر چل کر انسان، انسانیت کا بامِ عروج حاصل کرسکتا ہے، اِس کے بغیر انسانیت کا تصور ہی فضول ہے۔

اللہ تعالیٰ نے دنیا کی آبادی اور انسانی ضرورتوں کو مدِنظر رکھ کر انسانوں میں نسبی اور صہری (سسرالی) رشتے جاری فرمائے ہیں، جو انسان کو دوسرے حیوانات سے ممتاز کرتے ہیں؛ کیوں کہ دیگر جانوروں میں رشتوں کا کوئی تصور نہیں ہے، وہاں ضرورت اور احتیاج اصل ہے، جانور کا بچہ جب تک محتاج رہتا ہے تو ماں اُس کی ضرورت پوری کرتی ہے، اور جب احتیاج ختم ہوجاتی ہے تو رشتہ کا اثر ختم ہوجاتا ہے، اس کے برخلاف انسانوں کی بقا کے لئے ان رشتوں کی بقا لازم ہے۔ اِسی کو قرآنِ کریم میں بیان فرمایا گیا:

وَهُوَ الَّذِیْ خَلَقَ مِنَ الْمَآءِ بَشَراً فَجَعَلَهٗ نَسَباً وَّصِهْراً وَّكَانَ رَبُّكَ قَدِيْراً. (الفرقان: ۸٤)

اور وہی ہے جس نے پانی (نطفہ) سے انسان کو وجود بخشا، پھر اسے نسبی اور سسرالی رشتے عطا فرمائے اور تیرا رب ہر چیز پر قدرت رکھنے والا ہے۔

دیکھا جائے تو یہ آیت انسانوں اور جانوروں میں خط امتیاز کھینچ دینے والی آیت ہے۔

قرآنِ کریم میں محرماتِ نکاح کی تفصیل

اللہ تعالیٰ کی نظر میں یہ موضوع اس قدر اہم ہے کہ اس سلسلہ کی بنیادی باتیں واضح طور پر تفصیل کے ساتھ قرآنِ کریم میں بیان کردی گئیں؛ تاکہ کسی قسم کا اشتباہ باقی نہ رہے۔ تمام فقہاء کرام نے انہی آیات کو سامنے رکھ کر مسائل بیان فرمائے ہیں، اور انہی آیات سے اصول وضع کرکے اس کی جزئیات امت کے سامنے پیش کی ہیں۔ وہ آیات درج ذیل ہیں:

وَلَا تَنْكِحُوْا مَا نَكَحَ اٰبَآؤُكُمْ مِّنَ النِّسَآءِ إِلَّا مَا قَدْ سَلَفَ، إِنَّهٗ كَانَ فَاحِشَةً وَّمَقْتاً وَسَآءَ سَبِيْلاً. حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ أُمَّهٰتُكُمْ وَبَنٰتُكُمْ وَاَخَوٰتُكُمْ وَعَمّٰتُكُمْ وَخٰلٰتُكُمْ وَبَنٰتُ الْاَخِ وَبَنٰتُ الْاُخْتِ وَاُمَّهٰتُكُمُ الّٰتِيْٓ اَرْضَعْنَكُمْ وَاَخَوٰتُكُمْ مِّنَ الرَّضَاعَةِ وَاُمَّهٰتُ نِسَآئِكُمْ وَرَبَآئِبُكُمُ الّٰتِيْ فِيْ حُجُوْرِكُمْ مِّنْ نِّسَآئِكُمُ الّٰتِيْ دَخَلْتُمْ بِهِنَّ فَاِنْ لَّمْ تَكُوْنُوْا دَخَلْتُمْ بِهِنَّ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ وَحَلَآئِلُ اَبْنَآئِكُمُ الَّذِيْنَ مِنْ اَصْلَابِكُمْ، وَاَنْ تَجْمَعُوْا بَيْنَ الْاُخْتَيْنِ اِلَّا مَا قَدْ سَلَفَ، اِنَّ اللّٰهَ كَانَ غَفُوْراً رَّحِيْماً. وَالْمُحْصَنٰتُ مِنَ النِّسَآءِ اِلَّا مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ، كِتٰبَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَاُحِلَّ لَكُمْ مَّا وَرَآءَ ذٰلِكُمْ اَنْ تَبْتَغُوْا بِاَمْوَالِكُمْ مُّحْصِنِيْنَ غَيْرَ مُسٰفِحِيْنَ. (النساء: ۲۲-۲۳ وجزء: ۲۴)

اور نکاح مت کرو ان عورتوں سے جن سے تمہارے باپ دادا نے نکاح کیا ہو مگر وہ جو پہلے ہو چکا، یقیناً یہ بے حیائی ہے اور اللہ کی نفرت کا موجب ہے، اور برا راستہ ہے۔ تم پر حرام کی گئیں تمہاری مائیں اور تمہاری بیٹیاں اور تمہاری بہنیں اور تمہاری پھوپھیاں اور تمہاری خالائیں اور بھائی کی بیٹیاں اور بہن کی بیٹیاں اور تمہاری وہ مائیں جنہوں نے تمہیں دودھ پلایا اور تمہاری رضاعی بہنیں اور تمہاری بیویوں کی مائیں اور تمہاری ربیبہ اولاد، جو تمہاری پرورش میں ہیں، تمہاری ان بیویوں سے جن سے تم نے دخول کیا (صحبت کی) پھر اگر تم نے ان سے دخول نہ کیا ہو تو تم پر کوئی گناہ نہیں ہے، اور حرام کی گئیں تمہارے ان بیٹوں کی بہوئیں جو تمہاری پشتوں سے ہیں، اور حرام کیا گیا یہ کہ تم جمع کرو دو بہنوں کو مگر وہ جو پہلے ہو چکا، یقیناً اللہ بخشنے والے، نہایت رحم والے ہیں۔ اور حرام کی گئیں عورتوں میں سے شوہر والی عورتیں مگر تمہاری باندیاں، یہ تم پر اللہ کی طرف سے لکھا ہوا (فرض کیا ہوا) ہے، اور تمہارے لئے اس کے علاوہ (عورتیں) حلال ہیں، اس طرح کہ طلب کرو اپنے مال کے ذریعہ اس حال میں کہ تم نکاح کرنے والے ہو، زنا کرنے والے نہ ہو۔

مذکورہ آیات کی پرداز بتارہی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک نکاح محض کھیل تماشہ اور موج مستی نہیں؛ بلکہ اس کے پیچھے انسانیت کی تعمیر کا جذبہ ہونا چاہئے، اور یہ جبھی ہوسکتا ہے جب کہ مقدس رشتوں کو پامال نہ ہونے دیا جائے۔

محارم سے نکاح حرام ہونے کی حکمت

حکیم الاسلام حضرت مولانا شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے نکاحِ محارم کے حرام ہونے کی حکمت بہت عمدہ انداز میں بیان فرمائی ہے۔اس کی تشریح فرماتے ہوئے شارح علوم ولی اللّٰہی حضرت الاستاذ مولانا مفتی سعید احمد صاحب پالن پوری دامت برکاتہم صدر المدرسین وشیخ الحدیث دارالعلوم دیوبند تحریر فرماتے ہیں کہ:

’’مذکورہ رشتوں کی حرمت دووجہ سے ہے:

پہلی وجہ : مفاسد کا سدباب مقصود ہے-قریبی رشتہ داروں میں رفاقت اور ہر وقت کا ساتھ ہوتا ہے، جس کی وجہ سے پردہ کا التزام ممکن نہیں، اور جانبین سے فطری اور واقعی حاجتیں ہے، مصنوعی اور بناوٹی نہیں، پس اگر ایسے مردوں اور عورتوں میں لالچ منقطع نہیں کی جائے گی اور (نکاح کی) رغبت ختم نہیں کی جائے گی تو مفاسد کا سیلاب امنڈ آئے گا۔کیا آپ نے نہیں دیکھا کہ ایک شخص کی اجنبی عورت کے محاسن پر نظر پڑتی ہے تو وہ اس پر فریفتہ ہوجاتا ہے؟ اوراس کی خاطر جان جوکھوں میں ڈال دیتا ہے، پس جن کے ساتھ تنہائی ہوتی ہے اور وہ ایک دوسرے کی خوبیوں کو شب وروز دیکھتے ہیں، کیا وہاں مفاسد پیدا نہیں ہوں گے؟ اسی فساد کو روکنے کے لئے قرابت قریبہ میں نکاح حرام کیا گیا ہے؛ کیوں کہ سلیم المزاج لوگوں کی رغبت حرام کی طرف نہیں ہوتی۔

دوسری وجہ: عورتوں کو ضرر عظیم سے بچانا مقصود ہے:- اگر محرمات میں رغبت کا دروازہ کھولا جائے گا، اور امید کا دروازہ بند نہیں کیا جائے گا، اور اس سلسلہ میں بے راہی اختیار کرنے والوں پر سخت نکیر نہیں کی جائے گی تو دوطرح سے عورتوں کو ضرر عظیم پہنچے گا:

(۱) عورت جس مرد سے نکاح کرنا چاہے گی، اولیاء نہیں کرنے دیں گے، خود نکاح کرنا چاہیں گے؛ کیوں کہ ان عورتوں کا معاملہ اولیاء کے ہاتھ میں ہے، وہی ان کا نکاح کرانے کے ذمہ دار ہیں، پس عورت کے جذبات پامال ہوں گے، اور اس کو بھاری نقصان پہنچے گا۔

(۲) اگر شوہر عورت کے حقوق ادا نہیں کرتا تو عورت کی طرف سے اولیاء حقوقِ زوجیت کا مطالبہ کرتے ہیں؛ کیوں کہ عورت کمزور ہے، وہ اپنے حق کے لئے نہیں لڑسکتی، پس اگر ولی خود شوہر بن

جائے گا اور عورت کی حق تلفی کرے گا تو عورت کی طرف سے حقوقِ زوجیت کا مطالبہ کرنے والا کوئی نہیں ہوگا، اس طرح عورت کو ضررِ عظیم پہنچے گا۔

اور اس کی نظیر یتیم لڑکیوں سے نکاح کی ممانعت ہے، بخاری شریف حدیث: ۴۵۷۳ میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ ایک شخص کی ولایت میں ایک یتیم لڑکی تھی، اور اس کا ایک باغ تھا، جس میں یہ لڑکی بھی شریک تھی، اس شخص نے خود ہی اس لڑکی سے نکاح کرلیا، اور اس کا باغ کا حصہ ہتھیالیا، اس پر سورۃ النساء کی تین آیات نازل ہوئی کہ اگر تمہیں اندیشہ ہو کہ تم یتیم لڑکیوں سے نکاح کرکے انصاف پر قائم نہیں رہ سکو گے تو تمہارے لئے دوسری عورتیں بہت ہیں، ان میں جو تمہیں پسند ہوں ان سے نکاح کرلو، یعنی یتیم لڑکیوں سے نکاح مت کرو، یہ ممانعت ان لڑکیوں کو ضرر سے بچانے کے لئے ہے"۔ (رحمۃ اللہ الواسعۃ ۸۶/۵)

حرم تزوج أمه وبنته وإن بعدتا، وأخته وبنتها وبنت أخيه وعمته وخالته وأم امرأته وبنتها إن دخل بها، وامرأة أبيه وابنه وإن بعدا، والكل رضاعًا والجمع بين الأختين. (البحر الرائق ۹۲/۳-۹۵ زكريا، بدائع الصنائع ۵۲۹/۲-۵۳۷ زكريا)

والأصل في التحريم أمور: منها: جريان العادة بالاصطحاب والارتباط وعدم إمكان لزوم الستر فيما بينهم، وارتباط الحاجات من الجانبين على الوجه الطبيعي دون الصناعي؛ فإنه لو لم تجر السنة يقطع الطمع عنهن، والإعراض عن الرغبة فيهن لهاجت مفاسد لا تحصىٰ، وأنت ترىٰ الرجل يقع بصره علىٰ محاسن امرأة أجنبية فيتوله بها و يقتحم في المهالك لأجلها، فما ظنك فيمن يخلو معها وينظر إلىٰ محاسنها ليلاً ونهارًا.

وأيضًا لو فتح باب الرغبة فيهن ولم يُسَد ولم تقم الأئمة عليهم فيه أفضى ذٰلك إلى ضرر عظيمٍ عليهن؛ فإنه سبب عضلهم إياهن عمن يرغبن فيه لأنفسهم؛ فإنه بيدهم أمرهن وإليهم إنكاحهن وأن لا يكون لهن إن نكحوهن من يطالبهم عنهن حقوق الزوجية مع شدة احتياجهن إلىٰ من يخاصم عنهن. ونظيره: ما وقع في اليتامىٰ كان الأولياء يرغبون في مالهن وجمالهن ولا يوقعون حقوق الزوجية، وهٰذا الارتباط على الوجه الطبيعي واقع بين الرجال والأمهات والبنات والأخوات والعمات والخالات وبنات الأخ وبنات الأخت. (حجة الله البالغة ۳٤۲/۲ مكتبة حجاز ديوبند، فقه السنة ۷۷/۲-۸۱)

اِس مختصر تمہید کے بعد ذیل میں اس سلسلہ کے ضروری مسائل درج کئے جارہے ہیں:

اَسبابِ حرمت

نکاح میں حرمت کے اسباب درج ذیل ہیں:

(۱) نسبی قرابت (۲) مصاہرت، یعنی رشتہ نکاح (یا اس کے قائم مقام: زنا، نظر یا لمس وغیرہ) سے وجود میں آنے والی قرابتیں (۳) رضاعت، یعنی بچپن میں دودھ پلانے کی وجہ سے پیدا شدہ قرابت (۴) جمع: یعنی ایک نکاح میں دو ایسی عورتوں کو جمع کرنا جن میں سے اگر ایک کو مرد فرض کیا جائے تو وہ دوسرے کے لئے حلال نہ ہو یا ایک نکاح میں چار سے زیادہ عورتوں کو جمع کرنا (۵) ملک: یعنی عورت کا مملوکہ ہونا (۶) شرک: یعنی زوجین میں سے کسی ایک کا مشرک ہونا (۷) آزاد عورت کے نکاح میں رہتے ہوئے باندی سے نکاح کرنا (۸) عورت کا تین طلاق سے مطلقہ ہونا (۹) عورت کا دوسرے مرد کے نکاح میں یا عدت میں ہونا۔

أسباب التحريم أنواع: قرابة، مصاهرة، رضاع، جمع، ملك، شرك، إدخال أمة على حرة. فهي سبعة ذكرها المصنف بهٰذا الترتيب، وبقي التطليق ثلاثًا، وتعلق حق الغير بنكاح أو عدة. (شامي / كتاب النكاح ٤/٩٩-١٠٠ زكريا، مجمع الأنهر ١/٤٧٥ فقيه الأمة ديوبند)

نوٹ:- (الف) درج بالا اَسباب میں سے ابتدائی تین اَسباب (قرابت، مصاہرۃ اور رضاعت) میں حرمت اَبدی ہے، یعنی ایسی عورت کبھی حلال نہیں ہوسکتی، جب کہ بقیہ اَسباب میں حرمت عارضی ہے، مثلاً دو محرم عورتوں کو اگر الگ الگ زمانہ میں نکاح میں رکھے کہ پہلے ایک بہن سے نکاح کیا، پھر اُس کی وفات کے بعد دوسری بہن سے نکاح کرلیا، اِسی طرح تین طلاق والی عورت سے حلالہ کے بعد دوبارہ نکاح کرلیا وغیرہ، تو اِس میں حرمت مرتفع ہوجاتی ہے۔

وانتفاء محلية المرأة للنكاح شرعًا بأسباب تسعة: الأول: المحرمات بالنسب، وهن فروعه وأصوله وفروع أبويه وإن نزلوا، وفروع أجداده وجداته إذا انفصلوا ببطن واحدٍ، الثاني: المحرمات بالمصاهرة وهن فروع نسائه

المدخول بهن وأصولهن كالنسب. والرابع: حرمة الجمع بين المحارم، وحرمة الجمع بين الأجنبيات كالجمع بين الخمس. والخامس: حرمة التقديم وهو تقديم الحرة على الأمة ...... والسادس: المحرمة لحق الغير كمنكوحة الغير ومعتدته، والحامل بثابت النسب. والسابع: المحرمة لعدم دين سماوي كالمجوسية والمشركة. والثامن: المحرمة للتنافي كنكاح السيدة مملوكها. والتاسع: لم يذكره الزيلعي وكثير وهو المحرمة بالطلقات الثلاث. (البحر الرائق ۹۲/۳ کراچی، النهر الفائق ۱۸۵/۲ زكريا)

(ب) یہاں دواور صورتیں ہیں: ایک یہ کہ خنثیٰ مشکل (جس کا مرد یا عورت ہونا پتہ نہ چل پائے) اُس سے نکاح حلال نہیں؛ کیوں کہ اُس کے مرد یا عورت ہونے کا پتہ نہیں۔ دوسرے جنی عورت یا پانی کے انسان سے نکاح حلال نہیں؛ کیوں کہ جنس الگ الگ ہے۔

قلت: وبقي من المحرمات الخنثى المشكل لجواز ذكوريته، والجنية وإنسان الماء لاختلاف الجنس. (شامي / كتاب النكاح ١٠٠/٤ زكريا، مجمع الأنهر ٤٧٥/١-٤٧٦ مكتبة فقيه الأمة ديوبند)

قرابت نسبی کی بنیاد پر حرام عورتیں

نسبی قرابت کی بنیاد پر درج ذیل عورتیں حرام قرار پاتی ہیں:

(۱) ماں، دادی، نانی (اوپر تک)

فالأمهات أم الرجل وجداته من قبل أبيه وأمه وإن علون. (الفتاوىٰ الهندية / كتاب النكاح ٢٧٣/١ قديم زكريا)

أسباب التحريم أنواع: قرابة كفروعه ...... وأصوله وهم أمهاته وأمهات أمهاته، وآبائه وإن علون. (شامي ٩٩/٤ زكريا، الفتاوىٰ التاتارخانية ٤٧/٤ رقم: ٥٤٨٥ زكريا)

حرمة القرابة ...... أصول الإنسان وإن علون، وهي الأم، والجدة، أم

الأم، وأم الأب. (موسوعة الفقه الإسلامي والقضايا المعاصرة ١٣٥/٨)

(۲) لڑکی، پوتی، نواسی (نیچے تک)

أسباب التحريم أنواع: قرابة كفروعه، وهم بناته وبنات أولاده وإن سفلن. (شامي ٩٩/٤ زكريا، الفتاوىٰ التاتارخانية ٤٧/٤ رقم: ٥٤٨٥ زكريا)

وأما البنات فبنته الصلبية وبنات ابنه وبنته وإن سفلن. (الفتاوىٰ الهندية / كتاب النكاح ٢٧٣/١ قديم زكريا)

حرمة القرابة ...... فروع الإنسان وإن نزلن، وهي البنت، وبنت البنت، وبنت الابن وإن نزلن. (موسوعة الفقه الإسلامي والقضايا المعاصرة ١٣٥/٨)

(۳) بہن، خواہ حقیقی ہو یا علاتی (باپ شریک) ہو یا اخیافی (ماں شریک)

وأما الأخوات فالاختُ لابٍ وأم والأخت لأب والأخت لأم. (الفتاوىٰ الهندية ٢٧٣/١، مجمع الأنهر ٤٧٦/١ مكتبة فقيه الأمة ديوبند)

والأخت حرام، وهي علىٰ ثلاثة أصنافٍ: أختك لأبيك وأمك، وأختك لأبيك، وأختك لأمك. (الفتاوىٰ التاتارخانية ٤٧/٤ رقم: ٥٤٨٥ زكريا)

حرمة القرابة ...... فروع الأبوين أو أحدهما وإن بعدت درجتهن، وهي الأخوات الشقيقات أو لأب أو لأم. (موسوعة الفقه الإسلامي والقضايا المعاصرة ١٣٥/٨-١٣٦)

(۴) بھتیجی، بھانجی (نیچے تک)

فتحرم بنات الأخوة والأخوات وبنات أولاد الأخوة والأخوات وإن نزلن. (شامي ٩٩/٤ زكريا، بدائع الصنائع ٥٣٠/٢ زكريا)

ويحرم أخته لأب وأم ...... وبنتها لقوله تعالىٰ: ﴿بَنَاتُ الْأُخْتِ﴾ وابنة أخيه لأب وأم أو لأحدهما لقوله تعالىٰ: ﴿وَبَنَاتُ الْاَخِ﴾ وإن سفلنا لعموم المجاز أو دلالة النص أو الإجماع. (مجمع الأنهر ٤٧٦/١ مكتبة فقيه الأمة ديوبند)

حرمة القرابة ...... فروع الأبوين أو أحدهما وإن بعدت درجتهن، وهي الأخوات الشقيقات أو لأب أو لأم وبناتهن وبنات أولاد الإخوة والأخوات وإن نزلن، لقوله تعالىٰ: ﴿وَبَنَاتُ الْاَخِ وَبَنَاتُ الْاُخْتِ﴾ (الفقه الإسلامي وأدلته ١٣٦/٧)

(۵) پھوپھی اور خالہ اور اپنے ماں باپ کی پھوپھی اور خالہ خواہ حقیقی ہوں یا علاتی یا اخیافی، اِسی طرح دادا اور دادیوں کی اولادیں۔ (اوپر تک)

وأما العمات الخ، وكذا عمات أبيه وعمات أجداده وعمات أمه وعمات جداته وإن علون الخ. وأما الخالات الخ. (الفتاویٰ الهندية ٢٧٣/١)

وتدخل في العمات والخالات أولاد الأجداد والجدات وإن علو. (مجمع الأنهر ٣٢٣/١)

وحرمة القرابة ...... الطبقة الأولىٰ أو المباشرة من فروع الأجداد والجدات وهي العمات والخالات، سواء كن عمات الشخص نفسه وخالات له، أم كن عمات وخالات لأبيه أو أمه، أو أحد أجداده وجداته، لقوله تعالىٰ: ﴿حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ اُمَّهَاتُكُمْ وَبَنَاتُكُمْ وَاَخَوَاتُكُمْ وَعَمَّاتُكُمْ وَخَالَاتُكُمْ﴾ (الفقه الإسلامي وأدلته ١٣٦/٧، بدائع الصنائع ٥٣٠/٢ زكريا، مجمع الأنهر ٤٧٦/١-٤٧٧ مكتبة فقيه الأمة ديوبند)

نوٹ:- البتہ پھوپھی اور خالہ کی لڑکی سے نکاح درست ہے، گویا یہ حرمت صرف پھوپھی، خالہ اور اُن سے اوپر تک محدود ہے، ان کے نیچے کی نسل میں جاری نہیں ہے۔

وتحل بنات العمات والأعمام والخالات والأخوال. (شامي ٩٩/٤ زكريا، بدائع الصنائع ٥٣١/٢ زكريا، سكب الأنهر ٤٧٧/١)

تنبیہ :- جس طرح مذکورہ عورتیں مرد پر حرام ہیں، اِسی طرح عورت پر مذکورہ بالا رشتہ والے مرد حرام ہیں، مثلاً عورت کے لئے اپنے والد یا بیٹے یا بھائی یا بھتیجے یا چچا یا ماموں سے نکاح قطعاً حرام ہے۔

فالمراد هنا أن الرجل كما يحرم عليه تزوج أصله أو فرعه كذٰلك يحرم على المرأة تزوج أصلها وفرعها وكما يحرم عليه تزوج بنت أخيه يحرم عليها تزوج ابن أخيها وهكذا فيؤخذ من جانب المرأة نظير ما يؤخذ في جانب الرجل لا عينه. (شامي ٤/١٠٠-١٠١ زكريا، البحر الرائق ١٦٥/٣ دار الكتاب ديوبند)

لے پالک بیٹی یا بیٹا حرام نہیں

اگر کسی شخص نے نامحرم لڑکی کو بیٹی بنا کر پالا ہے یا عورت نے نامحرم لڑکے کو بیٹا بنا کر پالا ہے تو اُس سے کوئی حرمت لازم نہیں آتی۔ (مسائل بہشتی زیور ۴۵۹)

قال اللّٰه تعالیٰ: ﴿وَمَا جَعَلَ اَدْعِيَآءَ كُمْ اَبْنَآءَ كُمْ ذٰلِكُمْ قَوْلُكُمْ بِاَفْوَاهِكُمْ﴾ [الاحزاب، جزء آيت: ٣]

﴿وَمَا جَعَلَ اَدْعِيَآءَ كُمْ اَبْنَآءَ كُمْ﴾ فلا يثبت بالتبنى شيء من أحكام البنو من الإرث وحرمة النكاح وغير ذٰلك. (تفسير مظهري ٢٩٢/٧)

قوله تعالىٰ: ﴿الَّذِيْنَ مِنْ اَصْلاَبِكُمْ﴾ تخصيص ليخرج عنه كل من كانت العرب تتبنَّاه ممن ليس للصلب. (الجامع لأحكام القرآن الكريم للقرطبي ١٠٢/٣ دار الفكر بيروت)

منہ بولے بھائی بہن آپس میں حرام نہیں

اگر کسی مرد نے کسی عورت کو منہ زبانی اپنی بہن بنالیا یا عورت نے کسی مرد کو منہ بولا بھائی بنالیا تو اس سے حرمت نہیں آتی، نکاح میں ایسے رشتوں کا کوئی اعتبار نہیں ہے۔ (مسائل بہشتی زیور ۴۶۰)

المستفاد: ﴿وَمَا جَعَلَ اَدْعِيَآءَ كُمْ اَبْنَآءَ كُمْ﴾ فلا يثبت بالتبنى شيء من أحكام البنو من الإرث وحرمة النكاح وغير ذٰلك. (تفسير مظهري ٢٩٢/٧)

حرمتِ مصاہرت کے مسائل

حرمتِ مصاہرت

مصاہرت کے معنی ''سسرالی رشتہ داری'' کے آتے ہیں، خواہ شوہر کی طرف سے ہوں یا بیوی کی طرف سے۔

المصاهرة في اللغة: مصدر صاهر، يقال: صاهرت القوم إذا تزوجت منهم الخ. وقال ابن السكيت: كل من كان من قبل الزوج من أبيه أو أخيه أو عمه فهم الأحماء. ومن كان من قبل المرأة فهم الأختان، ويجمع الصنفين الأصهار. وفي الاصطلاح: هي حرمة الختونة. (الموسوعة الفقهية / مادة مصاهرة ٣٦٧/٣٧ الكويت)

حرمتِ مصاہرت کا ثبوت

حرمتِ مصاہرت کا ثبوت درج ذیل نصوص وآثار سے ہوتا ہے:

قال اللّٰه تعالیٰ: ﴿وَاُمَّهٰتُ نِسَآءِ كُمْ﴾ [النساء، جزء آیت: ٢٣]

عن ابن عباس رضي الله عنهما: حرم من النسب سبع ومن الصهر سبع، ثم قرأ: ﴿حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ اُمَّهَاتُكُمْ﴾ ...... وقال عكرمة عن ابن عباس: إذا زنى بأخت امرأته لم تحرم عليه امرأته. ثم قرأ: ﴿وَاُمَّهَاتُكُمُ الّٰتِىْ اَرْضَعْنَكُمْ﴾ حتى بلغ ﴿اَنْ تَجْمَعُوْا بَيْنَ الْاُخْتَيْنِ﴾ وقرأ: ﴿وَلَا تَنْكِحُوْا مَا نَكَحَ آبَاءُ كُمْ مِنَ النِّسَآءِ﴾ فقال: هٰذا الصهر. (فتح الباري ١٥٤/٩-١٥٥ رقم: ٥١٥٠)

عن ابن عمر رضي الله عنهما عن رسول الله صلى الله عليه وسلم أنه قال: إذا نكح الرجل إمرأته ...... ليس له أن يتزوج الأم. وفي رواية عن عمرو بن شعيب عن أبيه عن جده قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم أيما رجل تزوج امرأة ...... فلا يحل له أن يتزوج أمها. (السنن الكبرىٰ للبيهقي / باب قوله تعالىٰ: ﴿وَاُمَّهَاتُ نِسَآءِ كُمْ﴾ ١٦٠/٧)

عن عمران بن حصين رضي الله عنه في الرجل يقع علىٰ أم امرأته، قال: تحرم عليه امرأته. (المصنف لابن أبي شيبة ٤٦٩/٣ رقم: ١٦٢٢٦ بيروت)

عن أبي هانئ رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من نظر إلىٰ فرج امرأة لم تحل له أمها ولا ابنتها. (المصنف لابن أبي شيبة ٤٦٩/٣ رقم: ١٦٢٢٩ بيروت)

عن شعبة رضي الله عنه قال: سألت الحكم وحمادًا عن رجل زنىٰ بأم امرأته قالا: أحب أن يفارقها. (المصنف لابن أبي شيبة ٤٦٩/٣ رقم: ١٦٢٣٣ بيروت)

عن يزيد بن البراء عن أبيه قال: لقيت عمي ومعه رأية فقلت معه: أين تريد؟ قال: بعثني رسول الله صلى الله عليه وسلم إلىٰ رجل نكح امرأة أبيه فأمرني أن أضرب عنقه وأخذ ماله. (سنن أبي داؤد، أول كتاب الحدود / باب في الرجل يزني بحريمته ٣٩٠/٤ رقم: ٤٤٥٧ بيروت، ٦١٢/٢ النسخة الهندية)

عن ابن عباس رضي الله عنهما قال: حرم عليكم سبعًا نسبًا، وسبعًا صهرًا. ﴿حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ اُمَّهَاتُكُمْ وَبَنَاتُكُمْ﴾ إلىٰ آخر الآية. (السنن الكبرىٰ للبيهقي ٢٥٦/٧ رقم: ١٣٨٩٩)

حرمتِ مصاہرت کی علت

فقہاءِ اَحناف کے نزدیک حرمتِ مصاہرت کی اَصل علت جزئیت وبعضیت ہے، پس جس طرح مدتِ رضاعت میں کوئی عورت بچہ کو دودھ پلاتی ہے، اور وہ دودھ بچہ کا جزو بن کر اُس کی نشو ونما کا ذریعہ بنتا ہے، اور اِس جزئیت کی بنیاد پر مرضعہ کے اُصول وفروع دودھ پینے والے بچہ پر حرام ہوجاتے ہیں، اِسی طرح جب کسی مرد وعورت میں جنسی اختلاط ہوتا ہے، تو استقرارِ حمل کی شکل میں جنین کے اندر دونوں کی جزئیت ثابت ہوجاتی ہے؛ البتہ یہ جزئیت بظاہر ہر حال میں ثابت کرنا دشوار ہے۔

بریں بنا جو ذریعہ جزئیت ہے یعنی جماع یا دواعیٔ جماع، اُن کو ہی اصل علت کے قائم مقام رکھ دیا گیا ہے، خواہ یہ جماع حلال طریقہ پر ہو یا حرام طریقہ پر۔ یہی فقہاءِ اَحناف کے نظریہ کا خلاصہ ہے۔

لنا قوله تعالىٰ: ﴿وَلَا تَنْكِحُوْا مَا نَكَحَ اٰبَاءُ كُمْ﴾ والنكاح هو الوطئ حقيقةً؛ ولهٰذا حرم على الابن وما وطي أبوه بملك اليمين – إلىٰ قوله – وقال عليه السلام: من نظر إلىٰ فرج امرأة لم تحل له أمها ولا ابنها. وقال عليه السلام: من مس امرأةً بشهوةٍ حرمت عليه أمها وابنها، وهو مذهب عمر وعمران بن الحصين وجابر بن عبد الله وأبي بن كعب وعائشة وابن مسعود وابن عباس وجمهور التابعين – إلىٰ

قوله – وتثبت به حرمة المصاهرة والوطئ إنما صار محرمًا من حيث أنه سبب للجزئية بواسطة ولد يضاف إلىٰ كل واحدٍ منهما كملاً – إلىٰ قوله – والقياس أن تحرم الموطوئة لأنها جزئه بواسطة الولد لكن أبيحت للضرورة لأنها لو حرمت عليه لأدى إلىٰ فناء الأموال أو ترك الزواج – إلىٰ قوله – والمس بشهوة كالجماع لما روينا ولأنه يفضي إلى الجماع فأقيم مقامه. (تبيين الحقائق ٤٦٩/٢-٤٧٢)

ومن زنى بامرأة حرمت عليها أمها وبنتها – إلىٰ قوله – ولنا أن الوطئ سبب الجزئية بواسطة الولد حتى يضاف إلىٰ كل واحد منهما كملا فيصير أصولها وفروعها كأصوله وفروعه، كذٰلك على العكس، والاستمتاع بالجزء حرام إلا في موضع الضرورة وهي الموطوئة. والوطئ محرم من حيث أنه سبب للولد – إلىٰ قوله – ومن مسته امرأة بشهوةٍ حرمت عليه أمها وابنتها – إلىٰ قوله – ولنا أن المس والنظر سبب داعٍ إلى الوطئ فيقام مقامه في موضع الاحتياط. (الهداية ٣٢٩/٢، ٣٠٩/٢ دار الكتاب)

تقريره الولد جزء من هو من مائه والاستمتاع بالجزء حرام. والجواب أن العلة هو الوطئ، السبب للولد وثبوت الحرمة بالمس ليس إلا لكونه سببًا لهٰذا الوطئ ...... وقولنا قول عمر وابن مسعود وابن عباس في الأصح وعمران بن الحصين وجابر وأبي وعائشة وجمهور التابعين، كالبصري والشعبي والنخعي والأوزاعي وطاؤس وعطاء ومجاهدٍ وسعيد بن المسيب وسليمان بن يسار والثوري وإسحٰق بن راهويه ...... وقد بينا فيه إلغاء وصف زائد علىٰ كونه وطأً، وظهر أن حديث الجزئية وإضافة الولد إلىٰ كل منهما كملا لا يحتاج إليه في تمام الدليل إلا أن الشيخ ذكره بيانا لحكمة العلة يعني أن الحكمة في ثبوت الحرمة بهٰذا الوطئ كونه سببًا للجزئية بواسطة الولد المضاف إلىٰ كل منهما كملا، وهو إن انفصل فلا بد من اختلاط ماء، ولا يخفى أن الاختلاط لا يحتاج تحققه إلى الولد وإلا لم تثبت الحرمة بوطئ غير معلق، والواقع خلافه فتضمست جزؤه ...... ومن مسته امرأة بشهوة ...... ثم رأيت عن أبي يوسف أنه ذكر في الأمالي ما يفيد ذٰلك، قال امرأة قبلت ابن زوجها، وقالت: كانت عن شهوة إن كذبها الزوج لا يفرق بينهما، ولو صدقها وقعت الفرقة. (فتح القدير ٢١٣/٣)

وعندنا كما تثبت بالنكاح بالزنا ودواعيه من القبلة واللمس والنظر إلى الفرج الداخل بشهوةٍ، وذٰلك لأن دواعئ الزنا مفضية إلى الزنا، والزنا مفض إلى الولد، والولد هو الأصل في استحقاق الحرمات أى يحرم على الولد أولا أب الواطي وابنه إذا كانت أنثىٰ وأم الموطوئة وبنتها بينهما إذا كان ذكرًا ثم تتعدى من الولد إلىٰ طرفيه فتحرم قبيلة المرأة على الزوج وقبيلة الزوج على المرأة؛ لأن الولد أنشأ جزئية واتحادًا بينهما. (نور الأنوار ٦٦)

حرمتِ مصاہرت کے اَسباب

حرمتِ مصاہرت (یعنی عورت سے رشتہ نکاح یا وطی یا دواعیٔ وطی کی بنیاد پر پیدا ہونے والی حرمت) کے اَسباب درج ذیل ہیں:

(۱) نکاحِ صحیح مطلقاً (مثلاً نکاح صحیح ہوتے ہی منکوحہ کی ماں اور نانی دادی کا حرام ہوجانا)

ونكاح البنات يحرم الأمهات. (الدر المختار ٨٤/٤ بيروت، ١٠٤/٤ زكريا)

(۲) منکوحہ سے وطی، اگرچہ نکاح فاسد ہی کیوں نہ ہو (مثلاً بیوی سے وطی کرتے ہی اُس کی بیٹی یا پوتی وغیرہ کا حرام ہوجانا)

لما تقرر أن وطء الأمهات يحرم البنات. (الدر المختار مع الشامي ١٠٤/٤ زكريا، ٨٤/٤ بيروت)

فالفاسد لا يحرم إلا بمس بشهوة ونحوه. (شامي ١٠٤/٤ زكريا، ٨٤/٤ بيروت)

(۳) اپنی مملوکہ باندی سے جماع۔

سواءٌ كان بنكاح أو ملك. (الفتاوىٰ الهندية ٢٧٤/١)

(۴) شبہ کی وطی (مثلاً اَجنبی عورت کو اپنی بیوی سمجھ کر وطی کرلی)

وتثبت بالوطء حلالاً كان أو عن شبهة أو زنا. (الفتاوىٰ الهندية ٢٧٤/١)

(۵) زنا (یعنی بلا کسی شبہ کے اَجنبی عورت سے جماع کرنا)

ولو من زنى. (الدر المختار مع الشامي ١٠١/٤ زكريا، ٨١/٤ بيروت)

لأن الزنا وطء مكلف في فرج مشتهاة ولو ماضيًا خالٍ عن الملك وشبهته. (شامي ١٠٧/٤ زكريا، ٨٦/٤ بيروت)

والزنا يوجب حرمة المصاهرة. (مجمع الأنهر ٤٨٠/١)

وتثبت بالوطء حلالاً كان أو عن شبهة أو زنا. (الفتاویٰ الهندية ١/٢٧٤، الفقه الإسلامي وأدلته ٧/١٣٩)

(٦) کسی مرد کا عورت سے بوس وکنار کرنا یا عورت کا مرد کا شہوت سے بوسہ لینا۔

تثبت بالمس والتقبيل. (الفتاویٰ الهندية ١/٢٧٤)

وفي التقبيل والمعانقة حرمت ما لم يظهر عدم الشهوة كما في حالة الخصومة. (مجمع الأنهر ١/٤٨١)

إذا قبل أم امرأته أو امرأة أجنبية نفتي بالحرمة ما لم يتبين أنه قبل بغير شهوة. (الفتاویٰ الولوالجية ١/٣٥٨)

(٧) بلا کسی حائل کے پستان یا پوشیدہ اعضاء کو چھونا۔

وعلىٰ هٰذا ينبغي أن يكون مس الفرج كذٰلك؛ بل أولىٰ؛ لأن تأثير المس فوق تأثير النظر. (شامي ٤/١٠٩ زكريا، ٤/٨٧ بيروت، سكب الأنهر ١/٤٨٢)

لو مس أو قبل، وقال: لم اشته صدق إلا إذا كان اللمس على الفرج. (البحر الرائق ٣/١٠٠ كراچی)

(٨) شہوت کے ساتھ بدن کے کسی حصہ کو چھونا۔

وأصل ممسوسته بشهوة الخ. (الدر المختار مع الشامي ٤/١٠٨ زكريا، ٤/٨٦ بيروت، مجمع الأنهر ١/٤٨١، البحر الرائق ٣/١٧١)

وتثبت الحرمة بالتقبيل والمس والنظر إلى الفرج بشهوةٍ. (الفتاویٰ التاتارخانية ٤/٥٣ زكريا)

(٩) شہوت کے ساتھ ایک دوسرے کے پوشیدہ اَعضاء کو دیکھ لینا۔

لأن المس والنظر سببٌ داع إلى الوطء فيقام مقامه في موضع الاحتياط. (شامي ٤/١٠٧ زكريا، ٤/٨٦ بيروت، الفقه الإسلامي وأدلته ٧/١٣٩)

وكما تثبت هٰذه الحرمة بالوطء تثبت بالمس والتقبيل والنظر إلى الفرج بشهوة. (الفتاویٰ الهندية ١/٢٧٤، الفتاویٰ التاتارخانية ٤/٥٠ رقم: ٥٤٩٣ زكريا)

نوٹ:- اگر مرد وعورت کے پوشیدہ اعضاء فوٹو یا آئینہ کے عکس میں دیکھے گئے تو اُس سے حرمتِ مصاہرت ثابت نہ ہوگی۔

ولـو نـظـر فـي مرأة ورأى فيها فرج امرأة، فنظر عن شهوة لا تحرم عليه أمها وابـنتهـا؛ لأنـه لم ير فرجها وإنما رأى عكس فرجها. (الـفتاوىٰ الهندية ٢٧٤/١، شامي / كتاب النكاح ١١٠/٤ زكريا)

لمس ونظر میں حرمتِ مصاہرت کے ثبوت کی شرائط

لمس ونظر کے ذریعہ حرمتِ مصاہرت اُسی وقت ثابت ہوگی جب کہ درج ذیل شرائط پائی جائیں:

(۱) چھونے اور دیکھنے والے مرد وعورت اتنی عمر کے ہوں کہ اُن میں شہوت پائے جانے کا اِمکان ہو، پس چھوٹی بچی یا چھوٹے بچے کے چھونے اور دیکھنے سے حرمتِ مصاہرت ثابت نہ ہوگی۔

ويشتـرط أن تـكـون الـمـرأة مشتهاة الخ، وكذا تشترط الشهوة في الذكر. (الفتاوىٰ الهندية ٢٧٥/١، شامي ١٠٤/٤ زكريا)

ووطء الصغيرة التي لا تشتهي لا يوجب حرمة المصاهرة في قول أبي حنيفة ومحمدؒ. (فتاوىٰ قاضي خان ٣٦٠/١)

(۲) لمس ونظر کے دوران انزال نہ ہوا ہو، اگر اِس دوران انزال ہوگیا تو حرمت کا ثبوت نہ ہوگا۔

هٰـذا إذا لـم يـنـزل فلو أنزل مع مس أو نظر فلا حرمة بهٖ يفتى. (شامي ١٠٩/٤ زكريا، ٨٨/٤ بيروت، الفتاوىٰ الهندية ٢٧٥/١)

شـرطه أن لا ينزل حتى لو أنزل عند المس أو النظر لم تثبت حرمة المصاهرة. (الفتاوىٰ الهندية / كتاب النكاح ٢٧٥/١ قديم زكريا)

والـصحيح أنه لا يوجبها؛ لأنه بالإنزال تبين أنه غير مفض إلى الوطء. (البحر الرائق / كتاب النكاح ٤١٩/٣)

(۳) چھونا اس طرح ہو کہ بدن کی حرارت ایک دوسرے کو محسوس ہو؛ لہٰذا اگر ایسا موٹا کپڑا وغیرہ درمیان میں حائل رہا کہ حرارت محسوس نہ ہوئی تو حرمت ثابت نہ ہوگی۔

بـحـائـل لا يـمنع الحرارة ...... فلو كان مانعًا لا تثبت الحرمة. (شامي / كتاب النكاح ١٠٨/٤ زكريا، ٨٦/٤ بيروت)

ثـم الـمس إنما يوجب حرمة المصاهرة إذا لم يكن بينهما ثوب، فإن كان صفيقًا لا يجد الماس حرارة الممسوس لا تثبت حرمة المصاهرة. (الفتاوىٰ الهندية ٢٧٤/١)

وأما إذا كان بحائل فإن وصلت حرارة البدن إلىٰ يده تثبت الحرمة وإلا فلا.

(البحر الرائق / كتاب النكاح ۱۷۷/۳)

(۴) نظر کی صورت میں دیکھنے والے میں شہوت ہو اور لمس (چھونے) کی صورت میں کسی ایک جانب شہوت پائی جائے۔

وتكفى الشهوة من أحدهما هذا إنما يظهر في المس، أما في النظر فتعتبر الشهوة من الناظر سواء وجدت من الآخر أم لا. (شامي ۱۱۳/٤ زكريا، ۹۱/٤ بيروت، وكذا في الفتاوىٰ التاتارخانية ٥٢/٤ رقم: ٥٤٩٧ زكريا)

تنبيه (۱):- چوں کہ عام حالات میں اَجانب کے ساتھ لپٹنا چمٹنا، رخسار پر بوسہ لینا یا پستان یا اعضاءِ مخصوصہ کو چھونا بلا شہوت نہیں ہوتا؛ اِس لئے اِس صورت میں مطلقاً حرمت کا حکم ہوگا۔

في التقبيل يفتى بثبوت الحرمة ما لم يتبين أنه قبل بغير شهوة الخ، ولو أخذ ثديها وقال ما كان عن شهوة لا يصدق؛ لأن الغالب خلافه. (الفتاوىٰ الهندية ۲۷٦/۱)

والمباشرة عن شهوة بمنزلة القبلة وكذا المعانقة. (الفتاوىٰ الهندية ۲۷٤/۱)

إلا أن يقوم إليها منتشرًا آلته فيعانقها لقرينة كذبه أو يأخذ ثديها أو يركب معها أو يمسها على الفرج أو يقبلها على الفم. (الدر المختار مع الشامي ١١٥/٤ زكريا، ٩٢/٤ بيروت، دیکھئے: مجموعہ قوانین اسلامی ۲۰۵)

لو مس أو قبل، وقال: لم أشته صدق إلا إذا كان اللمس على الفرج. (البحر الرائق ۱۰۰/۳ كراچی)

فقد ذكر الصدر الشهيد أن في القبلة يفتى بثبوت الحرمة ما لم يتبين أنه قبل بغير شهوةٍ ...... لأن الأصل في التقبيل الشهوة، بخلاف المس والنظر ...... ولو كانت مباشرة، وقال: لم يكن عن شهوة لم يصدق. (الفتاوىٰ التاتارخانية ٥٥/٤ رقم: ٥٥١١ زكريا)

تنبيه (۲):- اگر ماں فرطِ محبت میں جوان بیٹے کا چہرہ چوم لے، یا باپ بیٹی کو پیار کرے اور شہوت کا کوئی قرینہ نہ ہو، تو اُس سے حرمت مصاہرت ثابت نہ ہوگی، پھر بھی یہ عمل احتیاط کے خلاف ہے۔

عن عائشة رضي الله عنها أم المؤمنين قالت: ما رأيت أحدًا أشبه سمتًا ودلا وهديا برسول الله صلى الله عليه وسلم في قيامها وقعودها من فاطمة بنت رسول الله صلى الله عليه وسلم قالت: وكانت إذا دخلت على النبي صلى الله عليه وسلم قام أليها فقبلها وأجلسها في مجلسه، وكان النبي صلى الله عليه وسلم إذا دخل عليها قامت من مجلسها فقبلته وأجلسته في مجلسها الخ. (سنن الترمذي ۲۲٦/۲)

لـو مس أو قبل، وقال: لم أشته صدق إلا إذا كان اللمس على الفرج. (البحر الرائق ۱۰۰/۳ کراچی)

فقد ذكر الصدر الشهيد أن في القبلة يفتى بثبوت الحرمة ما لم يتبين أنه قبل بغير شهوةٍ. (الفتاوىٰ التاتارخانية ٥٥/٤ رقم: ٥٥١١ زكريا)

تنبیہ (۳):- جن صورتوں میں حرمتِ مصاہرت ثابت ہوتی ہے، ان میں قصداً ہو یا بھول کر، خوشی سے ہو یا جبر سے ہو۔ الغرض بالارادہ ہو یا بلا اِرادہ بہرصورت حرمت ثابت ہوجائے گی۔

ثـم لا فـرق فـي ثبـوت الحرمة بالمس بين كونه عامدًا أو ناسيًا أو مكرهًا أو مخطئًا. (الـفتـاوىٰ الهـندية ۲۷٤/۱ قديم زكريا، شامي ۱۱۲/٤ زكريا، ۹۰/٤ بيروت، البحر الرائق ۱۷٦/۳، مجمع الأنهر ٤٨١/١)

شہوت کی علامت

شہوت ایک معنوی چیز ہے، جو نظر نہیں آتی؛ البتہ اُس کے وجود کا اندازہ علامت سے لگایا جاسکتا ہے۔ نوجوان مرد میں شہوت کی علامت یہ ہے کہ آلۂ تناسل منتشر ہوجائے، اور اگر آلہ پہلے سے منتشر ہو، تو انتشار میں زیادتی ہوجائے۔ اور بوڑھے شخص اور عورت میں شہوت کی علامت یہ ہے کہ دل میں اضطرابی کیفیت پیدا ہو، اور اگر پہلے سے موجود ہو تو اُس میں اِضافہ ہوجائے۔

وحـدهـا فيهـمـا تـحـرك آلته أو زيادته، به يفتىٰ. وفي امرأة ونحو شيخ كبير تحرك قلبه أو زيادته. (الدر المختار مع الشامي / كتاب النكاح ۱۰۸/٤-۱۰۹ زكريا)

ذیل میں حرمتِ مصاہرت سے متعلق مزید ضروری مسائل درج کئے جارہے ہیں:

نابالغ مراہق بچے کا حکم

وہ بچہ جو ابھی بالغ نہ ہوا ہو؛ لیکن اس عمر کو پہنچ چکا ہو کہ اُس سے جماع کا صدور ممکن ہو، تو اس کا حکم بالغوں کے مانند ہے، یعنی اُس کے افعال سے اِسی طرح حرمتِ مصاہرت ثابت ہوگی جیسے بالغ کے فعل سے ثابت ہوتی ہے۔

ووطء الـصبـي الـذي يـجامع مثله بمنزلة وطء البالغ في ذٰلك. (الـفتاوىٰ الهندية ۲۷٥/۱، الفتاوىٰ التاتارخانية ٥٣/٤ رقم: ٥٥٠٢ زكريا)

المـراهـق كـالبـالـغ، حتى لو جامع امرأته أو لمس بشهوة تثبت حرمة المصاهرة. (شامي ١١١/٤ زكريا، ٩٠/٤ بيروت، البحر الرائق ١٧٧/٣)

مصاہرت کی بنیاد پر حرام عورتیں

مصاہرت کی بنیاد پر درج ذیل عورتوں سے نکاح حرام ہوتا ہے:

(۱) منکوحہ عورت کی ماں، دادی، نانی (اوپر تک) خواہ اُس منکوحہ سے وطی کی نوبت آئی ہو یا نہ آئی ہو۔

وأمهـات الـزوجـات وجـداتهن بعقد صحيح وإن علون، وإن لم يدخل بالزوجات. (شامي ٩٩/٤ زكريا، ٨١/٤ بيروت، الفتاوىٰ الهندية ٢٧٤/١ زكريا)

حرم تزوج أم امرأته، لقوله تعالىٰ: ﴿وَأُمَّهَاتُ نِسَآءِ كُمْ﴾ [النساء: ٢٣] أطـلـقه فلا فرق بين كون امرأته مدخولاً بها أولا، وهو مجمع عليه عند الأئمة الأربعة، وتـوضيحه في الكشاف: ويدخل في لفظ الأمهات جداتها من قبل أبيها وأمها وإن علون. (البحر الرائق ٩٣/٣ كراچی، مجمع الأنهر ٤٧٧/١ مكتبة فقيه الأمة ديوبند)

أمـا الـمحرمات بالعقد، وأم المرأة وجدتها القربىٰ والبعدى دخل بالمرأة أو لم يدخل. (خانية على الفتاوىٰ الهندية ٣٦٠/١ زكريا، الفتاوىٰ الولوالجية ٣٥٩/١)

أم الزوجة وجداتها من قبل أبيها وأمها وإن علون. (بدائع الصنائع ٥٣١/٢ زكريا)

(۲) منکوحہ عورتوں کی بیٹیاں، پوتیاں، نواسیاں (نیچے تک) بشرطیکہ ان منکوحہ عورتوں سے تنہائی ہوچکی ہو۔

كفروع نسائه المدخول بهن وإن نزلن. (شامي ٩٩/٤ زكريا، ٨١/٤ بيروت)

فبـنـت الـزوجة وبـناتها وبينها وإن سفلن، إذا كان دخل بزوجته. (بدائع الصنائع ٥٣٤/٢ زكريا، الفتاوىٰ الهندية ٢٧٤/١ زكريا)

الثـاني: المحرمات بالمصاهرة وهن فروع نسائه المدخول بهن. (البحر الرائق، كتاب النكاح / باب المحرمات ٩٢/٣ كراچی)

وبنت امرأة دخل بها ...... وتدخل في الربية بناتها وبنات أبنائها وإن سفلن. (مجمع الأنهر ٤٧٧/١ مكتبة فقيه الأمة ديوبند)

(۳) اپنے باپ، دادایانانا کی منکوحہ عورتیں خواہ وہ اس وقت نکاح میں ہوں یا نہ ہوں۔

وتحرم موطؤات آبائه وأجداده وإن علوا. (شامي ٩٩/٤ زكريا، ٨١/٤ بيروت)

أما الفرقة الرابعة فمنكوحة الأب وأجداده من قبل أبيه وإن علوا، أما منكوحة الأب فتحرم بالنص ...... وأما منكوحة أجداده فتحرم بالإجماع. (بدائع الصنائع ٥٣٥/٢ زكريا، الفتاوىٰ الهندية ٢٧٤/١ زكريا، خانية على الفتاوىٰ الهندية ٣٦٠/١ زكريا)

(۴) اپنے بیٹے، پوتے یا نواسے کی منکوحہ عورتیں، خواہ وہ اس وقت نکاح میں ہوں یا نہ ہوں۔

وموطوات أبنائه وأبناء أولاده وإن سفلوا. (شامي ١٠٠/٤ زكريا، ٨١/٤ بيروت، الفتاوىٰ الهندية ٢٧٤/١ زكريا، خانية على الفتاوىٰ الهندية ٣٦٠/١ زكريا)

وأما الفرقة الثالثة: فحليلة الابن من الصلب وابن الإبن وابن البنت وإن سفل. (بدائع الصنائع ٥٣٤/٢ زكريا، وكذا في الفتاوىٰ الولوالجية ٣٥٩/١)

(۵) جو حکم منکوحہ عورتوں کا ہے وہی حکم مزنیہ عورتوں کا بھی ہے، یعنی جس عورت سے زنا کرلیا تو دونوں پر ایک دوسرے کے اُصول وفروع حرام ہوجاتے ہیں۔

فمن زنى بامرأة حرمت عليه أمها وإن علت، وابنتها وإن سفلت، وكذا تحرم المزني بها على آباء الزاني وأجداده وإن علوا، وأبنائه وإن سفلوا. (الفتاوىٰ الهندية ٢٧٤/١)

وحرم أيضًا بالصهرية أصل مزنيته ...... وفروعهن مطلقًا (الدر المختار) وفي الشامية: حرمة المرأة علىٰ أصول الزاني وفروعه نسبًا ورضاعًا وحرمة أصولها وفروعها على الزاني نسبًا ورضاعًا، كما في الوطء الحلال. (الدر المختار مع الشامي ١٠٧/٤ زكريا، البحر الرائق ١٧٩/٣ زكريا، مجمع الأنهر ١٤٨/١ مكتبة فقيه الأمة ديوبند)

ومـن زنا بامرأة حرمت عليه أمها أي وإن علت ...... وابنتها وإن سفلت، وكذا تحرم المزني بها علىٰ آباء الزاني وأجداده وإن علوا، وأبنائه وإن سفلوا.

(فتح القدير ۲۱۰/۳ المكتبة الأشرفية ديوبند، وكذا في حاشية چلپی علىٰ تبيين الحقائق ۴۷۱/۲ زكريا)

(۶) اِسی طرح جس عورت کوشہوت کے ساتھ چھولیا یا اُس کے پوشیدہ اعضاء کو براہِ راست دیکھ لیا، تو اُس کے اُصول وفروع بھی چھونے اور دیکھنے والے پر حرام ہوجاتے ہیں۔

وكـذا المقبلات أو الملموسات بشهوة لأصوله أو فروعه أو من قبل أو لـمس أصولهن أو فروعهن. (شـامـي، كتـاب الـنـكـاح / فصل في المحرمات ۱۰۰/۴ زكريا، ۸۱/۴ بيروت، فتح القدير ۲۱۵/۳ المكتبة الأشرفية ديوبند)

ويـرى الـحـنفية أن من زنى بامرأة أو لمسها أو قبلها بشهوةٍ أو نظر إلىٰ فرجها بشهوةٍ، حرم عليه أصولها وفروعها لقوله صلى اللّٰه عليه وسلم: من نظر إلىٰ فرج امرأة لـم يـحـل له أمها ولا بنتها، وتحرم المرأة علىٰ أصوله وفروعه.

(الموسوعة الفقهية ۲۱۴/۳۶ الكويت، خانية على الفتاوىٰ الهندية ۳۶۱/۱ زكريا)

رخصتی سے قبل جس منکوحہ سے جدائی ہوجائے اُس کی بیٹی سے نکاح جائز ہے

اگر کسی عورت سے نکاح کیا تھا؛ لیکن ابھی رخصتی اور تنہائی نہیں ہوئی تھی کہ اُس کا انتقال ہوگیا یا اُسے طلاق دے دی، تو اُس عورت کی سابقہ شوہر سے پیدا شدہ بیٹی سے اُس شخص کا نکاح درست ہے۔ (مسائل بہشتی زیور ۴۶۰)

واحتـرز بـالـمـوطـوءـة عن غيرها فلا تحرم بنتها بمجرد العقد. (شامي ۱۰۴/۴ زكريا، ۸۳/۴ بيروت)

وبنت امرأة دخـل بهـا؛ فـإن لـم يدخل حتى حرمت عليه حل له تزوج الربيب. (مجمع الأنهر ۴۷۷/۱)

من تزوج امرأة ولم يدخل بها حتى طلقها أو بانت، ثم أراد أن يتزوج بابنتها جاز. (الفتاویٰ التاتارخانية ٤٨/٤ رقم: ٥٤٨٧ زكريا)

وإذا لم يدخل فلا تحرم عليه فروعها بمجرد العقد، فلو طلقها أو ماتت عنه قبل الدخول بها، فله أن يتزوج بنتها. (الموسوعة الفقهية ٢١٥/٣٦ كويت، الفقه الإسلامي وأدلته ١٣٨/٧)

شوہر کی ربیبہ کا اس کی پہلی بیوی کے لڑکے سے نکاح

اگر کسی شخص نے ایسی عورت سے نکاح کیا جس کی مثلاً پہلے شوہر سے ایک لڑکی تھی، جب کہ اُس شخص کا پہلی بیوی سے ایک لڑکا تھا تو اُس لڑکے کا نکاح مذکورہ عورت کی مذکورہ لڑکی سے حلال ہے؛ کیوں کہ اُن کے درمیان آپس میں کوئی حرمت نہیں پائی جارہی ہے۔

وأما بنت زوجة أبيه أو ابنه فحلال. (الدر المختار مع الشامي ١٠٥/٤ زكريا، ٨٤/٤ بيروت)

لا بأس بأن يتزوج الرجل امرأة ويتزوج ابنه ابنتها وأمها، كذا في محيط السرخسي. (الفتاویٰ الهندية ٢٧٧/١ زكريا)

قالوا: لا بأس أن يتزوج الرجل امرأة، ويتزوج ابنه أمها أو بنتها؛ لأنه لا مانع، وقد تزوج محمد بن الحنفية امرأة وزوج ابنه بنتها. (البحر الرائق ١٧٣/٣ زكريا)

والمحرم بهٰذه الآية هو زوجة الأب فقط، أما بنتها أو أمها فلا تحرم على الابن، فيجوز أن يتزوج الرجل امرأة، ويتزوج ابنه بنتها أو أمها. (الفقه الإسلامي وأدلته ١٣٧/٧، مجمع الأنهر ٤٨١/١ مكتبة فقيه الأمة ديوبند، وكذا في فتح القدير ٢٠١/٣)

سمدھن سے نکاح کی صورت

اگر سمدھن (بیٹے یا بیٹی کی ساس) خالی ہو، یعنی اس کا شوہر انتقال کر چکا ہو، یا اسے طلاق ہوگئی ہو، تو اُس کے سمدھی (بیٹی یا بیٹے کے سسر) کے لئے اس سے نکاح شرعاً حلال ہے۔

ولا تحرم ...... ولا أم زوجة ابنه. (شامي ١٠٥/٤ زكريا، ٨٥/٤ بيروت)

لا بأس بأن يتزوج الرجل امرأة ويتزوج ابنه ابنتها أو أمها. (الفتاویٰ الهندية ٢٧٧/١، البحر الرائق ١٧٣/٣ زكريا)

أما أصول زوجة الفرع وفروعها فغير محرمات على الأصل، فله أن يتزوج بأم زوجة الفرع أو بنتها. (الموسوعة الفقهية ٢١٦/٣٦ كويت)

والمحرم بهٰذه الآية هو زوجة الأب فقط، أما بنتها أو أمها فلا تحرم على الابن، فيجوز أن يتزوج الرجل امرأة، ويتزوج ابنه بنتها أو أمها. (الفقه الإسلامي وأدلته ١٣٧/٧، مجمع الأنهر ٤٨١/١ مكتبة فقيه الأمة ديوبند، وكذا في فتح القدير ٢٠١/٣)

بیٹی کو شہوت سے ہاتھ لگایا تو بیوی (بیٹی کی ماں) حرام ہوجائے گی

اگر کسی شخص نے اپنی (قابلِ شہوت) بیٹی کو شہوت کے ساتھ بلا حائل ہاتھ لگایا تو اُس بیٹی کی ماں یعنی اُس شخص کی بیوی اُس پر ہمیشہ کے لئے حرام ہوجائے گی۔

فلو أيقظ زوجته أو أيقظته هي لجماعها فمست يده بنتها المشتهاة أو يدها ابنه حرمت الأم أبدًا. (الدر المختار ١١٢/٤ زكريا، ٩٠/٤ بيروت، فتح القدير ٢١٣/٣ المكتبة الأشرفية ديوبند، البحر الرائق ١٧٦/٣ زكريا، النهر الفائق ١٩٢/٢ زكريا، بزازية ١١٢/٤ زكريا، خانية على الفتاویٰ الهندية ٢٦٢/١ زكريا، المحيط البرهاني ٩١/٤ رقم: ٣٧٢٢، الفتاویٰ التاتارخانية ٥٧/٤ رقم: ٥٥١٧ زكريا، الفتاویٰ الهندية ٢٧٤/١ زكريا، الموسوعة الفقهية ٢١٥/٣٦ كويت)

نشہ کی حالت میں بیٹی کا بوسہ لیا تو بھی بیوی حرام ہوجائے گی

اگر کسی شرابی نے شراب کے نشہ میں شہوت کے ساتھ اپنی مشتہاۃ (قابلِ شہوت) بیٹی کا بوسہ لے لیا، تو اُس پر اُس کی بیوی (بیٹی کی ماں) حرام ہوجائے گی۔

قبل السكران بنته تحرم الأم (الدر المختار) **وفي الشامي عن القنية:**

قبّل المجنون أم امرأته بشهوة أو السكران بنته تحرم أي تحرم امرأته. (الدر المختار مع الشامي، كتاب النكاح / فصل في المحرمات ١١٤/٤ زكريا، ٩١/٤ بيروت)

سئل القاضي على السغدي عن سكران باشر ابنته وقبلها، وقصد أن يجامعها، فقالت الإبنة: أنا ابنتك فتركها، هل تحرم أمها؟ قال: نعم. (الفتاویٰ الهندية ٢٧٦/١ زكريا، الفتاویٰ التاتارخانية ٥٩/٥٨/٤ رقم: ٥٥٢٦ زكريا)

ساس سے چھیڑ چھاڑ کی تو بیوی حرام ہوجائے گی

اگر داماد نے شہوت سے ساس کا بوسہ لیا یا اُسے چھودیا، تو داماد پر اُس کی بیوی (ساس کی بیٹی) ہمیشہ کے لئے حرام ہوجائے گی۔

قبل أم امرأته الخ، حرمت عليه امرأته. (الدر المختار ١١٢/٤ زكريا، ٩٠/٤ بيروت، سكب الأنهر في شرح ملتقى الأبحر ٤٨٣/١ مكتبة فقيه الأمة ديوبند، الفتاویٰ البزازية ١١٢/٤ زكريا، البحر الرائق ١٧٨/٣ زكريا، فتاویٰ قاضي خان ٣٦/١، الفتاویٰ التاتارخانية ٥٥/٤ رقم: ٥٥١١ زكريا)

من قبل أم امرأته بشهوة حرمت عليه امرأته. (الموسوعة الفقهية ١٣٩/١٣ كويت)

بہو سے چھیڑ چھاڑ کی تو وہ بہو بیٹے پر حرام ہوجائے گی

اگر کسی بدنیت خسر نے اپنی بہو (بیٹے کی بیوی) کے ساتھ غلط حرکت کی، یا بری نیت سے بلا حائل ہاتھ لگالیا، تو وہ بہو اُس کے بیٹے کے لئے حرام ہوجائے گی۔ (بشرطیکہ بیٹا اِس واقعہ کی تصدیق کرے، اور جب تک وہ تصدیق نہیں کرے گا یا گواہی سے اِس کا ثبوت نہ ہوگا، تو حرمت کا حکم نہیں دیا جائے گا)

رجل قبّل امرأة أبيه بشهوة أو قبل الأب امرأة ابنه بشهوة، وهي مكرهة، وأنكر الزوج أن يكون بشهوة، فالقول قول الزوج وإن صدقه الزوج وقعت الفرقة. (الفتاویٰ الهندية ٢٧٦/١، المحيط البرهاني ٩٢/٤ رقم: ٣٧٢٦، الفتاویٰ التاتارخانية ٥٨/٤ رقم: ٥٥٢٣٠، حاشية الطحطاوي على الدر المختار ١٧/٢ المكتبة الأشرفية ديوبند)

حرمتِ مصاہرت کے ثبوت کے بعد کب تک عورت دوسری جگہ نکاح نہیں کرسکتی؟

اگر کسی عورت کے ساتھ حرمتِ مصاہرت کا واقعہ پیش آجائے (مثلاً خسر بہو کے ساتھ غلط حرکت کرے یا شوہر بیٹی کو ہاتھ لگادے وغیرہ) تو یہ عورت اگرچہ شوہر پر ابدی طور پر حرام ہوجاتی ہے، اور میاں بیوی میں ازدواجی تعلق قائم کرنا حلال نہیں رہتا؛ لیکن یہ عورت اس واقعہ کے بعد اس وقت تک دوسری جگہ نکاح نہیں کرسکتی جب تک کہ درج ذیل دو باتوں میں سے کوئی ایک بات نہ پائی جائے:

الف:- شوہر اپنی زبان سے کہہ دے کہ: ''میں نے تجھے چھوڑ دیا'' پھر عدت (تین ماہ واری) گذر جائے تو اب وہ دوسری جگہ نکاح کی مجاز ہوگی۔

ب:- اگر شوہر نہ چھوڑے؛ لیکن عورت محکمۂ شرعیہ میں مقدمہ دائر کرے اور گواہوں کے ذریعہ واقعہ کے ثبوت پر محکمۂ شرعیہ ان میں تفریق کا فیصلہ کردے تو اس کی عدت کے بعد وہ عورت دوسری جگہ نکاح کرسکتی ہے۔ اس کارروائی کے بغیر اس عورت کے لئے دوسرا نکاح کبھی بھی حلال نہ ہوگا۔

وبحرمة المصاهرة لا يرتفع النكاح حتى لا يحل لها التزوج بآخر إلا بعد المتاركة وانقضاء العدة الخ. (الدر المختار) وفي الشامي: وإن مضى عليها سنون كما في البزازية، وعبارة الحاوي إلا بعد تفريق القاضي أو بعد المتاركة. (الدر المختار مع الشامي ١١٤/٤ زكريا، ٩١/٤-٩٢ بيروت)

لے پالک بیٹے کی بیوی حرام نہیں

لے پالک بیٹے کی بیوی اسے گود لینے والے شخص پر حرام نہیں ہے۔ (یعنی لے پالک بیٹا اگر کسی عورت سے نکاح کرکے طلاق دیدے یا لے پالک کا انتقال ہوجائے تو عدت کے بعد اس کی بیوی کا نکاح لے پالک کو گود لینے والے شخص سے درست ہے)

قال اللّٰہ تعالیٰ: ﴿وَحَلآئِلُ اَبْنَآءِ کُمُ الَّذِیْنَ مِنْ اَصْلاَبِکُمْ﴾ [النساء، جزء آیت: ۲۲]

وذکر الأصلاب لإخراج ابن المتبنی، فإن حلیلته لا تحرم. (مجمع الأنهر ٤٧٧/١ مکتبة فقیه الأمة دیوبند، شامي ١٠٥/٤ زکریا)

فلا یثبت بالتبني شيء من أحکام البنوة من الإرث ورحمة النکاح وغیر ذٰلك. (تفسیر المظهري ٢٩٢/٧ زکریا)

ولا تحرم حلیلة الابن المتبنی علی الأب المتبنی. (الفتاویٰ الهندیة ٢٧٤/١)

اقرار سے حرمتِ مصاہرت کا ثبوت

اگر شوہر اَسبابِ حرمتِ مصاہرت سے کسی سبب کے پائے جانے کا اقرار کرے، خواہ وہ سبب نکاح کے بعد پایا گیا ہو یا نکاح سے پہلے (مثلاً وہ اپنی بیوی سے کہے کہ میں نے تجھ سے نکاح سے قبل تیری ماں سے جسمانی تعلق قائم کیا تھا) تو اُس کا اقرار معتبر ہوگا، اور زوجین میں فوراً تفریق لازم ہوگی۔

لو أقر بحرمة المصاهرة یواخذ به ویفرق بینهما، وکذٰلك إذا إضاف ذٰلك إلیٰ ما قبل النکاح بأن قال لامرأته: کنت جامعت أمك قبل نکاحك، یؤاخذ به ویفرق بینهما. (الفتاویٰ الهندیة / کتاب النکاح ٢٧٥/١ قدیم زکریا، المحیط البرهاني ٩١/٤ رقم: ٣٧٢٤، الفتاویٰ التاتارخانیة ٥٧/٤ رقم: ٥٥٢٠ زکریا)

باریک کپڑے کے اُوپر سے چھونے سے حرمت کا ثبوت

اگر شہوت کے ساتھ ایسے باریک کپڑے کے اوپر سے بدن کو چھوا جس سے بدن کی حرارت محسوس ہوئی تو حرمتِ مصاہرت ثابت ہوجائے گی۔

وإن کان رقیقًا بحیث تصل حرارة الممسوس إلیٰ یده ثبتت، کذا في الذخیرة. (الفتاویٰ الهندیة ٢٧٥/١، الفتاویٰ التاتارخانیة ٥٣/٤ رقم: ٥٥٠٣ زکریا، المحیط البرهاني

۸۸/٤ رقـم: ۳۷۱۱، وكـذا فـي فتـاوىٰ قـاضي خـان ۳٦١/١ زكريـا، خلاصة الفتـاوىٰ ۹/۲، الفتـاوىٰ الولوالجية ۳۷٥/١ مكتبة دار الأيمان سهارنفور، الجوهرة النيرة ۸/۳ المكتبة التهانوية ديوبند)

بوڑھی عورت کو چھونے سے حرمت کا ثبوت

جس طرح جوان عورت کو چھونے سے حسبِ شرائط حرمتِ مصاہرت ثابت ہوجاتی ہے، اِسی طرح بوڑھی عورت کو چھونے سے بھی حرمت ثابت ہوجائے گی۔

ولو كبرت المرأة حتى خرجت عن حد المشتهاة يوجب الحرمة؛ لأنها دخلت تحت الحرمة فلم تخرج بالكبر. (الفتاوىٰ الهندية ۲۷٥/١ قديم زكريا)

سئل الشيخ أبوبكر رحمه الله تعالىٰ ...... قيل له: فإن كبرت حتى خرجت عن حد الاشتهاء والمسألة بحالها؟ قال: تحرم؛ لأن الكبيرة دخلت تحت الحرمة، فلا تخرج وإن كبرت. (الفتاوىٰ التاتارخانية ٥۲/٤ رقم: ٥٤۹٦ زكريا، المحيط البرهاني ۸۷/٤ رقم: ۳۷۰۹)

ويشترط كونها مشهاة حالاً أو ماضيًا، فلو مس عجوزًا بشهوة أو جامعها تثبت الحرمة. (فتح القدير ۲۱۳/۳ زكريا، مجمع الأنهر ٤۸۰/١ مكتبة فقيه الأمة ديوبند)

وهٰذا إذا كانت جهة مشتها ة ولو ماضيًا (الدر المختار) قال العلامة الطحطاوي تحت قوله: ولو ماضيًا، كعجوز شوهاء؛ لأنها دخلت تحت حكم الاشتهاء، فلا تخرج عنه بالكبر؛ ولأنها محل للولد كما وقع لزوجتي إبراهيم وزكريا عليهما الصلاة والسلام. (حاشية الطحطاوي على الدر المختار ١٦/۲ المكتبة الأشرفية ديوبند، وكذا في الدر المختار مع الشامي ۳۰٥/۲ كوئٹه)

بال پکڑنے سے حرمت کا ثبوت

جو بال عورت کے سر سے متصل ہیں اُن کو شہوت کے ساتھ چھونے سے حرمتِ مصاہرت ثابت ہوجائے گی؛ لیکن وہ بال جو سر سے نیچے لٹکے ہوئے ہیں (چٹیا کے بال) اُن کو چھونے

سے حرمت ثابت نہ ہوگی۔

ولو مس شعرها بشهوة إن مس ما اتصل برأسها ثبتت، وإن مس ما استرسل لا يثبت. (الفتاویٰ الهندية ۲۷٤/۱ قديم زكريا)

ولو مس شعر امرأة يثبت حرمة المصاهرة في أجناس الناطفي، وفي متفرقات الفقيه أبي جعفر هٰذا إذا مس بأعلیٰ الرأس، أما لو مس المسترسل لا يثبت. (خلاصة الفتاویٰ ۹/۲، شامي ۱۰۷/٤-۱۰۸ زكريا، حاشية الطحطاوي على الدر المختار ۱٥/۲ المكتبة الأشرفية ديوبند، البحر الرائق ۱۷٦/۳ زكريا، النهر الفائق ۱۹۰/۲ زكريا، الفتاویٰ التاتارخانية ٥٦/٤ رقم: ٥٥۱۳ زكريا، الجوهرة النيرة ۸/۳ المكتبة التهانوية ديوبند)

عورت نے مرد کی شرم گاہ کو دیکھا یا چھوا تو حرمت ثابت ہوجائے گی

جس طرح مرد کے عورت کی شرم گاہ کے اندرونی حصہ کو دیکھنے سے حرمتِ مصاہرت ثابت ہوجاتی ہے، اسی طرح اگر عورت نے مرد کی شرم گاہ کو دیکھا یا چھوا تو بھی حرمت ثابت ہوجائے گی۔

فإن نظرت المرأة إلى ذكر رجل أو لمسته بشهوة. (الفتاویٰ الهندية ۲۷٤/۱)

فلو مس المرأة عضوًا من أعضاء الرجل بشهوةٍ أو نظرت إلیٰ ذكره بشهوة ثبت الحرمة. (البحر الرائق ۱۷۹/۳ زكريا، ۱۰۱/۳ كراچی، النهر الفائق ۱۹۳/۲ زكريا، خلاصة الفتاویٰ ۹/۲، الهداية ۳۰۹/۲ ياسر نديم، مجمع الأنهر ٤۸۱/۱ مكتبة فقيه الأمة ديوبند، الجوهرة النيرة ۹/۳ المكتبة التهانوية ديوبند)

عورت کا مرد کو شہوت کے ساتھ بوسہ لینا؟

عورت اگر مرد کا شہوت کے ساتھ بوسہ لے لے تو حرمتِ مصاہرت ثابت ہوجائے

گی۔ (مثلاً بیوی اپنے شوہر کے لڑکے کا بوسہ لے لے، وغیرہ)

أو قبلته بشهوة تعلقت به حرمة المصاهرة. (الفتاویٰ الهندية ٢٧٤/١ قديم زكريا، الجوهرة النيرة ٩/٣ المكتبة التهانوية ديوبند)

واللمس والنظر بشهوة يوجب حرمة المصاهرة. (البحر الرائق / كتاب النكاح ١٧٣/٣ زكريا، ٩٨/٣ كراچی)

وكما تثبت هٰذه الحرمة بالوطء تثبت بالمس والتقبيل ...... بشهوة، كذا في الذخيرة. (الفتاویٰ الهندية ٢٧٤/٣ زكريا)

وصرح الحنفية بأن التقبيل واللمس بشهوة يوجب حرمة المصاهرة. (الموسوعة الفقهية ١٢٨/١٣ الكويت)

نکاحِ فاسد میں وطی کر لی تو حرمت ثابت ہو جائے گی

محض نکاح فاسد سے تو حرمتِ مصاہرت ثابت نہیں ہوتی؛ لیکن اگر نکاحِ فاسد کے بعد وطی پائی گئی تو حرمتِ مصاہرت کا تحقق ہو جائے گا۔

فلو تزوجها نكاحًا فاسدًا لا تحرم عليه أمها بمجرد العقد بل بالوطء، هٰكذا في البحر. (الفتاویٰ الهندية ٢٧٤/١، البحر الرائق ١٦٥/٣ زكريا)

احتراز عن النكاح الفاسد؛ فإن أمها لا تحرم بمجرده؛ بل بالوطء أو ما يقوم مقامه. (حاشية الطحطاوي على الدر المختار ١٤/٢ المكتبة الأشرفية ديوبند، الفتاویٰ التاتارخانية ٤٨/٤ رقم: ٥٤٨٨ زكريا)

ليس للزواج الفاسد حكم قبل الدخول، فلا يترتب عليه شيء من آثار الزوجية ...... ولا يثبت به حرمة المصاهرة ...... فإنه عند الحنفية تترتب عليه أي بالوطء في القبل ...... ثبوت حرمة المصاهرة، فيحرم على الرجل الزواج بأصول المرأة وفروعها، وتحرم المرأة على أصول الرجل وفروعه. (الفقه الإسلامي وأدلته ١١٧/٧ هدیٰ انٹرنیشنل ديوبند)

صغیرہ سے جماع کرنے سے حرمت ثابت نہیں ہوتی

چھوٹی بچی جو جماع کے قابل نہ ہو اُس سے جماع کرنے سے حرمتِ مصاہرت ثابت نہیں ہوتی۔

فلو جامع صغيرة لا تشتهي لا تثبت الحرمة، كذا في البحر. (الفتاویٰ الهندية ۲۷۵/۱، البحر الرائق ۱۷۵/۳ زكريا)

وصغيرة لم تشته فلا تثبت الحرمة بها أصلاً (الدر المختار) وفي الشامية تحت قوله: فلا تثبت الحرمة بها: أي بوطئها. (الدر المختار مع الشامي ۱۱۰/۴ زكريا، ۳۰/۲ كوئته، وكذا في حاشية الطحطاوي على الدر المختار ۱٦/۲ المكتبة الأشرفية ديوبند)

دبر میں وطی کرنے سے حرمت ثابت نہیں ہوتی

اگر کسی عورت سے پیچھے کے راستہ میں وطی کی تو اُس سے حرمتِ مصاہرت ثابت نہ ہوگی۔

ولو وطئ في دبرها لا تثبت به الحرمة، كذا في التبيين. وهو الأصح وعليه الفتوىٰ. (الفتاویٰ الهندية ۲۷۵/۱ قديم زكريا)

فلا تثبت الحرمة بها أصلاً كوطء دبر مطلقًا (الدر المختار) وفي الشامية: أي سواء كان بصبي أو امرأة كما في غاية البيان، وعليه الفتوىٰ. (الدر المختار مع الشامي ۱۱۰/۴-۱۱۱ زكريا)

وكذا لو وطء دبر المرأة لم تثبت به الحرمة؛ لأنه ليس بمحل الحرث، فلا يفضي إلى الولد. (تبيين الحقائق ۴۷۳/۲ زكريا)

ولو وطئها في دبرها لا تثبت حرمة المصاهرة، فكذٰلك إذا نظر إلىٰ دبرها. (الفتاویٰ الولوالجية ۳۵۷/۱ بيروت)

سوتیلے ماموں سے نکاح

سوتیلے ماموں (یعنی ماں کے باپ یا ماں شریک بھائی) سے نکاح کرنا شرعاً جائز نہیں ہے۔ (مستفاد: فتاویٰ محمودیہ ۳۱۲/۱۱ ڈابھیل)

ويحرم أخته لأب وأم أو لأحدهما لقولهٖ تعالىٰ: ﴿وَاَخَوَاتُكُمْ﴾ وبنتها، لقولهٖ تعالىٰ: ﴿وَبَنَاتُ الْاُخْتِ﴾ وابنة أخيه لأب وأم أو لأحدهما، لقوله تعالىٰ: ﴿بَنَاتُ الْاَخِ﴾ وإن سفلتا، لعموم المجاز أو دلالة النص أو الإجماع. (مجمع الأنهر ۳۲۳/۱ بيروت)

قوله: وأخته وبنتها وبنت أخيه ...... ودخل فيه الأخوات المتفرقات، وبنتهن وبنات الإخوة المتفرقين. (البحر الرائق ۱٦٤/۳ رشيدية، تبيين الحقائق ٤٦٠/۲ بيروت)

قال رحمه اللّٰه: وبنتها وبنت أخيه ...... ويدخل في النص الأخوات المتفرقات وبناتهن وبنات الإخوة المتفرقين. (تبيين الحقائق ٤٦٠/۲)

ماں کے ماموں سے نکاح

ماں کے ماموں بھی محرمات میں داخل ہیں، بھانجی کی بیٹی کا ان سے نکاح کرنا جائز نہیں ہے۔

وكذا بنت الأخ والأخت وإن سفلن. (الفتاویٰ الهندية ۱۷۳/۱)

وبنات الإخوة والأخوات، وبنات أولاد الإخوة والأخوات وإن نزلن. (تبيين الحقائق ٤٥٩/۲)

وأخته وابنة أخيه وإن سفلتا لعموم المجاز، أو دلالة النص أو الإجماع. (مجمع الأنهر / كتاب النكاح ٤٧٦/۱)

مزنیۃ الجد سے نکاح حرام ہے

جس عورت سے دادا نے زنا کیا ہو، اُس سے نکاح کرنا پوتے کے لئے حرام ہے۔

وتحرم موطوءات آبائه وأجداده وإن علوا ولو بزنا، والمعقودات لهم عليهم بعقد صحيح. (شامي ۹۹/٤ زكريا)

اگر رات میں غلطی سے ماں بہن کو چھودیا تو بیوی حرام نہ ہوگی

ایک شخص نے رات کے اندھیرے میں اپنی ماں یا بہن کو بیوی سمجھ کر شہوت کے ساتھ چھو

دیا، تو اس سے اُس کی بیوی اُس پر حرام نہ ہوگی۔ (مستفاد: فتاویٰ دار العلوم دیوبند ۲۴۸/۷)

کس عضو کو دیکھنے سے حرمت ثابت ہوتی ہے؟

فرجِ داخل (شرم گاہ کا اندرونی حصہ) کو شہوت کے ساتھ دیکھنے سے حرمت ثابت ہوجاتی ہے، اِس کے علاوہ کسی بھی عضو کو دیکھنے سے حرمتِ مصاہرت ثابت نہیں ہوتی۔ (مستفاد: فتاویٰ دار العلوم دیوبند ۳۵۶/۷)

والمنظور إلیٰ فرجه المدور الداخل. (تنویر الأبصار، کتاب النکاح / فصل في المحرمات ۳۳/۳ کراچی، الفتاویٰ التاتارخانیة ۴۹/٤ رقم: ٥٤٨٩ زکریا)

إذا نظر إلیٰ داخل فرج المرأة بشهوةٍ تثبت حرمة المصاهرة. (الفتاویٰ السراجیة ص: ۱۹٤، الفتاویٰ الهندیة ۲۷٤/۱ زکریا)

محض بری نیت اور فعلِ بد کی خواہش سے حرمت ثابت نہیں ہوتی

حرمتِ مصاہرت کے ثبوت کے لئے لمس یا کم از کم نظر (بشرائط) ضروری ہے، محض دل میں بری نیت اور زنا کی خواہش کرنے سے کسی عورت سے حرمتِ مصاہرت ثابت نہیں ہوتی۔ (مستفاد: فتاویٰ دار العلوم دیوبند ۳٦۲/۷)

والشهوة تعتبر عند المس والنظر. (الفتاویٰ الهندیة ۲۷٥/۱ زکریا)

وکما تثبت حرمة المصاهرة بالوطء تثبت بالمس والتقبیل والنظر إلی الفرج بشهوة. (الفتاویٰ التاتارخانیة ٥٠/٤ رقم: ٥٤۹۳ زکریا، الدر المختار ۳۸٥/٤ زکریا، ۳۳/۳ کراچی، البحر الرائق ۱۷۹/۳ زکریا)

ربیبہ سے نکاح حرام ہے

ربیبہ (پہلے شوہر کی بچی جو بیوی کے ساتھ آئی ہے) سے نکاح کرنا شوہر (سوتیلے باپ) کے لئے جائز نہیں ہے، بشرطیکہ شوہر نے اپنی بیوی (ربیبہ کی ماں) سے ہم بستری کرلی ہو یا دونوں میں تنہائی ہوگئی ہو، ربیبہ کی حرمت نصِ قرآنی سے ثابت ہے۔ (مستفاد: فتاویٰ دار العلوم دیوبند ۳٦٤/۷)

قال اللّٰہ تعالیٰ: ﴿وَرَبَآئِبُكُمُ اللَّاتِيْ فِيْ حُجُوْرِكُمْ مِنْ نِسَآءِ كُمُ اللَّاتِيْ دَخَلْتُمْ بِهِنَّ﴾ [النساء، جزء آیت:]

عن أبي هاني رضي اللّٰه عنه قال: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: من نظر إلىٰ فرج امرأة لم تحل له أمها ولا ابنتها. (المصنف لابن أبي شيبة ٩٩/٩ رقم: ١٦٤٩ المجلس العلمي)

من مسته امرأة بشهوة حرمت عليه أمها وبنتها. (الفتاوىٰ التاتارخانية، كتاب النكاح / الفصل السابع في أسباب التحريم ٥٧/٤ رقم: ٥٥١٨ زكريا)

وفي الخانية: وإذا فجر الرجل بامرأة ثم تاب يكون مَحرَمًا لابنتها؛ لأنه حرم عليه نكاح ابنتها على التأبيد. (البحر الرائق ١٠١/٣، زكريا ١٧٨/٣)

بھائی کو شوہر سمجھ کر ہاتھ لگانے سے حرمت ثابت نہیں ہوتی

رات کے اندھیرے میں شوہر اور بھائی برابر میں چارپائی پر سو رہے ہوں، اور بیوی بھائی کو شوہر سمجھ کر غلطی سے ہاتھ لگادے یا چھودے، تو اِس سے میاں بیوی کے درمیان کوئی حرمت ثابت نہیں ہوگی؛ اِس لئے کہ حرمتِ مصاہرت کے لئے ضروری ہے کہ خاوند کے اُصول وفروع میں سے کسی کو شہوت کے ساتھ ہاتھ لگائے اور بھائی شوہر کے اُصول وفروع میں سے نہیں ہے۔

(وحرم أيضًا بالصهرية أصل مزنيته) قال في البحر: أراد بحرمة المصاهرة الحرمات الأربع: حرمة المرأة علىٰ أصول الزاني وفروعه نسبًا ورضاعًا، وحرمة أصولها وفروعها على الزاني نسبًا ورضاعًا كما في الوطء الحلال، ويحل لأصول الزاني وفروعه أصول المزني بها فروعها. (شامي / كتاب النكاح ١٠٧/٤ زكريا، ٣٣/٣ كراچی، الفتاوىٰ الهندية / كتاب النكاح ٢٧٤/١، مجمع الأنهر ٣٢٦/١ بيروت، مجمع الأنهر ٤٨١/١ دار الكتب العلمية بيروت)

زنا سے پیدا شدہ لڑکے لڑکی کا آپس میں نکاح

زنا سے پیدا شدہ لڑکے لڑکی کا نکاح دوسرے سے بلاشبہ درست ہوجاتا ہے، بشرطیکہ کوئی اور مانع شرعی نہ ہو۔

قال الله تعالیٰ: ﴿وَاُحِلَّ لَكُمْ مَا وَرَآءَ ذٰلِكُمْ﴾ [النساء، جزء آیت: ۲۴]

أي عدا من ذكرن من المحارم هن لكم حلال. (تفسير ابن كثير ۱/۴۷۴ لاهور، تفسير مظهري ۲۷٦ مكتبه زكريا، بدائع الصنائع ۳/۴۱۱ بيروت)

حاملہ بالزنا سے غیر زانی کا نکاح

مزنیہ حاملہ سے نکاح حالتِ حمل میں جائز ہے؛ البتہ وضع حمل سے پہلے اُس سے غیر زانی کا وطی کرنا جائز نہیں۔

قال أبوحنيفة ومحمد: يجوز أن يتزوج امرأة حاملاً من الزنا. ولا يطأها حتى تضع. وقال أبو يوسف: لا يصح. والفتویٰ على قولهما كذا في المحيط.

(الفتاویٰ الهندية ۱/۲۸۰، شامي ۳/۸۴۵ کراچی، مجمع الأنهر ۱/۳۲۹ بيروت)

أما زواج غير الزاني بالمزني بها فقال قوم كالحسن البصري: أن الزنا يفسخ النكاح، وقال الجمهور: يجوز النكاح بالمزني بها. (الفقه الإسلامي ۷/۱۵۴)

قوله: وحبلیٰ من زناء لا من غيره أي وحل تزوج الحبلیٰ من الزنا، ولا يجوز تزوج الحبلیٰ من غير الزنا. (البحر الرائق ۳/۱۰٦ كوئٹه)

زانیہ حاملہ کا نکاح زانی سے

اگر مزنیہ کو اس زانی سے حمل ہو تو اُس زانی کا مزنیہ سے نکاح اور وطی دونوں جائز ہے۔

وفي مجموع النوازل: إذا تزوج امرأة قد زنا هو به ظهر بها حبل فالنكاح جائز عند الكل، وله أن يطأها. (الفتاویٰ الهندية ۱/۲۸۰ زكريا)

وصح نكاح حبلىٰ من زنا لا حبلىٰ من غيره حتى تضع، لو نكح الزاني حل له وطؤها اتفاقًا والولد له. (الدر المختار مع الشامي ۴۸/۳-۴۹ کراچی، حاشية الشبلي على تبيين الحقائق ۴۸۶/۲ بيروت)

أما تزوج الزاني بها فجائز اتفاقًا، وتستحق النفقة عند الكل، ويحل وطؤها عند الكل، كما في النهاية. (البحر الرائق ۱۰۶/۳ کوئٹه)

يحل بالاتفاق للزاني أن يتزوج بالزانية التي زنا بها. (الفقه الإسلامي وأدلته ۱۵۴/۷)

زانیہ سے غیر زانی کا نکاح

زانیہ غیر حاملہ عورت سے غیر زانی شخص کے لئے نکاح کرنا اور اُس سے وطی کرنا دونوں بلاشبہ درست ہے؛ البتہ امام محمد کے نزدیک بغیر استبراء کے اُس سے وطی کرنا جائز نہیں۔

قوله: أو زنا: أي وحل تزوج الموطوءة بالزنا. أي الزانية، لو رأى امرأة تزني فتزوجها جاز. وللزوج أن يطأها بغير استبراء، وقال محمد: لا أحبه له أن يطأها من غير استبراء. وهٰذا صريح في جواز تزوج الزانية. (البحر الرائق، كتاب النكاح / فصل في المحرمات ۱۰۶/۳ کوئٹه)

وإن كان العاقد عليها غير الزاني وكانت غير حامل، جاز العقد عليها والدخول بها في الحال عند أبي حنيفة وأبي يوسف. (الموسوعة الفقهية ۲۲۰/۳۶)

حدِ بلوغ کیا ہے؟

لڑکے کے اندر جب علاماتِ بلوغ (انزال، احتلام اور احبال (عورت کو حاملہ بنا دینا) ظاہر ہوجائیں تو وہ بالغ ہوجاتا ہے۔ اِسی طرح لڑکی میں جب علاماتِ بلوغ (حیض، انزال، احتلام یا حمل) ظاہر ہوجائیں تو لڑکی بالغہ ہوجاتی ہے۔ اور لڑکی کے اندر علاماتِ بلوغ عموماً نو سال کے بعد ہی ظاہر ہوتی ہیں، اور اگر لڑکے اور لڑکی دونوں ہی میں بلوغ کی کوئی علامت ظاہر

نہ ہو، تو پھر مفتی بہ قول کے مطابق پندرہ سال پورے ہونے پر دونوں کو بالغ قرار دیا جائے گا۔

يحكم ببلوغ الغلام بالاحتلام أو الإنزال أو الإحبال أي بجعل المرأة حبلىٰ، وببلوغ الجارية بالحيض أو الاحتلام أو الحَبَل، فإن لم يوجد شيء من ذٰلك. فإذا تم له ثماني عشرة سنةً، ولها سبع عشرة سنةً عنده ......، وعندهما إذا تم خمسة عشر سنةً فيهما، وهو رواية الإمام، وبه قالت الثلاثة وبه يفتى...... . وأدنى مدته له ثنتا عشره سنة، ولها تسع سنين. (ملتقى الأبحر على هامش المجمع الأنهر ٤٤٤/٢ بيروت، البحر الرائق / كتاب النكاح ١٥٣/٨ شامي / كتاب النكاح ١٥٣ كراچی، الفتاویٰ الهندية / كتاب النكاح ٦١/٥ زكريا)

بلوغ الغلام بالاحتلام والإحبال والإنزال، والأصل هو الإنزال. والجارية بالاحتلام والحيض والحبل، فإن لم يوجد فيهما شيء فحتى يتم لكل منهما خمس عشرة سنة، بهٖ يفتى. (شامي ٢٢٥/٩-٢٢٦ زكريا، ١٥٣/٦ كراچی)

چھونے اور دیکھنے کے وقت شہوت کا ہونا ضروری ہے

چھونے اور دیکھنے سے حرمتِ مصاہرت اُس وقت ثابت ہوگی جب کہ عین چھونے اور دیکھنے کے وقت شہوت پائی جائے۔ چناں چہ اگر چھونے کے بعد یا نظر اُٹھ جانے کے بعد شہوت پیدا ہوئی، تو اِس چھونے اور دیکھنے سے حرمت ثابت نہ ہوگی۔

والعبرة للشهوة عند المس والنظر لا بعدهما. وتحته في الشامية: فيفيد اشتراط الشهوة حال المس، فلو مس بغير شهوة ثم اشتهى عن ذٰلك المس لا تحرم عليه أهـ. وكذٰلك في النظر كما في البحر، فلو اشتهى بعد ما غضّ بصره لا تحرم. (الدر المختار مع الشامي / كتاب النكاح ١٠٨/٤ زكريا)

مزنیہ کی بہن سے نکاح؟

اگر کسی شخص نے دو بہنوں میں سے ایک سے زنا کیا، پھر مزنیہ کی بہن سے نکاح کرلیا، تو

جب تک مزنیہ کو ایک ماہواری نہ آجائے، اُس وقت تک منکوحہ بہن سے جماع درست نہ ہوگا۔

لو زنا بإحدیٰ الأختین لا یقرب الأخریٰ حتی تحیض الأخریٰ حیضةً.

(الدر المختار مع الشامي ۱۰۹/٤ زکریا، ۳٤/۳ کراچی)

مردہ عورت سے حرمت ثابت نہ ہوگی

حرمتِ مصاہرت کے ثبوت کے لئے عورت کا زندہ اور باحیات ہونا ضروری ہے؛ لہٰذا اگر کسی مردہ عورت سے وطی کی یا اُس کو شہوت کے ساتھ ہاتھ لگایا، یا اُس کی فرجِ داخل کو دیکھا وغیرہ، تو اس سے حرمت مصاہرت ثابت نہ ہوگی۔

هذا إذا کانت حیة مشتهاة، أما غیرها یعني المیتة وصغیرة لم تشته فلا تثبت الحرمة بها أصلاً. (الدر المختار مع الشامي / کتاب النکاح ۱۱۰/٤ زکریا)

مفضاۃ عورت سے وطی موجبِ حرمت نہیں

ایسی عورت جس کے دونوں راستے ایک ہوگئے ہوں، اُس کے ساتھ وطی کرنے سے حرمتِ مصاہرت ثابت نہ ہوگی؛ ہاں البتہ جماع کے بعد حمل ٹھہرنے سے یہ متعین ہوجائے کہ وطی فرج ہی میں ہوئی ہے، تو ایسی صورت میں حرمتِ مصاہرت ثابت ہوجائے گی۔

وکما (أي لا تثبت الحرمة) لو أفضاها لعدم تیقن کونه في الفرج ما لم تحبل منه. (الدر المختار مع الشامي / کتاب النکاح ۱۱۰/٤-۱۱۱ زکریا)

❍❖❍

حرمتِ رضاعت کے مسائل

حرمتِ رضاعت کا ماخذ

قرآنِ پاک میں جن عورتوں سے نکاح کو حرام قرار دیا گیا ہے، اُن میں دودھ پلانے والی عورتیں اور دودھ شریک بہنیں بھی شامل ہیں، چناں چہ قرآنِ پاک میں محرمات کا ذکر کرتے ہوئے ارشاد فرمایا گیا:

وَأُمَّهَاتُكُمُ اللَّاتِي أَرْضَعْنَكُمْ وَأَخَوَاتُكُمْ مِنَ الرَّضَاعَةِ. (النساء: ۲۳)

اور (تم پر حرام ہیں) تمہاری وہ مائیں جنہوں نے تمہیں دودھ پلایا اور تمہاری رضاعی بہنیں۔

نیز اَحادیثِ شریفہ میں بھی اِس کی صراحت ہے کہ جس طرح نسب سے حرمت آتی ہے، اِسی طرح رضاعت سے بھی حرمت ثابت ہوتی ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

يَحْرُمُ مِنَ الرَّضَاعَةِ مَا يَحْرُمُ مِنَ النَّسَبِ. (صحيح البخاري ۳٦۰/۱ رقم: ۲۵۷۱، صحيح مسلم ٤٦٧/۱ رقم: ۲٦۲۱، سنن النسائي ٦٧/۲)

دودھ پلانے سے بھی اسی طرح حرمت آتی ہے جیسے نسب سے آتی ہے۔

اور پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ بھی ارشاد فرمایا:

الرَّضَاعَةَ تُحَرِّمُ مَا يُحَرِّمُ الْوِلَادَةُ. (صحيح البخاري ٧٦٤/۲ رقم: ٤۹۰۸، صحيح مسلم ٤٦٦/۱ رقم: ۳٥٤٧، سنن النسائي ٦٧/۲ رقم: ۳۲٥۱)

رضاعت بھی اسی طرح حرمت کا سبب ہے جیسے ولادت حرمت کا سبب ہوتی ہے۔

مذکورہ دلائل کی بنیاد پر اُمت کا اِس پر اتفاق ہے کہ شرائط کے مطابق بچہ کو دودھ پلانے سے دونوں کے خاندانوں میں حسبِ تفصیل حرمت کا حکم اِسی طرح جاری ہوتا ہے، جیسے نسبی رشتوں کی وجہ سے جاری ہوا کرتا ہے، جس کی قدرے تفصیل پہلے محرماتِ نسبیہ کے بیان میں گذر چکی ہے۔

حرمتِ رضاعت کی علت

جس طرح نسبی رشتہ میں زوجین کے نطفہ کو اصل قرار دے کر نسبی حرمتیں جاری کی گئی ہیں، اِسی طرح اَیامِ رضاعت میں بچہ کو دودھ پلانے کو بھی اُس کے لئے نشو ونما کا بنیادی ذریعہ قرار دے کر اُس سے جزئیت ثابت کی گئی ہے، اور یہ اسلام کی طرف سے رشتوں کے احترام کی اور انسانیت کی تعظیم کا بہترین نمونہ ہے؛ کیوں کہ اسلام اِس کو گوارہ نہیں کرتا کہ جس بچے یا بچی کی تعمیر اور بنیادی نشو ونما میں جس عورت یا مرد کا جزء شامل رہا ہواُسے نظر انداز کر دیا جائے؛ بلکہ اسلام کی تعلیم یہ ہے کہ جیسے حقیقی ماں باپ کے بنیادی احسان کو فراموش نہیں کیا جاسکتا، اِسی طرح جس عورت نے اَیامِ رضاعت میں اپنا دودھ (خونِ جگر) پلایا ہو، اور جو مرد (مرضعہ کا شوہر) اُس دودھ کے اترنے کا سبب بنا ہو، اُسے بھی فراموش نہیں کیا جاسکتا، اور آئندہ رشتہ داریوں میں اُن کے احترام کو تقریباً اِسی طرح ملحوظ رکھا جائے گا جیسے حقیقی ماں باپ کے رشتہ داروں میں اسے ملحوظ رکھا جاتا ہے۔

والمعنى في ذٰلك أن الماء أصل في التكوين، واللبن أصل في النماء والزيادة، فجرى الماء من أصل التكوين مجرى الوصف من الأصل ومجرى الحق من الحقيقة، والحرمات مما يحتاط في اثباتها، فالحق ألحق بالحقيقة والوصف بالأصل. (المحيط البرهاني ٩٣/٤)

علاوہ ازیں اِس بارے میں حضرۃ الاستاذ حضرت مولانا مفتی سعید احمد صاحب پالن پوری دامت برکاتہم شیخ الحدیث وصدر المدرسین دارالعلوم دیوبند مزید اِفادات کے ساتھ حکیم الامت حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی ترجمانی کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں:

اور حرمتِ رضاعت کی تین وجوہ ہیں:

پہلی وجہ: — علاقہ جزئیت وبعضیت — جس عورت نے دودھ پلایا ہے وہ ماں کے مشابہ ہے؛ کیوں کہ اُس کے دودھ سے بچے کے جسم کے اخلاط اور اُس کا ڈھانچہ تیار ہوا ہے۔ فرق اتنا ہے کہ ماں نے بچہ کو پیٹ میں رکھ کر پالا ہے اور انّا (رضاعی ماں) نے باہر بچہ پر دودھ بہایا ہے، اور بچہ کی شروع زندگی میں اُس کی حیات کا سامان کیا ہے، پس دونوں کے جسم کے اجزاء سے بچہ کا جسم تیار ہوتا ہے، یہی علاقۂ جزئیت وبعضیت ہے، اور جزء سے انتفاع حرام ہے، اِس لئے رضاعت سے حرمت پیدا ہوتی ہے۔ پس انّا بھی دوسرے درجہ کی ماں ہے، اور اُس کی اولاد دوسرے درجہ کے بھائی بہن ہیں، اور یہی حال دوسرے رشتوں کا ہے۔

دوسری وجہ: — ماں جیسی بے تکلفی — دودھ پلانے والی (ماں) بچے کی پرورش میں مشقت برداشت کرتی ہے، اور بچے کے ذمہ اُس کے حقوق ثابت ہوتے ہیں، اور انّا بچپن میں بچہ کے جسم کا ہر جزء دیکھ چکی ہے، غرض اُس سے ماں جیسی بے تکلفی رہ چکی ہے، پس ایسی عورت کو نکاح میں لانا اور اُس کو جورو بنانا فطرتِ سلیمہ کے خلاف ہے۔ بعض چوپایوں تک کا یہ حال ہے کہ وہ اپنی ماں یا دودھ پلانے والی کی طرف جنسی التفات نہیں رکھتے، انسان تو انسان ہے؟ پس اُس کے لئے یہ بات کیسے روا ہوسکتی ہے کہ اپنی انّا یا اُس کے اُصول وفروع کو اپنی جورو بنائے؟

تیسری وجہ: — عربوں کے تصورات کا لحاظ — عرب اپنی اولاد کو قبائل میں دودھ پلواتے تھے، بچہ اُن میں جوان ہوتا تھا، اور محارم کی طرح اُن کے ساتھ میل جول رکھتا تھا، چناں چہ عربوں کے تصورات میں دودھ پلانا بھی نسب ہی کی طرح کا رشتہ تصور کیا جاتا تھا، اِس لئے ضروری ہوا کہ اُن تصورات کا لحاظ کیا جائے، اور رضاعت کو نسب پر محمول کیا جائے، یعنی اُس کو بھی بحکم نسب رکھا جائے۔ حدیث میں اِس کی طرف اشارہ ہے۔ فرمایا کہ دودھ پینے سے وہ سب رشتے حرام ہوتے ہیں جو ولادت سے حرام ہوتے ہیں'' یعنی رضاعت بحکم ولادت ہے۔ (ماخوز: رحمۃ اللہ الواسعۃ شرح حجۃ اللہ البالغۃ ۵/۸۸-۸۹)

بچہ کو کم عقل عورتوں کا دودھ نہ پلایا جائے

رضاعت کے آداب میں سے یہ ہے کہ ضرورت کے وقت سمجھ دار اور دین دار عورتوں سے ہی دودھ پلوایا جائے؛ کیوں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بچوں کو کم عقل اور بے وقوف عورتوں کا دودھ پلانے سے منع فرمایا ہے؛ اِس لئے کہ مرضعہ کا دودھ بچے کی پرورش اور نشو ونما میں مؤثر ہوتا ہے۔ نیز ناسمجھ عورتیں بچوں کی حفاظت کی ذمہ داری بھی پوری طرح انجام نہیں دے سکتیں۔

ولا ينبغي للرجل أن يدخل ولده إلى الحَمقاء لترضعه؛ لأن النبي عليه السلام نهى عن لبن الحَمقاء. وقال: ''اللبن يُعدي'' وإنما نَهى؛ لأن الدفع إلى الحمقاء يُعرض ولده للهلاك بسبب قلة حفظها له. (البحر الرائق ۳/۲۲۲، المحيط البرهاني ۳/۱۹۱، النهر الفائق ۲/۲۹۹)

شوہر کی اِجازت کے بغیر کسی دوسرے کے بچہ کو دودھ پلانا مکروہ ہے

نیز خواتین کو چاہئے کہ دوسرے کے بچوں کو دودھ پلانے میں احتیاط سے کام لیں، چناں چہ

فقہاء نے شوہر کی اِجازت کے بغیر بلا وجہ کسی کے بچہ کو اپنا دودھ پلانا مکروہ قرار دیا ہے؛ البتہ اگر کسی کے بچہ کو جان کا خطرہ لاحق ہوجائے اور کوئی دوسری عورت دودھ پلانے والی نہ ہو، تو اَب اُسے دودھ پلاکر بچہ کی جان بچانا اُس پر واجب ہوگا، اُس کے لئے شوہر کی اجازت بھی ضروری نہ ہوگی۔

وفي الخانية من الحظر والإباحة: امرأة ترضع صبيًا من غير إذن زوجها يكره لها ذٰلك، إلا إذا خافت هلاك الرضيع، فحينئذ لا بأس به. وينبغي أن يكون واجبًا عليها عند خوف الهلاك إحياءً للنفس. (البحر الرائق ۲۲۲/۳، خانية على هامش الفتاوىٰ الهندية ۴۲۰/۱)

يكره للمرأة أن ترضع صبيًا بلا إذن زوجها إلا إذا خافت هلاكه. (شامي، كتاب النكاح / باب الرضاع ۴۰۲/۴ زكريا)

اَب ذیل میں حرمتِ رضاعت سے متعلق چند ضروری مسائل ذکر کئے جارہے ہیں:

رضاعت کی شرعی تعریف

مدتِ رضاعت (۲؍سال کے اندر) کے دوران جنس انسان کی نسل کی عورت کے پستان سے بچہ کا دودھ چوسنا خواہ ایک قطرہ ہی کیوں نہ ہو، رضاعت کہلاتا ہے۔

في الكافي: الرضاع في الشرع عبارة عن مص شخص مخصوص أي الطفل من ثدي مخصوص أي ثدي الآدمية في وقت مخصوص علىٰ حسب ما اختلف فيه. (الفتاوىٰ التاتارخانية / كتاب الرضاع ۳۶۱/۴ زكريا)

مص من ثدي آدمية في وقت مخصوص هو حولان ونصف عنده، وحولان عندهما، وهو الأصح، وبه يفتى. (شامي ۲۹۱/۴ بيروت، البحر الرائق ۲۲۱/۳، الفقه على المذاهب الأربع ۹۱۷، فتح القدير ۴۱۸/۳، مجمع الأنهر ۵۵۱/۱، البحر الرائق ۳۸۶/۳)

الرضاع فى الشرع: إسم لوصول لبن المرأة أو ما حصل من لبنها فى جوف طفل. (الموسوعة الفقهية ۲۳۸/۲۲ الكويت)

مدتِ رضاعت

حضرت اِمام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک بچہ کو دودھ پلانے کی مدت ڈھائی سال

ہے، جب کہ حضراتِ صاحبین رحمہما اللہ ودیگر ائمہ کے نزدیک مدتِ رضاعت دو سال ہے، دونوں قول مفتی بہ ہیں؛ لیکن قوتِ دلیل اور احتیاط کے اعتبار سے اس مسئلہ میں صاحبین رحمہما اللہ کا قول مختار ہے؛ لہٰذا قانونی طور پر اُسی بچہ سے حرمتِ رضاعت کا تعلق ہوگا جس نے دو سال کے اندر اندر دودھ پیا ہو۔ تاہم اگر دو سال کے بعد اور ڈھائی سال کے اندر اندر دودھ پیا ہے، تو بہتر ہے کہ ایسی رضاعی رشتہ داروں میں باہم مناکحت نہ ہو؛ لیکن اگر رشتہ ہوگیا تو اُسے ناجائز نہیں کہا جائے گا۔ (مسائل بہشتی زیور وغیرہ)

(اسی طرح اگر کوئی بچہ زیادہ کمزور ہو تو امام صاحبؒ کے قول پر عمل کرتے ہوئے اُسے ضرورۃً ڈھائی سال تک دودھ پلایا جاسکتا ہے) (فتاویٰ محمودیہ ۱۷/۴۹۷ میرٹھ)

لو استغنى في حولين حل الإرضاع بعدها إلىٰ نصف ولا تأثم ......، ومستحب إلىٰ حولين، وجائز إلىٰ حولين ونصف. (شامي ٣٩٧/٤ زكريا، ٢١١/٣ كراچی)

وحولان فقط عندهما وهو الأصح، "فتح" وبه يفتىٰ كما في تيسير القدوري عن العون. (الدر المختار مع الشامي ٢٩٢/٤ بيروت، ٣٩٣/٤-٣٩٤ زكريا، الفتاوىٰ الهندية ٣٤٢/١، الفتاوىٰ التاتارخانية ٣٦٦/٤ رقم: ٦٤٣٥ زكريا)

وفي الشامي قال في البحر: لا يخفى قوة دليلهما، فإن قوله تعالىٰ: ﴿وَالْوٰلِدٰتُ يُرْضِعْنَ﴾ [البقرة: ٢٣٣] يدل على أنه لا رضاع بعد التمام. (شامي ٢٩٤/٤ بيروت، ٣٩٧/٤ زكريا، ٢٠٩/٣ كراچی)

فقال أبوحنيفة رحمه الله تعالىٰ: يثبت حكم الحرمة في الصغير إلىٰ ثلاثين شهرًا. وقال أبويوسف ومحمد رحمهما الله تعالىٰ إلىٰ سنتين. (المحيط البرهاني ٩٦/٤ رقم: ٣٧٣٣ المجلس العلمي)

وقد اختلف فيه، قال أبوحنيفة: ثلاثون شهرًا، ولا يحرم بعد ذٰلك ...... وقال أبويوسف ومحمد رحمهما الله تعالىٰ حولان لا حرم بعد ذٰلك. (بدائع الصنائع، كتاب الرضاع / فصل في صفة الرضاع المحرم ٤٠٢/٣ المكتبة النعيمية ديوبند)

ووقت الرضاع في قول أبي حنيفة رحمه الله بقدر ثلاثين شهرًا، وقالا: بقدر حولين. (الفتاویٰ الهندية ۳۴۲/۱ قديم زكريا، فتاویٰ قاضي خان ۴۱۶/۱)

فالكلام في ثبوت الحرمة، فقد قال أبو حنيفة: يثبت حكم الرضاع في الصغير إلیٰ ثلاثين شهر، وقال أبو يوسف ومحمد رحمه الله تعالیٰ: إلیٰ سنتين. (الفتاویٰ التاتارخانية / كتاب الرضاع ۳۶۶/۴ زكريا)

مدتِ رضاعت کے بعد دودھ پینا موجبِ حرمت نہیں

اگر مدتِ رضاعت کے بعد کسی عورت نے کسی بچہ کو دودھ پلایا، تو اُس سے حرمت ثابت نہ ہوگی، اور مدتِ رضاعت کے بعد دودھ پینا اور پلانا جائز نہیں ہے۔

والرضاع الموجب للتحريم ما كان في حالة الصغر دون الكبر، قال عليه الصلوٰة والسلام: الرضاع ما أنبت اللحم وأنشز العظم. (المحيط البرهاني ۹۵/۴ رقم: ۳۷۳۱، الفتاویٰ التاتارخانية ۳۶۶/۴ رقم: ۶۴۳۴ زكريا)

ولم يبح الإرضاع بعد مدته؛ لأنه جزء آدمي، والانتفاع به لغير ضرورة حرامٌ على الصحيح. (الدر المختار مع الشامي ۲۹۴/۴ بيروت، ۳۹۷/۴ زكريا، ۲۱۱/۳ كراچی)

وإذا مضت مدة الرضاع لم يتعلق بالرضاع تحريم كذا في الهداية. (الفتاویٰ الهندية ۳۴۳/۱، الهداية ۳۵۰/۲، البحر الرائق ۳۸۹/۳، بدائع الصنائع ۴۰۰/۳، الفقه على المذاهب الأربعة ۲۵۵/۴، مكمل ص: ۹۱۹)

بیوی کو دو سال سے پہلے بچہ کا دودھ چھڑانے پر مجبور کرنا

اگر کسی شخص کے نکاح میں آزاد بیوی ہو تو وہ اُسے بچہ کو دودھ پلانے سے دو سال سے پہلے نہیں روک سکتا؛ اِس لئے کہ بچہ کی پرورش کا حق ماں کو حاصل ہے۔ اِس کے برخلاف اگر اُس کے ماتحت باندی ہو، تو دو سال تک دودھ پلانے میں ایک گونہ آقا کی خدمت کا حرج ہے، اِس لئے باندی کو دو سال سے پہلے دودھ چھڑانے پر مجبور کیا جاسکتا ہے، جب کہ اس سے بچہ کی صحت کو نقصان نہ ہو۔

وللأب إجبار أمته علیٰ فطام ولدها منه قبل الحولين إن لم يضره الفطام، وليس له ذٰلك يعني الإجبار مع زوجته الحرة قبلها؛ لأن حق التربية لها. (شامي ٢٩٥/٤ بيروت، ٣٩٨/٤ زكريا، البحر الرائق ٢٢٣/٣، مجمع الأنهر ٥٥٢/١، النهر الفائق ٣٠٠/٢)

مطلقہ ماں کو دودھ پلانے کی اُجرت کب تک دی جائے گی؟

اگر کسی نے بچہ والی عورت کو طلاق دے دی اور وہ شوہر سے بچے کو دودھ پلانے کی اُجرت کا مطالبہ کرے تو اُسے صرف دوسال دودھ پلانے کی اُجرت دی جائے گی، اِس سے زیادہ نہیں، اِسی پر اکثر مشائخ کا فتویٰ ہے۔

وعند أبي يوسف ومحمد رحمهما الله تعالىٰ إلیٰ تمام حولين ولا تستحق فيما وراء الحولين، وكثير من المشائخ رحمهم الله قالوا: إن مدة الرضاع في حق استحقاق الأجر على الأب مقدرة بحولين عند الكل، حتى لا تستحق المطلقة أجرة الرضاع بعد الحولين بالإجماع، وتستحق في الحولين بالإجماع. (الفتاویٰ التاتارخانية ٣٦٧/٤ رقم: ٦٤٣٦ زكريا)

وأشار بجعل المدة ظرفًا للمحرمة أنها ليست مدة استحقاق الأجر على الأب؛ بل اتفقوا أنه لا تجب أجرة الإرضاع بعد الحولين، وكذا لا يجب عليها الإرضاع ديانةً بعدهما، كما في المجتبىٰ. (البحر الرائق ٢٢٢/٣ كوئٹه، مجمع الأنهر ٥٥٣/١، شامي ٣٩٧/٤ زكريا، خانية علیٰ هامش الفتاویٰ الهندية ٤١٧/١)

رضاعت کا ثبوت

حرمتِ رضاعت کا ثبوت دو چیزوں سے ہوتا ہے:

(۱) اِقرار:- یعنی لڑکا خود یہ اقرار کرے کہ فلاں عورت میری رضاعی بہن یا رضاعی ماں یا رضاعی بیٹی ہے، اور اِس اقرار سے اُس کا رضاعی رشتہ ثابت ہوجائے، تو اُس لڑکے کا نکاح اُس عورت سے جائز نہ ہوگا، اور اگر نکاح کرلیا ہے تو اس اقرار کے بعد تفریق لازم ہوگی۔

(۲) شہادت:- یعنی نکاح کے بعد یا پہلے دو مرد یا ایک مرد اور دو عورتیں اس بات کی گواہی دیں کہ یہ میاں بیوی دونوں رضاعی بہن بھائی ہیں، یا کوئی تیسری عورت اس بات کا دعویٰ کرے کہ میں نے تم دونوں کو دودھ پلایا ہے، اور اس دعویٰ پر وہ دو مرد یا ایک مرد اور دو عورتوں کی شہادت پیش کردے، تو اس سے بھی حرمت رضاعت ثابت ہوجائے گی، اور دونوں کے درمیان ازدواجی تعلق حلال نہ رہے گا۔

وأما بيان ما يثبت به الرضاع أي يظهر به فالرضاع يظهر بأحد أمرين: أحدهما: الإقرار، والثاني: البينة، أما الإقرار: فهو أن يقول لامرأة تزوجها: هي أختي من الرضاع أو أمي من الرضاع أو بنتي من الرضاع ويثبت علىٰ ذٰلك ويصبر عليه فيفرَّق بينهما؛ لأنه أقر ببطلان ما يملك إبطاله للحال فيصدق فيه على نفسه ...... وأما البينة: فهي أن يشهد على الرضاع رجلان أو رجل وامرأتان ولا يقبل على الرضاع أقل من ذٰلك ولا شهادة النساء بإنفرادهن.

(بدائع الصنائع، كتاب الرضاع / فصل في بيان ما يثبت به الرضاع ۴۱۵/۳ زكريا)

ولا يقبل في الرضاع إلا شهادة رجلين أو رجل وامرأتين عدول. (الفتاویٰ الهندية / كتاب النكاح ۳۴۷/۱ زكريا)

وكما لا يفرق بينهما بعد النكاح ولاتثبت الحرمة بشهادتهن فكذلك قبل النكاح إذا أراد الرجل أن يخاطب امرأة فشهدت امرأة قبل النكاح أنها أرضعتهما كان في سعة من تكذيبها كما لو شهدت بعد النكاح. (البحر الرائق، كتاب النكاح / باب الرضاع ۴۰۵/۳ زكريا)

تنہا عورت کے اقرار سے ثبوتِ رضاعت کا حکم

شادی کے بعد اگر کوئی عورت یہ اقرار کرے کہ میں نے تم دونوں کو دودھ پلایا ہے، یعنی تم دونوں آپس میں رضاعی بہن بھائی ہو اور اُس کے پاس کوئی گواہ نہ ہو تو اگرچہ اس سے حرمت

ثابت نہ ہوگی؛ لیکن افضل یہ ہے کہ شوہر اس عورت سے علیحدہ ہوجائے اور نکاح ختم کردے۔

وإذا شهدت امرأة علی الرضاع فالأفضل للزوج أن يفارقها لما روي عن محمد أن عقبة بن الحارث قال: تزوجت بنت أبي إهاب فجاءت امرأة سوداء فقالت: إني أرضعتكما، فذكرت ذٰلك لرسول اللّٰه صلی اللّٰه عليه وسلم، فقال: فارقها، فقلت: إنها امرأة سوداء وإنها كيت وكيت، فقال صلی اللّٰه عليه وسلم: كيف وقد قيل. (بدائع الصنائع / كتاب الرضاع ۴۱۶/۳ زكريا)

رضاعت کے تحقق کے لئے مرضعہ میں دوشرطیں ضروری ہیں

رضاعت کے احکام اُس وقت جاری ہوں گے جب مرضعہ (دودھ پلانے والی) میں دو شرطیں پائی جائیں:

(۱) مرضعہ جنس انسان کی نسل سے ہو، پس جانور کا دودھ پینے سے حرمتِ رضاعت کا تحقق نہ ہوگا۔

(۲) مرضعہ کی عمر نو سال سے زیادہ ہو، اِس سے کم عمر میں اگر دودھ اُتر جائے تو اس سے رضاعت کا ثبوت نہ ہوگا۔

الحنفية قالوا: يشترط في المرضعة شرطان: أحدهما أن تكون المرأة آدمية. ثانيها: أن تكون بنت تسع سنين فما فوقها. (الفقه علی المذاهب الأربع مكمل ۹۱۹)

هو مص الرضيع من ثدي الآدمية. (البحر الرائق ۲۲۱/۳، شامي ۲۹۱/۴ بيروت)

ولبن بكر بنت تسع سنين فأكثر محرم وإلا لا. (شامي، كتاب النكاح / باب الرضاع ۳۰۲/۴ بيروت)

ولبن البكر أي موجب للحرمة بشرط أن تكون البكر بلغت تسع سنين فأكثر، أما لو لم تبلغ سنين فنزل لها لبن فأرضعت به صبيًا لم يتعلق به تحريم. (البحر الرائق ۲۲۸/۳)

ایامِ رضاعت میں معمولی سا دودھ بھی پیٹ میں چلا جانا موجبِ حرمت ہے

حرمتِ رضاعت کے ثبوت کے لئے اگر دو چار قطرے دودھ بھی اَیامِ رضاعت میں بچہ کے پیٹ میں چلا جائے تو حرمت کے لئے کافی ہے۔

وقليل الرضاع وكثيره سواء في إثبات الحرمة؛ لأن المنصوص عليه فعل الإرضاع دون العدد. قال اللّٰه تعالىٰ: ﴿وَاُمَّهَاتُكُمُ اللَّاتِيْ اَرْضَعْنَكُمْ﴾ (المحيط البرهاني ٩٥/٤ رقم: ٣٧٣١، الفتاوىٰ التاتارخانية / كتاب الرضاع ٣٦١/٤ رقم: ٦٤٢٠ زكريا، فتاوىٰ قاضي خان ٤١٧/١)

قليل الرضاع وكثيره إذا حصل في مدة الرضاع تعلق به التحريم، كذا في الهداية. (الفتاوىٰ الهندية ٣٤٢/١ قديم زكريا)

وهٰذا منقول عن علي وابن مسعود وابن عباس رضي اللّٰه عنهم. (انظر تعليق الفتاوىٰ التاتارخانية ٣٦١/٤ زكريا)

قال الشيخ أبوبكر الرازي في أصول فقهه في باب إثبات القول بالعموم: قيل: لابن عمر رضي اللّٰه عنهما: إن ابن الزبير يقول: لا تحرم الرضعة ولا الرضعتان، فقال: قضاء اللّٰه تعالىٰ أولىٰ من قضاء ابن الزبير، قال اللّٰه تعالىٰ: ﴿وَاُمَّهٰتُكُمُ اللاَّتِىْ اَرْضَعْنَكُمْ وَاَخَوَاتُكُمْ مِنَ الرَّضَاعَةِ﴾ (تبيين الحقائق ٦٣١/٢)

اگر عورت یہ دعویٰ کرے کہ پستان میں دودھ نہیں تھا تو کیا حکم ہے؟

اگر کسی عورت نے اپنا پستان بچہ کے منہ میں ڈالا اور بچہ اُسے چوستا رہا، پھر عورت نے یہ دعویٰ کیا کہ اس وقت میرا دودھ اترا ہوا نہیں تھا، تو عورت کی بات مانی جائے گی، اور حرمت ثابت نہ ہوگی۔

وفي القنية: إمرأة كانت تعطي ثديها صبيةً واشتهر ذٰلك بينهم، ثم تقول: لم يكن في ثديي لبن حين ألقمتها ثدي ولم يعلم ذٰلك إلا من جهتها جاز لإبنها أن يتزوج بهٰذه الصبية. (شامي ٢٩٦/٤ بيروت، ٤٠١/٤ زكريا، البحر الرائق ٢٢٢/٣)

رضیع کے حلق میں دودھ جانے اور نہ جانے میں شک ہوگیا

رضیع نے عورت کے پستان کو منہ سے پکڑا اور فوراً ہٹالیا تو اگر غالب گمان یہ ہے کہ مرضعہ کا دودھ رضیع کے حلق میں نہیں گیا ہے، تو حرمتِ رضاعت ثابت نہ ہوگی، اور اگر ظن غالب یہ ہو کہ دودھ منہ میں اتر چکا تھا، تو یقیناً حرمتِ رضاعت ثابت ہوجائے گی؛ لیکن اگر محض شک ہو اور ظن غالب کسی جانب بھی نہ ہو تو اس شک کی وجہ سے رضاعت کا ثبوت نہ ہوگا۔

فلو التقم الحلمة ولم يُدر أدخل اللبنُ في حلقه أم لا، لم يحرم؛ لأن في المانع شكا، الولوالجية. (الدر المختار) وفي الشامية: ولو أدخلت الحلمة في الصبي وشكّت في الارتضاع لا تثبت الحرمة بالشك. (الدر المختار مع الشامي / باب الرضاع ٢١٢/٣ كراچى، ٥٥٦/٢ زكريا، الفتاوىٰ الولوالجية ٣٦٤/١)

إن المراد وصول اللبن إلىٰ جوفه من فمه أو أنفه، فلا فرق بين المص والصب والسَّعوط، هٰذا إذا علم أن اللبن وصل إليه وإلا لم تثبت الحرمة؛ لأن في المانع شكا كما في أكثر الكتب. (مجمع الأنهر / كتاب الرضاع ٥٥١/١)

دھوکہ سے کسی دوسرے کے بچہ کو دودھ پلادیا

اگر متعدد عورتوں کے بچے کسی جگہ ہوں اور لاپرواہی یا اندھیرے وغیرہ میں شناخت نہ ہونے کی وجہ سے کسی عورت نے اپنا بچہ سمجھ کر دوسری عورت کے بچہ کو دودھ پلادیا، تو اِس سے بھی حرمتِ رضاعت ثابت ہوجائے گی۔

يحرم من الرضاع ما يحرم من النسب. (الدر المختار مع الشامي ٥٥٧/٢ زكريا)

رضاعت کی بنیاد پرحرام عورتیں

رضاعی قرابت کی بنیاد پردرج ذیل عورتیں حرام قرار پاتی ہیں:

(۱)رضاعی ماں، دادی، نانی (اُوپرتک)

يحرم على الرضيع أبواه من الرضاع، وأصولهما وفروعهما من النسب والرضاع جميعًا. (الفتاوىٰ الهندية ۳٤۳/۱، الفتاوىٰ التاتارخانية ۳٦۲/٤ رقم: ٦٤۲۲)

إذا ثبت بالرضاع تتعدى إلىٰ أصول المرضعة وفروعها. (خانية على الفتاوىٰ الهندية ٤۱٦/۱ زكريا)

(۲)رضاعی لڑکی، پوتی، نواسی (نیچے تک)

يحرم على الرضيع أبواه من الرضاع، وأصولهما وفروعهما من النسب والرضاع جميعًا. (الفتاوىٰ الهندية ۳٤۳/۱، الفتاوىٰ التاتارخانية ۳٦۲/٤ رقم: ٦٤۲۲ زكريا)

(۳)رضاعی بہن، خواہ حقیقی ہو یا علاتی (باپ شریک) ہو یا اَخیافی (ماں شریک)

ولا حل بين الرضيعة وولد مرضعتها. (شامي، كتاب النكاح / باب الراضع ٤۱۰/٤ زكريا، ۲۱۷/۳ كراچی، البحر الرائق ۲۲۸/۳، ملتقى الأبحر على مجمع الأنهر ۵۵٤/۱، الهداية ۳۵۱/۲)

ولا حل بين رضيع وولد زوج لبنها أي لبن المرضعة منه أي من الزوج بأن نزل بوطئه الخ. (مجمع الأنهر ۳۷۷/۱-۳۸۷)

(۴)رضاعی بھتیجی، بھانجی (نیچے تک)

كل امرأة حرمت من النسب حرم مثلها من الرضاع، وهن الأمهات والبنات والأخوات والعمات والخالات وبنات الأخ وبنات الأخت؛ ولأن الأمهات والأخوات منصوصٌ عليهن، والباقيات يدخلن في عموم لفظ سائر المحرمات، ولا نعلم في هٰذا خلافًا. (المغني لإبن قدامة ٤۷٦/۷، إعلاء السنن ۱٤۳/۱۱ دار الكتب بيروت)

وكذا إذا أرضعتها أخته أو بنته من النسب أو من الرضاع؛ لأنها صارت بنت أخته أو بنت بنته من الرضاع الخ. (بدائع الصنائع ۴۱۰/۳)

يحرم على الرضيع ...... فالكل إخوة الرضيع وأخواته وأولادهم أولاد إخوته وأخواته الخ. (الفتاویٰ الهندية ۳۴۳/۱ زكريا)

(۵) رضاعی پھوپھی اور خالہ اور اپنے ماں باپ کی پھوپھی اور خالہ، خواہ حقیقی ہوں یا علاتی یا اخیافی، اِسی طرح دادا اور دادیوں کی اولادیں۔ (اوپر تک)

وكذا إذا أرضعتها أخته أو بنته من النسب أو من الرضاع؛ لأنها صارت بنت أخته أو بنت بنته من الرضاع الخ. (بدائع الصنائع ۴۱۰/۳)

يحرم على الرضيع ...... فالكل إخوة الرضيع وأخواته وأولادهم أولاد إخوته وأخواته الخ. (الفتاویٰ الهندية ۳۴۳/۱ زكريا)

(۶) اگر دودھ پینے والا بچہ ہے تو اُس کی بیوی بچہ کے رضاعی باپ پر حرام ہوگی، اور اگر دودھ پینے والی بچی ہے تو اُس کا شوہر بچی کی رضاعی ماں پر حرام ہوگا۔

وامرأة الرضيع حرامٌ على الرجل. (الفتاویٰ الهندية ۳۴۳/۱)

(۷) دودھ پینے والے بچہ کی اولادیں مرضعہ کے اُصول وفروع پر حرام ہیں۔

(۸) اپنی منکوحہ عورت کی رضاعی اُصول سے بھی نکاح حرام ہے۔ (علم الفقہ ۵۱/۶)

نوٹ:- بعض فقہاء نے رضاعی رشتہ داریوں کے بارے میں فارسی کا ایک نہایت جامع شعر نقل کیا ہے جو یاد رکھنے کے قابل ہے:

از جانبِ شیردہ ہمہ خویش شوند ❖ وز جانب شیرخوارہ زوجان وفروع

ترجمہ:- دودھ پلانے والی عورت کی طرف سے اس کے سب خاندان والے رشتہ دار بن جاتے ہیں، اور دودھ پینے والے بچہ کی طرف سے وہ خود اور دونوں میاں بیوی اور اُن کی اولادیں محرم رشتہ دار بنتی ہیں۔

(شرح وقایہ، کتاب الرضاع ۶۷/۲، علم الفقہ، از امام اہل سنت حضرت مولانا عبد الشکور صاحب لکھنویؒ ۵۰/۶، مجموعہ قوانین اسلامی ۵۵)

اَب اِسی اُصول کے اعتبار سے فقہاء نے بہت ساری صورتیں نکالی ہیں، جن میں حرمتِ رضاعت ثابت نہیں ہوتی، مثلاً: رضاعی بچے کے نسبی ماں باپ یا رضاعی بہن کی نسبی یا رضاعی بھائی بہن وغیرہ، اِس اعتبار سے دسیوں صورتیں نکالی جاسکتی ہیں۔ (تفصیل دیکھئے: الدر المختار مع الشامی، کتاب النکاح/ باب الرضاع ۴/۴۰۸ زکریا، غایۃ الاوطار ۲/۹۲-۹۵)

رضاعت کی وجہ سے جو عورتیں حرام نہیں ہیں

رضاعت اور نسب میں حرمت کے اعتبار سے دو باتوں میں فرق ہے:

(۱) نسبی بیٹے کی بہن سے نکاح درست نہیں؛ (کیوں کہ یا تو وہ حقیقی بیٹی ہوگی یا ربیبہ ہوگی) جب کہ رضاعی بیٹے کی بہن سے نکاح درست ہے۔ (کیوں کہ اس سے اس شخص کا کوئی رشتہ نہیں ہے)

(۲) نسبی بہن کی نسبی بہن سے نکاح درست نہیں؛ (کیوں کہ وہ بہن یا تو باپ شریک ہوگی یا ماں شریک) جب کہ رضاعی بہن کی نسبی یا رضاعی بہن سے نکاح درست ہے۔ (کیوں کہ یہاں کوئی رشتہ محرمیت نہیں پایا جارہا ہے)

اِن دونوں باتوں کا خلاصہ یہ ہے کہ حرمتِ رضاعت دودھ پینے والے بچے کے اُصول (ماں باپ) میں اور اُصول کی فروع (بھائی بہن) میں جاری نہیں ہوتی۔ اِسی طرح رضاعی بیٹے کی دادی، رضاعی چچا کی ماں، رضاعی پھوپھی کی ماں، رضاعی ماموں کی ماں میں بھی حرمت نہ آئے گی۔

فالرضاع في إيجاب الحرمة كالنسب والصهرية، قال أصحابنا رحمهم اللّٰه: وما يتعلق به التحريم في النسب يتعلق به في الرضاع إلا في مسئلتين: إحداهما أنه لا يجوز للرجل أن يتزوج أخت ابنه من النسب ويجوز في الرضاع. والمسئلة الثانية: لا يجوز للرجل أن يتزوج أم اخته من النسب ويجوز في الرضاع. (الفتاویٰ التاتارخانية ٣٦١/٤-٣٦٢ رقم: ٦٤٢١، الفتاویٰ الهندية ٣٤٣/١)

فيحرم به ما يحرم من النسب إلا جدة ولده وأخت ولده وعمة ولده وأم أخيه وأخته وأم عمه أو عمته أو خاله أو خالته الخ. (ملتقى الأبحر ١/٥٥٣-٥٥٤)

وتثبت حرمة المصاهر ة في الرضا ع حتى إن امرأة الرجل حرام على الرضيع، وامرأة الرضيع حرام على الرجل، وعلىٰ هٰذا القياس، إلا في المسئلتين: إحداهما أن لا يجوز للرجل أن يتزوج أخت ابنه من النسب، ويجوز في الرضا ع ......، والمسئلة الثانية: لا يجوز لرجل أن يتزوج أم أخته من النسب، ويجوز في الرضا ع. (الفتاویٰ الهندية ١/٣٤٣ زكريا)

بن بیاہی عورت کا دودھ بھی موجبِ حرمت ہے

اگر باکرہ (بن بیاہی) عورت کا دودھ اتر آئے بشرطیکہ اُس کی عمر ۹ رسال سے زیادہ ہو، اور وہ کسی بچے یا بچی کو ایامِ رضاعت میں دودھ پلادے، تو اُس سے حرمتِ رضاعت ثابت ہوجائے گی۔

والبكر إذا نزل لها لبن تعلق به من الحرمة ما يتعلق بلبن الثيب. (المحيط البرهاني ٤/٩٧ رقم: ٣٧٣٥، الفتاویٰ التاتارخانية ٤/٣٦٨، رقم: ٦٤٣٩ زكريا، الفتاویٰ الهندية ١/٣٤٤ قديم زكريا، البحر الرائق ٣/٢٢١)

ولبن البكر والميتة محرم أي مثبت للمحرمة، أما لبن البكر فلإطلاق النصوص؛ ولأنه سبب النشو والنمو، فيثبت به شبهة البعضية. (تبيين الحقائق ٢/٦٣٩)

بڑھیا عورت کا دودھ

اگر آئسہ (وہ عورت جو اُس عمر کو پہنچ چکی ہو جس سے ولادت کی اُمید نہ ہو) کو دودھ اُتر آئے اور وہ ایامِ رضاعت میں کسی بچہ کو دودھ پلادے، تو اُس سے حرمتِ رضاعت ثابت ہوجائے گی۔

مصّ من ثدي آدمية ولو بكرًا أو ميتةً أو آيسةً (الدر المختار) ذكره في النهر: أخذا من إطلاقهم. (شامي، كتاب النكاح / باب الرضاع ٤/٣٩١ زكريا)

ومثل ذٰلك ما إذا كانت عجوزًا يئست من الحيض والولادة. (الفقه على المذاهب الأربعة مكمل ۹۱۹)

مردہ عورت کے دودھ کا حکم

جس طرح زندہ بالغہ عورت کا دودھ پینے سے حرمتِ رضاعت ثابت ہوجاتی ہے، ایسے ہی مردہ عورت کا دودھ پینے سے بھی حرمتِ رضاعت ثابت ہوجائے گی، خواہ دودھ مرنے سے پہلے نکالا ہو یا مرنے کے بعد نکالا ہو، بہرصورت اس سے رضاعت کا تحقق ہوجائے گا۔

ولبن الحية والميتة سواء في التحريم. (الفتاویٰ التاتارخانية / كتاب الرضاع ۳٦۸/٤ زكريا، الفتاویٰ الهندية ۳٤٤/۱ قديم زكريا)

وكذا يحرم لبن ميتة ولو محلوبًا، سواء حلب قبل موتها فشربه الصبي بعد موتها أو حلب بعد موتها. (شامي ۳۰۲/٤ بيروت، البحر الرائق ۲۲۹/۳)

ولبن الحية والميتة سواء في التحريم. (الفتاویٰ الهندية ۳٤٤/۱، مجمع الأنهر ٥٥٥/۱، البحر الرائق ۳۸۷/۳، الموسوعة الفقهية ۲۲/ ۲۳۸ الكويت، بدائع الصنائع ٤۰٦/۳)

منکوحہ عورت کا ولادت کے بغیر کسی بچہ کو دودھ پلانا؟

اگر عورت منکوحہ تھی؛ لیکن اتفاقاً ولادت کے بغیر اُس کا دودھ اتر آیا، اور اُس نے کسی بچے کو دودھ پلادیا، تو ایسی صورت میں یہ عورت اُس کی رضاعی ماں تو بن جائے گی؛ لیکن اُس عورت کا شوہر اِس دودھ پینے والے بچہ کا رضاعی باپ نہ بنے گا، اور شوہر کے اُصول وفروع بچہ پر حرام نہ ہوں گے۔

وكذٰلك إذا تزوج امرأة ولم تلد منه قط ثم نزل لها اللبن، فإن هٰذا اللبن من هٰذه المرأة دون زوجها، حتى لو أرضعت صبيًا لا يحرم علىٰ ولد هٰذا الزوج من غير هٰذه المرأة. (الفتاویٰ التاتارخانية / كتاب الرضاع ۳٦۳/٤ رقم: ٦٤۲٦ زكريا، الفتاویٰ الهندية ۳٤۳/۱، خانية على هامش الفتاویٰ الهندية ٤۱۹/۱، المحيط البرهاني ۱۸۹/۳)

وقيدنا بكونه نزل بسبب ولادتها منه؛ لأنه لو تزوج امرأة ولم تلد منه قط، ونزل لها لبن وأرضعت به ولدًا لا يكون الزوج أبًا للولد؛ لأنه ليس ابنه؛ لأن نسبته إليه بسبب الولادة منه الخ. (البحر الرائق ۲۲۶/۳ کوئٹہ)

موطوءہ بالشبہ کے دودھ کا حکم

ایک شخص نے کسی عورت سے وطی بالشبہ کرلی، جس سے وہ حاملہ ہوگئی اوراُس کے پستانوں میں دودھ اتر آیا، اَب اگر یہ عورت کسی بچہ کواپنا دودھ پلادے تو یہ بچہ اُس عورت اور وطی بالشبہ کرنے والے کا رضاعی بیٹا کہلائے گا اور دونوں کے درمیان حرمتِ رضاعت ثابت ہوجائے گی۔

ولو وطئ امرأة بشبهة فحَبلت منه، فأرضعت صبيًا فهو ابن الواطي من الرضاع. (الفتاویٰ الهندية ۳٤۳/۱، البحر الرائق ۳۹٦/۳، النهر الفائق ۲۰۳/۲ زکریا)

مزنیہ کا دودھ پینے سے زانی اوراُس کے اُصول وفروع سے نکاح جائز نہ ہوگا

ایک شخص نے کسی عورت سے زنا کیا، جس سے اَولاد بھی ہوئی اوراُس کے پستانوں میں دودھ اتر آیا، پھراُس نے کسی غیر کی بچی کو دودھ پلادیا، تو دودھ پلانے کی وجہ سے زانی اوراُس کے اُصول وفروع سب اُس بچی پر حرام ہوجائیں گے، اور کسی سے نکاح کرنا جائز نہ ہوگا۔ یہی قول راجح اور معتمد ہے۔

ولبن الزنا كالحلال فإذا أرضعت به بنتًا حُرِّمت على الزاني وآبائه وأبنائه وأبنائهم وإن سفلوا. (مجمع الأنهر ۵۵۵/۱، خانية على الفتاویٰ الهندية ٤۱۹/۱)

ولو زنیٰ بامرأة فولدت منه فأرضعت بهذا اللبن صبيةً لا يجوز لهٰذا الزاني أن يتزوج بهٰذه الصبية، ولا لابنهٖ، ولا لآبائهٖ ولا لأبناء أولادهٖ لوجود البعضية بين هٰؤلاء وبين الزاني. فلما لم يجز للزاني أن يتزوجها فكذا لا يجوز

لهؤلاء. (المحيط البرهاني ٩٥/٤ إدارة القرآن كراچی، ومثله في الفتاویٰ الهندية ٣٤٣/١ زكريا، الفتاویٰ التاتارخانية ٣٦٤/٤ رقم: ٦٤٢٧، تبيين الحقائق ٦٣٧/٢ زكريا)

وأشار بذكر الزوج إلیٰ أن لبن الزنا ليس كالحلال، حتى لو ولدت من الزنا وأرضعت به صبية، يجوز لأصول الزاني وفروعه التزوج بها، ولا تثبت الحرمة إلا من جانب الأم. ذكره القاضي الاسبيجابي، واختاره الوبري وصاحب الينابيع. وفي المحيط خلافه. وفي الخانية والذخيرة وغيرهما: وهو الأحوط، الذي ينبغي أن يعتمد. (البحر الرائق ٢٢٦/٣ كوئٹه)

عورت کا دودھ برتن میں نکال کر بچہ کو پلانے سے حرمت کا ثبوت

اگر کسی عورت کا دودھ برتن میں نکال کر بچہ کو (شیشی وغیرہ کے ذریعہ) پلایا گیا، تو بھی حرمت ثابت ہوجائے گی۔

وتثبت حرمة الرضاع بالسعوط والوجور؛ لأنه مما يتغذى الصبي، فالسعوط يصل إلى الدماغ فيتقوى به والوجور يصل إلى الجوف، فيحصل به النشوء. (المحيط البرهاني ٩٧/٤ رقم: ٣٧٣٥، الفتاویٰ التاتارخانية ٣٦٨/٤ رقم: ٦٤٤١ زكريا، الفتاویٰ الهندية ٣٤٤/١، تبيين الحقائق ٦٤٠/٣)

إذا حلبت لبنها في قارورة؛ فإن الحرمة تثبت بإيجار هٰذا اللبن، وإن لم يجد المص. (البحر الرائق ٣٨٧/٣)

ويستوي في تحريم الرضاع الارتضاع من الثدي، والإسعاط والإيجار؛ لأن المؤثر في التحريم هو حصول الغذاء باللبن، وإبنات اللحم وانشاز العظم وسد المجاعة ...... وذٰلك يحصل بالإسعاط والإيجار. (بدائع الصنائع ٤٠٧/٣)

كما يحصل الرضاع بالمص من الثدي يحصل بالصب والسعوط والوجور. (فتاویٰ قاضي خان ٤١٧/١)

نلکی کے ذریعہ بچہ کی ناک میں دودھ چڑھانے سے حرمت کا ثبوت

اگرعورت کا دودھ نکال کر بچہ کی ناک میں نلکی کے ذریعہ ٹپکایا گیا تو اُس سے بھی حرمتِ رضاعت ثابت ہوجائے گی۔

وتثبت حرمة الرضاع بالسعوط والوجور. (المحيط البرهاني ٩٧/٤ رقم: ٣٧٣٥، الفتاوىٰ التاتارخانية ٣٦٨/٤، رقم: ٦٤٤١ زكريا، الفتاوىٰ الهندية ٣٤٤/١)

ويستوي في تحريم الرضاع الارتضاع من الثدي، والإسعاط والإيجار.

(بدائع الصنائع، كتاب الرضاع / فصل في بيان صفة الرضاع المحرم ٤٠٧/٣ المكتبة النعيمية ديوبند)

كما يحصل الرضاع بالمص من الثدي يحصل بالصب والسعوط والوجور. (فتاوىٰ قاضي خان ٤١٧/١، تبيين الحقائق ٦٤٠/٢)

وصول اللبن من ثدي المرأة إلىٰ جوف الصغير فمه أو أنفه في مدة الرضاع، فشمل ما إذا حلبت لبنها في قارورة؛ فإن الحرمة تثبت بإيجار هٰذا اللبن ...... لأنه سبب للوصول، فلا فرق بين المص والصب والسعوط والوجور. (البحر الرائق ٣٨٧/٣)

پانی یا دوا کے ساتھ ملا کر دودھ پلانا

اگرکسی عورت کا دودھ پانی یا دوا یا کسی دوسرے جانور کے دودھ میں ملاکر بچہ کو پلایا، تو اگر عورت کا دودھ غالب ہو، تو حرمت ثابت ہوجائے گی۔ اور غالب کا مطلب یہ ہے کہ اُس کا ذائقہ یا رنگت برقرار ہو۔

ولو خلط لبن المرأة بالماء أو بالدواء أو بلبن البهيمة الخ، فالعبرة للغالب. وفي المنتقىٰ: فسر الغلبة في رواية ابن سماعة عن أبي يوسفؒ، فقال: إذا جعل في لبن المرأة دواء فغير اللبن ولم يغير الطعم أو على العكس، فأوجر

بـه صبيًا حرم الخ. (الـفتـاوىٰ التـاتـارخـانية ٣٦٩/٤ رقـم: ٦٤٤٤ زكريا، شامي ٣٠٢/٤ بيروت، ٤١١/٤ زكريا، البحر الرائق ٣٩٧/٣-٣٩٨، الفتاوىٰ الهندية ٣٤٤/١، الهداية ٣٧١/٢)

وإن خـلـط لبن المرأة بالماء وسقى صبيين إن كان الدواء مغلوبًا باللبن تثبت الحرمة، فسر محمد رحمه اللّٰه تعالىٰ فقال: إن لم يغير الدواء اللبن، وإن غيـر لا تثبـت، وقـال أبويوسفؒ: إن غير طعم اللبن ولونه لا يكون رضاعًا، وإن غير أحدهما دون الآخر يكون رضاعًا. (فتاوىٰ قاضي خان ٤١٨/١)

عورت کا دودھ کھانے کے ساتھ ملا کر دینا

اگر عورت کا دودھ کھانے کی چیز میں ملاکر اِس قدر پکادیا گیا کہ اُس کی ماہیت بدل گئی اور وہ کھانا بچہ کو کھلایا تو اُس سے حرمتِ رضاعت ثابت نہ ہوگی، خواہ دودھ کھانے کی مقدار سے زیادہ ہو یا کم۔

وإذا صـنع لبن امرأة فـي طـعـام فـأكـله صبي، فإن كانت النار قد مسته ونـضـجـت الـطـعام حتى تغير لا تثبت الحرمة. وفي الهداية: في قولهم جميعًا سواء كان اللبن غالبًا أو مغلوبًا. (الفتاوىٰ التاتارخانية ٣٦٩/٤ زكريا، شامي ٣٠٢/٤ بيروت، البحر الرائق ٢٢٨/٣، الفتاوىٰ الهندية ٣٤٤/١)

والـلبـن الـمـخـلـوط بالطعام لا يُحرِّم أطلقه، فأفاد أنه لا فرق بين كون الـلبـن غـالبًا بحيث يتقاطر عند رفع اللقمة أو لا عند أبي حنيفة وهو الصحيح. (البحر الرائق ٢٢٨/٣، شامي ٣٠٣/٤ بيروت، الفتاوىٰ الهندية ٣٤٤/١، الفتاوىٰ التاتارخانية ٣٦٩/٤)

لا يُـحـرِّم الـمخلوطُ بطعام مطلقًا، وتحته في الشامية: قوله: مطلقًا، أي سـواء كـان غـالبًـا أو مـغلوبًا عند الإمام، وقال: إن كان غالبًا يحرُم، والخلاف مـقيـد بـالـذي لـم تـمسه النار، فإذا طبخ فلا تحريم مطلقًا اتفاقًا. (شامي ٢١٨/٣ كراچی، ٤١٢/٤ زكريا)

عورت کے دودھ میں روٹی کا ملیدہ بنانا

اگرعورت کے دودھ میں روٹی کے ٹکڑے چور کر ملیدہ بنا کر بچہ کو کھلایا جائے اور اُس میں دودھ کا مزہ برقرار ہو، تو اُس سے بھی حرمتِ رضاعت ثابت ہوجائے گی۔

إذا ثردت له خبزًا في لبنها حتى نشف الخبز ذٰلك ...... ثم أطعمته إياه، إن كان طعم اللبن يوجد فهو رضاع، وهٰذا قول أبي يوسف ومحمد رحمهما اللّٰه تعالىٰ. (الفتاوىٰ التاتارخانية ٣٦٩/٤ زكريا)

وكذا لو ثردت خبزًا في لبنها وتَشرَّب الخبزُ اللبنَ أو لتّت سويقًا بلبنها، إن كان يوجد منه طعم اللبن تثبت الحرمة. (الفتاوىٰ الهندية ٣٤٤/١)

ويدخل في الطعام الخبز، وقال المصنف في المستصفى: إنما يثبت التحريم عنده إذا لم يشربه، أما إذا حساه ينبغي أن تثبت. (البحر الرائق ٢٢٨/٣ كوئٹه)

وكذا ما جزم به في الفتح من أن الطعام لو كان رقيقًا يشرب اعتبرنا غلبة اللبن إن غلب، وأثبتنا الحرمة. (شامي ٤١٣/٤ زكريا، المحيط البرهاني ١٩١/٣)

عورت کے دودھ میں ستو گھول کر پلانا

اگرعورت کے دودھ میں ستو اِس طرح گھول دیا گیا کہ دودھ غالب ہو، اور اُس کا مزہ محسوس ہورہا ہو تو اُس کے پلانے سے حرمتِ رضاعت ثابت ہوجائے گی، اور اگر دودھ کا مزہ محسوس نہ ہورہا ہو تو حرمت ثابت نہ ہوگی۔

أو لتَّ به سويقًا ثم أطعمته إياه إن كان طعم اللبن يوجد فهو رضاع. (الفتاوىٰ التاتارخانية / كتاب الرضاع ٣٤٤/١)

وكذا لو ثردت خبزها في لبنها وتشرَّب الخبزُ اللبنَ أو لتَّت سويقًا بلبنها إن كان يوجد منه طعم اللبن تثبت الحرمة. (الفتاوىٰ الهندية ٣٤٤/١، خانية على هامش الفتاوىٰ الهندية ٤١٨/١، المحيط البرهاني ١٩١/٣، بدائع الصنائع ٤٠٨/٣)

عورت کا دودھ جانور کے دودھ کے ساتھ ملاکر پلانا

اگر عورت کے دودھ میں جانور کا دودھ ملا کر بچے کو پلایا گیا تو حرمت رضاعت کے تحقق کے لئے غالب لبن کو دیکھا جائے گا، اگر عورت کا دودھ زیادہ اور جانور کا کم ہوگا تو اس کے پینے سے حرمت رضاعت ثابت ہوجائے گی، ورنہ نہیں۔

وكذا إذا كان الغالب لبن الشاة؛ لأن لبنها لما لم يكن له أثر في إثبات الحرمة كان كالماء. (البحر الرائق ٢٢٩/٣، شامي ٣٠٢/٤ بيروت، الفتاویٰ التاتارخانية ٣٦٩/٤)

ولو خلط لبن الآدمي بلبن الشاة ولبن الآدمي غالب تثبت الحرمة.

(الفتاویٰ الهندية ٣٤٤/١)

ولو خلط لبن المرأة بالماء أو بالدواء أو بلبن البهيمة فالعبرة بالغالب.

(الفتاویٰ التاتارخانية ٣٦٩/٤ رقم: ٦٤٤٤ زكريا)

أن اعتبار الغالب وإلحاق المغلوب بالعدم أصل في الشرع، فيجب اعتباره ما أمكن، كما إذا اختلط بالماء أو بلبن شاة. (بدائع الصنائع ٤٠٨/٢ زكريا)

ومخلوط بماء أو دواء أو لبن أخرىٰ أو لبن شاة إذا غلب لبن المرأة.

(شامي ٤١١/٤ زكريا، مجمع الأنهر ٥٥٦/١)

عورت کے دودھ کا دہی یا پنیر بنادیا

اگر عورت کا دودھ نکال کر اُس کی دہی یا پنیر وغیرہ بنادیا پھر بچہ کو کھلایا، تو اُس سے حرمت ثابت نہ ہوگی۔

ولو جعل اللبن مخيضًا أو رائبًا أو شيرازًا أو جبنًا أو أقطًا أو مصلاً فتناوله الصبي لا تثبت به الحرمة؛ لأن اسم الرضاع لا يقع عليه. (شامي، كتاب النكاح / باب الرضاع ٤١٣/٤ زكريا، الفتاویٰ الهندية / كتاب النكاح ٣٤٥/١ قديم زكريا)

الأول أن يكون مائعًا بحيث يصح أن يقال فيه: إن الصبي قد رضعه أما إذا عمل جبنًا أو قشدة أو رائبًا أو نحو ذٰلك وتناوله الصبي فإنه لا يتعلق به التحريم؛ لأن إسم الرضاع لا يقع عليه في هٰذه الحالة، فلا يقال إن الصبي رضع هٰذا اللبن وإنما يقال له أكله. (الفقه على المذاهب الأربع مكمل ۹۱۹، البحر الرائق ۳۹۸/۳، شامي، كتاب النكاح / باب الرضاع ٤١٣/٤ زكريا، ٣٠٣/٤ بيروت)

دوعورتوں کا دودھ ایک ساتھ ملا کر پلانا

اگر دو یا متعدد عورتوں کا دودھ برتن میں ملا کر بچہ کو پلایا، تو دونوں سے حرمت ثابت ہوجائے گی۔

وعند محمد تثبت الحرمة منهما. (الفتاویٰ التاتارخانية / كتاب الرضاع ٣٧٠/٤ رقم: ٦٤٤٤ زكريا)

وعلق محمد الحرمة بالمرأتين مطلقًا، قيل وهو الأصح (الدر المختار) قال في البحر: وهو رواية عن أبي حنيفة. قال في الغاية: وهو أظهر وأحوط. وفي شرح المجمع: قيل إنه الأصح. وفي الشرنبلالية: ورجح بعض المشائخ قول محمد، وإليه مال صاحب الهداية لتاخيره دليل محمد، كما في الفتح. (الدر المختار مع الشامي، كتاب النكاح / باب الرضاع ٤١٢/٤ زكريا، ٣٠٢/٤-٣٠٣ بيروت، الفتاویٰ الهندية ٣٤٤/١، الفتاویٰ التاتارخانية ٣٧٠/٤ رقم: ٦٤٤٤ زكريا)

وإذا اختلط لبن امرأتين تعلق التحريم بأغلبهما عندهما، وقال محمد: تعلق بهما كيف ما كان، قال في الغاية: وهو أظهر وأحوط. (البحر الرائق ٣٩٨/٣، الفتاویٰ الهندية ٣٤٤/١، فتاویٰ قاضي خان ٤١٨/١، الفتاویٰ التاتارخانية ٣٧٠/٤ رقم: ٦٤٤٤ زكريا)

ایک بچی نے بستی کی بہت سی عورتوں کا دودھ پیا

ایک بچی کو گاؤں بستی کی بہت سی عورتوں نے دودھ پلایا، تو جن کے بارے یقینی طور سے

معلوم ہے، اُن سے حرمتِ رضاعت ثابت ہوجائے گی، اور اُن کی اُصول وفروع اس بچہ/ بچی پر حرام ہوجائیں گی۔ اور اگر دودھ پلانے والیاں مشتبہ ہوجائیں اور معلوم نہ ہو کہ کس کس نے دودھ پلایا ہے، تو جب تک کسی مخصوص عورت کے دودھ پلانے پر کوئی قرینہ یا گواہ نہ ہو تو اُس وقت تک کسی سے بھی رضاعت ثابت نہ ہوگی اور اُس کے لئے سب سے نکاح کرنا جائز ہوگا۔

ولو أرضعها أكثر أهل قرية ثم لم يدر من أرضعها، فأراد أحدهم تزوجها إن لم تظهر علامة ولم يشهد بذٰلك جاز. (شامي، كتاب النكاح / باب الرضاع ٢٩٦/٤ بيروت، البحر الرائق ٢٢٢/٣، الفتاویٰ الهندية ٣٤٥/١)

وفي الخانية: صبية أرضعها قومٌ كثيرٌ من أهل قرية أقلهم أو أكثرهم ولا يدري من أرضعها، وأراد واحد من أهل تلك القرية أن يتزوجها، قال أبو القاسم الصغار: إذا لم يظهر له علامة ولا يشهد له بذٰلك يجوز نكاحها. (البحر الرائق ٢٢٢/٣ كوئٹه، الفتاویٰ الهندية ٣٤٥/١)

صبيةٌ أرضعتها بعض أهل القرية ولا يدرى من أرضعتها من النساء، فتزوجها رجل من أهل تلك القرية فهو في سعة من المقام معها في الحكم؛ لأنه لم يظهر المانع. (الفتاویٰ التاتارخانية ٣٧٥/٤ رقم: ٦٤٦٥ زكريا)

عورتوں کے دودھ کا بینک قائم کرنا

آج مغربی ممالک میں بکثرت بچوں کے اسپتالوں میں عورتوں کا دودھ نکلوا کر رکھا جاتا ہے، اور ضرورت کے وقت اسپتال میں داخل بچوں کو قیمتاً فروخت کرکے پلایا جاتا ہے، تو شریعت میں اس طرح انسانی دودھ جمع کرنا اور بے احتیاطی کے ساتھ بچوں کو پلانا اور بیع وشراء کرنا جائز نہیں ہے، خاص کر اِس لئے بھی کہ اُس کی وجہ سے حرمتِ رضاعت کے معاملات مشتبہ ہوسکتے ہیں؛ کیوں کہ جن عورتوں کا دودھ بچوں کو پلایا جائے گا، اُن سب سے بچہ کا رشتہ رضاعت ثابت ہوجائے گا، اور بڑے ہونے کے بعد کچھ امتیاز نہ رہے گا۔ (ملخص: مسائل بہشتی زیور ۵۰۴، کتاب النوازل ۲۶۶/۸)

والواجب على النساء أن لا يرضعن كل صبي من غير ضرورةٍ، وإذا أرضعن فليحفظن ذٰلك وليشهرنه ويكتبنه احتياطًا. (شامي، كتاب النكاح / باب الرضاع ٢٩٦/٤ بيروت، ٤٠٢/٤ زكريا، الفتاوىٰ الهندية ٣٤٥/١، البحر الرائق ٣٨٧/٣)

بلاضرورت غیر کے بچوں کو دودھ نہ پلائیں

عورتوں کو چاہئے کہ وہ بلاشدید ضرورت کے دوسروں کے بچوں یا بچیوں کو دودھ نہ پلائیں، اوراگر ضرورت کی بنیاد پر دودھ پلانا پڑ جائے تو اس بات کو اچھی طرح یاد رکھیں اور دیگر رشتہ داروں کو بتلا دیں؛ بلکہ بہتر یہ ہے کہ احتیاطاً تحریر لکھ دیں؛ تاکہ بعد میں لاعلمی کی وجہ سے رشتوں میں کوئی غلطی نہ ہو۔

والواجب على النساء أن لا يرضعن كل صبي من غير ضرورةٍ، وإذا أرضعن فليحفظن ذٰلك وليشهرنه ويكتبنه احتياطًا. (شامي / كتاب النكاح ٢٩٦/٤ بيروت، ٤٠٢/٤ زكريا، الفتاوىٰ الهندية ٣٤٥/١، البحر الرائق ٣٨٧/٣، الفتاوىٰ الولوالجية ٤٦٤/١)

رضاعی باپ

جوشوہر عورت کے دودھ اُترنے کا سبب بنے، مثلاً اُس کے جماع سے اُس کی بیوی کے یہاں بچہ کی پیدائش ہوئی ہو، تو اگر یہ عورت ایامِ رضاعت میں کسی دوسرے بچے یا بچی کو دودھ پلادے گی تو اُس عورت کا مذکورہ شوہر اس دودھ پینے والے بچے یا بچی کا رضاعی باپ قرار پائے گا اور اس سے اور اس کے اُصول وفروع سے نکاح حلال نہ ہوگا۔

والتحريم بالرضاع كما يثبت من جانب المرأة يثبت من جانب الرجل، وهو الزوج الذي نزل لبنها بوطئه ويسميه الفقهاء "لبن الفحل"، وبيانه أن المرأة إذا أرضعت بلبن حدث من حمل رجل فذٰلك الرجل أب الرضيع، لا يحل لذٰلك الرجل نكاحها إن كانت أنثى. (المحيط البرهاني ٩٣/٤-٩٤ رقم: ٣٧٢٩، الفتاوىٰ التارتاخانية ٣٦٢/٤ رقم: ٦٤٢٤ زكريا، وكذا في الدر المنتقى على هامش مجمع الأنهر ٥٥٥/١)

وهٰذه الحرمة كما تثبت في جانب الأم تثبت في جانب الأب، وهو الفحل الذي نزل اللبن لوطئه، كذا في الظهيرية. (الفتاویٰ الهندية ٣٤٣/١ كوئٹه)

رضاعی باپ کی موطوءہ حرام ہے یا حلال؟

رضاعی باپ کی موطوءہ سے نکاح حرام ہے۔

قوله: ما يحرم من النسب: معناه أن الحرمة بسبب الرضاع معتبرة بحرمة النسب، فشمل زوجة الابن والأب من الرضاع؛ لأنها حرام بسبب النسب، فكذا بسبب الرضاع وهو قول أكثر أهل العلم كذا في المبسوط.

(شامي ٢١٣/٢ كراچی، ٥٥٧/٢ زكريا)

وامرأة أبيه أوامرأة ابنه من الرضاع لا يجوز أن يتزوجها كما لا يجوز ذٰلك من النسب لما روينا، وذكر الأصلاب في النص لإسقاط اعتبار التبنى على ما بيناه. (الهداية / كتاب النكاح ٣٣٠/٢)

وتثبت حرمة المصاهرة في الرضاع حتى امراة الرضيع حرام على الرجل، وامرأة الرجل حرام على الرضيع. (الفتاویٰ التاتارخانية ٣٦٢/٤ رقم: ٦٤٢٢ زكريا)

رضاعی بھائی بہن کا آپس میں نکاح حرام ہے

جن بچے اور بچیوں نے ایک عورت کا دودھ پیا ہوخواہ زمانہ ایک ہو یا الگ الگ ہو، اور جس شخص سے دودھ اترا ہے وہ ایک ہو یا الگ الگ ہوں، اس عورت سے دودھ پینے والے سب بچوں میں آپس میں حرمتِ رضاعت ثابت ہوگی، اور یہ سب رضاعی بھائی بہن قرار پائیں گے اور اُن میں آپس میں نکاح حلال نہ ہوگا۔

ولا حل بين رضيعي امرأة لكونهما أخوين وإن اختلف الزمن والأب.

(الدر المختار ٣٠١/٤ بيروت، ٤١٠/٤ زكريا، ٢١٧/٣ كراچی، البحر الرائق ٢٢٨/٣)

ولا حل بين الصغيرة المرضعة وولد المرأة أرضعتهما؛ لأنهما أخوان من الرضاع، ولا فرق بين كون ولد التي أرضعت رضيعًا مع المرضعة أو كان سابقًا بالسن، ولا حل بين رضيعي ثدي، وإن اختلفت زمانهما بين رضيع وولد مرضعته وإن سفل. (مجمع الأنهر ٥٥٤/١)

في الهداية: وكل صبيين اجتمعا علىٰ ثدي واحد لم يجز لأحدهما أن يتزوج بالأخرىٰ، وفي السغناقي: لم يرد من الاجتماع هنا اجتماع من حيث الزمان، ولا من حيث اليمنى واليسرىٰ؛ بل المراد اجتماعهما في امرأة واحدة اتضاعًا علىٰ ثدي امرأة واحدةٍ. (الفتاوىٰ التاتارخانية ٣٦٤/٤ رقم: ٦٤٢٨ زكريا)

باپ شریک رضاعی بہن سے نکاح

باپ شریک یعنی علاتی بھائی بہنوں نے مل کر اگر کسی تیسری عورت کا دودھ پیا ہو تو ان دونوں کا آپس میں نکاح کرنا جائز نہیں ہے۔

ولا حل بين رضيع وولد زوج لبنها أي لبن المرضعة منه أي من الزوج بأن نزل بوطئه فهو أي ذٰلك الزوج أب للرضيع وابنه أي ابن زوج المرضعة أخ للرضيع وإن كان من امرأة أخرىٰ، وبنته أخت للرضيع وابن بنته من امرأة أخرىٰ. (مجمع الأنهر / كتاب الرضاع ٣٧٨/١ بيروت)

عن عائشة رضي الله عنها قالت: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: إن الرضاعة تُحرِّم ما يَحرُمُ من الولادة. (صحيح البخاري رقم: ٢٦٤٦)

ولا حل بين رضيعى امرأة لكونهما أخوين، وإن اختلف الزمن (الدر المختار) حتى لو كان أحدهما أنثىٰ لا يحل النكاح بينهما كما ذكره مسكين.

(شامي، كتاب النكاح / باب الرضاع ٤١٠/٤ زكريا)

كل صبيين اجتمعا على ثدي امرأة واحدة لم يجز لأحدهما أن يتزوج بالأخرىٰ. (الهداية / كتاب الرضاع ٣٥١/٢)

دودھ پلانے والی عورت کی سب اولادیں رضیعہ پر حرام ہیں

جس بچی نے کسی عورت کا دودھ پیا ہو، تو اُس عورت کے کسی بھی نسبی یا رضاعی لڑکے یا پوتے الخ، سے اُس بچی کا نکاح حلال نہیں ہے؛ کیوں کہ یہ بچی اُن کی رضاعی بہن بن گئی ہے۔

ولا حل بين الرضيعة وولد مرضعتها أي التي أرضعتها. (الدر المختار، كتاب النكاح / باب الرضاع ٣٠١/٤-٣٠٢ بيروت، ٤١٠/٤ زكريا، ٢١٧/٣ كراچی، البحر الرائق ٢٢٨/٣، ملتقى الأبحر ٥٥٤/١، مجمع الأنهر ٣٧٧/١-٣٧٨)

رضاعی پھوپھیاں بھی حرام ہیں

جس بچہ نے کسی عورت کا دودھ پیا ہو، تو اُس کے رضاعی باپ کی بہنیں اُس کے لئے پھوپھیوں کے درجہ میں ہے، اُن سے نکاح جائز نہیں؛ (البتہ پھوپھیوں کی اولاد سے نکاح درست ہے، جیسا کہ نسبی رشتہ میں بھی درست ہوتا ہے)

وأخوات الزوج عمات الرضيع لا تحل له مناكحتهن، ويجوز له مناكحة أولادهن. (الفتاویٰ التاتارخانية ٣٦٣/٤ رقم: ٦٤٢٥ زكريا)

ولا حل بين رضيعي ثدي ...... وولد زوج لبنها منه فهو أب للرضيع وابنه أخ وبنته أخت وأخوه عم وأخته عمة. (ملتقى الأبحر ٥٥٤/١)

وأخو الرجل عمه وأخته عمته وأخو المرضعة خاله وأختها خالتها. (الفتاویٰ الهندية ٣٤٣/١ زكريا)

الفروع المباشرة للجد والجدة من الرضاع: وهي العمات والخالات رضاعًا، والعمة من الرضاعة هي أخت زوج المرضعة ...... ولا تحرم بنات العمات والأعمام. (الفقه الإسلامي وأدلته ١٤٢/٧)

رضاعی بھائی کی نسبی یا رضاعی بہن سے نکاح

رضاعی بھائی کی نسبی یا رضاعی بہن سے نکاح کرنا جائز ہے۔

ویجوز أن یتزوج الرجل بأخت أخیه من الرضاع؛ لأنه یجوز أن یتزوج بأخت أخیه من النسب. (الهدایة ۳۵۱/۲، الدر المختار مع الشامي ۲۱۵/۳ کراچی، الفتاویٰ الهندیة ۳٤۳/۱، الفتاویٰ التاتارخانیة ۳٦٥/٤ رقم: ۱٦٤۳۳ زکریا)

وتحل أخت أخیه رضاعا کما تحل نسبا مثل الأخر إذا کانت له أخت من أمه یحل لأخیه من أبیه أن یتزوجها. (الفتاویٰ الهندیة ۳٤۳/۱ کوئٹه)

نانی کا دودھ پی کر خالہ کی لڑکی سے نکاح

جس لڑکے نے اپنی نانی کا دودھ پی لیا ہو، وہ اپنی خالہ کی لڑکی سے نکاح نہیں کرسکتا؛ کیوں کہ نانی کا دودھ پینے کی وجہ سے خالہ کی لڑکی اُس کی رضاعی بھانجی بن گئی اور جس طرح نسبی بھانجی سے نکاح حرام ہے، اِسی طرح رضاعی بھانجی سے بھی نکاح حرام ہے۔

حرم علی المتزوج ذکرًا کان أو أنثیٰ نکاح أصله وفرعه علا أو نزل، وبنت أخیه وأخته. (الدر المختار، کتاب النکاح / فصل في المحرمات ۲۸/۳-۲۹ کراچی)

ویثبت به ...... أمومیة المرضعة للرضیع، ویثبت أبوة زوج مرضعة إذا کان لبنها منه له ...... فیحرم منه أي بسبب ما یحرم من النسب، رواه الشیخان.

(الدر المختار، کتاب النکاح / باب الرضاع ۲۱۳/۳ کراچی)

دادی کا دودھ پی کر چچا کی لڑکی سے نکاح

اگر پوتے نے دادی کا دودھ پی لیا ہے، تو یہ دادی کا رضاعی بیٹا بن گیا اور چچا کی لڑکی اُس کی رضاعی بھتیجی بن گئی، اور جس طرح حقیقی بھتیجی سے نکاح حرام ہے، اِسی طرح رضاعی بھتیجی سے بھی نکاح حرام ہے؛ لہٰذا دادی کا دودھ پی کر چچا کی لڑکی سے نکاح کرنا جائز نہیں ہے۔ (مستفاد: فتاویٰ دار العلوم دیوبند ۲۱۷/۸)

ویثبت به ...... أمومیة المرضعة للرضیع، ویثبت أبوة زوج مرضعة إذا کان لبنها منه له ...... فیحرم منه أي بسبب ما یحرم من النسب، رواه الشیخان.

(الدر المختار، کتاب النکاح / باب الرضاع ۲۱۳/۳ کراچی)

بڑی بہن نے چھوٹی بہن کو دودھ پلایا

اگر بڑی بہن نے چھوٹی بہن کو دودھ پلا دیا تو چھوٹی بہن اُس کی رضاعی اولاد بن گئی، اَب چھوٹی بہن کی کسی بھی اولاد سے بڑی بہن کی کسی بھی اولاد کا نکاح جائز نہیں؛ اِس لئے کہ (رضاعی بیٹی کی اولاد سے) چھوٹی بہن اور بڑی بہن کی اولاد آپس میں رضاعی بھائی بہن ہیں، جن کا نکاح ایک دوسرے سے جائز نہیں ہے۔

بسبب الرضاع ما حرم بسبب النسب قرابة وصهرية ولو كان الرضاع قليلاً، لحديث الصحيحين المشهور: يحرم من الرضاع ما يحرم من النسب.

(البحر الرائق / کتاب النکاح ۳۳۸/۳)

مرضعہ کے شوہر نے رضیعہ سے جماع کیا تو مرضعہ اس پر حرام ہوجائے گی

اگر مرضعہ (دودھ پلانے والی عورت) کے شوہر نے رضیعہ (دودھ پینے والی بچی) سے بڑے ہونے کے بعد وطی کرلی تو مرضعہ اس کے شوہر پر حرام ہوجائے گی، خواہ مرضعہ کو اس شوہر سے دودھ اترا ہو یا کسی دوسرے سے، بہرصورت وہ شوہر پر حرام ہوجائے گی۔

قال في البحر: أراد بحرمة المصاهرة الحرمات الأربع: حرمة المرأة على أصول الزاني وفروعه نسبًا ورضاعًا وحرمة أصولها وفروعها على الزاني نسبًا ورضاعًا كما في الوطء الحلال. (شامي ١٠٧/٤ زكريا، البحر الرائق ١٧٩/٣)

شوہر نے بیوی کا دودھ پی لیا؟

مدتِ رضاعت کے بعد عورت کا دودھ پینا کسی کے لئے بھی جائز نہیں، اِسی طرح شوہر (جو ڈھائی سال سے اوپر عمر کا ہو) کے لئے بھی اپنی بیوی کا دودھ پینا قطعاً حلال نہیں ہے؛ لیکن

اگر پی لیا تو اُس سے حرمتِ رضاعت ثابت نہ ہوگی، اور نکاح میں کوئی فرق نہ آئے گا۔

مص رجلٌ ثدي زوجته لم تحرم. (الدر المختار مع الشامي، كتاب النكاح / باب الرضاع ٤٢١/٤ زكريا، ٢٢٥/٣ كراچی، فتاویٰ قاضي خان ٤١٧/١، خواتین کے شرعی مسائل، از: مولانا منور سلطان ندوی ٣٢٦)

مرد کا دودھ پینے سے حرمتِ رضاعت ثابت نہیں ہوتی

اگر اتفاقاً کسی مرد کی چھاتی میں دودھ اتر آئے اور کوئی بچہ اُسے چوس لے، تو اُس سے حرمتِ رضاعت متعلق نہ ہوگی۔

وإذا نزل للرجل لبن فأرضع صبيًا لم يتعلق به التحريم. (الفتاویٰ التاتارخانية ٣٦٨/٤ رقم: ٦٤٤٠ زكريا، البحر الرائق ٢٢٩/٣، شامي ٣٠٤/٤ بيروت، ٤١٣/٤ زكريا، الفتاویٰ الهندية ٣٤٤/١، الفقه على المذاهب الأربع مكمل ٩١٩، فتاویٰ قاضي خان ٤١٧/١، الهداية ٣٥٣/٢)

مخنث کے دودھ کا حکم

ایسا مخنث جس کے بارے میں معلوم ہوجائے کہ یہ عورت ہے، تو اُس کے دودھ سے بالاتفاق حرمت ثابت ہوجائے گی۔ اور جس مخنث کا مرد ہونا متحقق ہوجائے اور اُس سے دودھ اتر جائے تو بالاتفاق اس سے رضاعت کا تحقق نہ ہوگا۔ اور جس مخنث کے بارے میں مذکر ومؤنث کا فیصلہ دشوار ہوجائے اور اُس سے اتنا دودھ اترے کہ عورتیں اُس کے بارے میں شہادت دیں کہ اس کثرت سے بجز عورت کے دودھ کسی سے نہیں اتر سکتا، تو عورتوں کی شہادت کا اعتبار کرتے ہوئے احتیاطاً اُس کا دودھ پینے سے حرمتِ رضاعت ثابت ہوجائے گی۔

وإذا نزل للخنثى لبن إن علم أنه امرأة تعلق به التحريم، وإن علم أنه رجل لم يتعلق به تحريم. وإن أشكل إن قال النساء إنه لا يكون على غزارته إلا للمرأة تعلق به التحريم احتياطًا. وإن لم يقلن ذٰلك لم يتعلق به تحريم، كذا في

الجوهرة. (البحر الرائق ٢٢٩/٣، شامي، كتاب النكاح / باب الرضاع ٤١٣/٤ زكريا، الفقه على المذاهب الأربع مكمل ٩١٩، الفتاویٰ الهندية / كتاب النكاح ٣٤٤/١ قديم زكريا)

بچہ کے کان میں دودھ ٹپکانے سے حرمت ثابت نہ ہوگی

اگر عورت کا دودھ نکال کر بچہ کے کان میں ٹپکایا گیا تو اُس سے حرمتِ رضاعت کا ثبوت نہ ہوگا۔

والإقطار في الأذن لا يثبت به الحرمة؛ لأن الظاهر أنه لا يصل إلى الدماغ. (المحيط البرهاني ٩٧/٤ رقم: ٣٧٣٥، الفتاویٰ التاتارخانية ٣٦٨/٤، شامي ٣٠٤/٤ بيروت)

وقيدنا بالفم والأنف ليخرج ما إذا وصل بالإقطار في الأذن. (البحر الرائق ٣٨٧/٣، الفتاویٰ الهندية ٣٤٤/١)

ولا يحصل بالإقطار في الأذن والإحليل والجائفة والآمة ولا بالحقنة في ظاهر الرواية. (فتاویٰ قاضي خان ٤١٧/١)

حرمتِ رضاعت کے ثبوت کے بعد عورت کب تک دوسری جگہ نکاح نہیں کرسکتی؟

اگر نکاح کے بعد زوجین کے درمیان حرمت رضاعت کا ثبوت ہوجائے تو نکاح خود بخود ختم ہوجائے گا؛ لیکن محض ثبوتِ رضاعت سے اُس عورت کے لئے دوسری جگہ نکاح کرنا جائز نہ ہوگا؛ بلکہ یا تو شوہر اُسے چھوڑ دے، پھر اُس کی عدت تین ماہواری گذر جائے، یا اگر شوہر نہ چھوڑے تو عورت قاضی یا محکمۂ شرعیہ کے ذریعہ دونوں کے درمیان شرعی طور پر تفریق کرالے، پھر اُس کی عدت گذر جائے، اُس کے بعد دوسری جگہ نکاح کرنا درست ہوگا۔

وبثبوت ...... حرمة الرضاع لا يرتفع النكاح حتى لا تملك المرأة التزوج بزوج آخر إلا بعد المتاركة، وإن مضى عليه سنون. (البحر الرائق ٤٠٠/٣، الدر المختار مع الشامي، كتاب النكاح / باب الرضاع ١٣٣/٣ كراچی)

بل يجب على القاضي التفريق بينهما. (الدر المختار مع الشامي ١٣٣/٣ كراچی، الفتاوىٰ الهندية ٣٤٧/١)

جانور کے دودھ سے رضاعت کا حکم متعلق نہیں

اگر چند بچے بچیوں نے کسی ایک بکری یا گائے بھینس وغیرہ کا دودھ پیا، تو اُس کی وجہ سے اُن کے درمیان حرمتِ رضاعت ثابت نہ ہوگی؛ کیوں کہ اِس حرمت کا تعلق بطورِ احترام صرف اِنسانوں کے ساتھ خاص ہے، جانوروں سے اِس کا کوئی تعلق نہیں۔ اور جانوروں کا دودھ محض غذا کی حیثیت رکھتا ہے۔

ولا لبن شاة وغيرها لعدم الكرامة. (الدر المختار) قال الشامي: لأنه ثبوت الحرمة بالرضاع بطريق الكرامة للجزئية. (شامي ٣٠٤/٤ بيروت)

وقوله والشاة: أي لبن الشاة لا يوجب الحرمة، حتى لو ارتضع صبي وصبية علىٰ لبن شاة فلا أخوة بينهما؛ لأن الأمومة لا تثبت به؛ لأنه لا حرمة له، ولأن لبن البهائم له حكم الطعام. (البحر الرائق ٢٢٩/٣، الفقه على المذاهب الأربع مكمل ٩١٩)

ولا بلبن ...... البهيمة، فلو رضع صغيران من شاة مثلا لم يثبت بينهما إخوة فيحل زواجهما. (الفقه الإسلامي وأدلته ٦٦٧/٧، الفتاوىٰ الهندية ٣٤٤/١)

❍❖❍

محرمات بوجہِ جمع

حرمتِ جمع کا ثبوت

قرآنِ کریم میں ایک نکاح میں دو محرم عورتوں کو جمع کرنے کو حرام قرار دیا گیا ہے، نیز اَحادیثِ شریفہ میں بھی اِس کی ممانعت وارد ہے:

﴿وَاَنْ تَجْمَعُوْا بَيْنَ الْاُخْتَيْنِ اِلَّا مَا قَدْ سَلَفَ﴾ [النساء: ۲۳]

عن الضحاك بن فيروز عن أبيه قال: قلت يا رسول الله! إني أسلمت وتحتي أختان، قال: طلّق أيتهما شئت. (سنن أبي داؤد، كتاب الطلاق / باب من أسلم وعنده نساء أكثر من أربع ۳۰۵/۱، سنن الترمذي، أبواب النكاح / باب في الرجل يسلم وعنده اختان ۲۱٤/۱، سنن ابن ماجة / أبواب النكاح ۱٤۰/۱)

عن ابن عباس رضي الله عنهما قال: حرم من النسب سبعٌ: ومن الصهر سبع – إلىٰ قوله – ثم قرأ: ﴿وَاُمَّهٰتُكُمُ اللّٰتِىْ اَرْضَعْنَكُمْ﴾ [النساء، جزء آيت: ۲۳] حتى بلغ ﴿وَاَنْ تَجْمَعُوْا بَيْنَ الْاُخْتَيْنِ﴾ ثم قرآ: ﴿وَلَا تَنْكِحُوْا مَا نَكَحَ اٰبَآءُكُمْ مِنَ النِّسَآءِ﴾ [النساء، جزء آيت: ۲۲] فقال: هٰذا الصهر. (المعجم الكبير للطبراني ٤۳۱/۱۱ رقم: ۱۲۲۲۲ دار إحياء التراث العربي بيروت)

أن أم حبيبة رضي الله عنها قالت: قلت يا رسول الله! انكح أختي بنت أبي سفيان، قال: ”وتحبين“؟ قلت: نعم، لست لك بمخليةٍ، وأحبُّ من شاركني في خير أختي، فقال النبي صلى الله عليه وسلم: إن ذٰلك لا يحل لي. (صحيح البخاري، كتاب النكاح / باب: وأن تجمعوا بين الاختين الا ما قد سلف ۷٦٦/۲ رقم: ۵۱۰۷)

عن أبي هريرة رضي الله عنه أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: لا يجمع بين المرأة وعمتها، ولا بين المرأة وخالتها. (صحيح البخاري، كتاب النكاح / باب لا تنكح المرأة علىٰ عمتها ۷٦٦/۲)

عن أبي هريرة رضي الله عنه أن رسول الله صلى الله عليه وسلم نهىٰ أن تنكح المرأة علىٰ عمتها أو العمة علىٰ بنت أخيها، أو المرأة علىٰ خالتها، أو الخالة علىٰ بنت أختها، ولا تنكح الصغرىٰ على الكبرىٰ، والكبرىٰ على الصغرىٰ. (سنن الترمذي، أبواب النكاح / باب ما جاء لا تنكح المرأة علىٰ عمتها ۲۱٤/۱)

محارم کے درمیان جمع کی ممانعت کی علت

محرم عورتوں کو ایک نکاح میں جمع کی ممانعت کی علت یہ ہے کہ عموماً سوکنوں میں موافقت نہیں ہو پاتی، اس لئے یہ رشتہ اُن میں قطع رحمی کا سبب بنے گا، اس لئے اسے ممنوع قرار دیا گیا۔

فإن الجمع بينهن حرام لإفضاء إلىٰ قطع الرحم لوقوع التشاجر عادةً بين القرنين والدليل على اعتباره ما ثبت في الحديث برواية الطبراني وهو قوله صلى الله عليه وسلم؛ فإنكم إذا فعلتم ذٰلك قطعتم أرحامكم. (شامي ١١٧/٤ زكريا، بدائع الصنائع ٥٤١/٢ زكريا)

اِس بارے میں مزید مسائل ذیل میں درج ہیں:

دو بہنوں کو ایک نکاح میں جمع کرنا

بیک وقت ایک نکاح میں دو سگی یا باپ شریک یا ماں شریک یا رضاعی بہنوں کو رکھنا مطلقاً حرام ہے۔

﴿وَاَنْ تَجْمَعُوْا بَيْنَ الْاُخْتَيْنِ﴾ [النساء: ٢٣]

عن الضحاك بن فيروز عن أبيه قال: قلت يا رسول الله! إني أسلمت وتحتي أختان، قال: طلّق أيتهما شئت. (سنن أبي داؤد، كتاب الطلاق / باب من أسلم وعنده نساء أكثر من أربع ٣٠٥/١، سنن الترمذي، أبواب النكاح / باب في الرجل يسلم وعنده اختان ٢١٤/١، سنن ابن ماجة / أبواب النكاح ١٤٠/١)

فإنه لا يجمع بين أختين بنكاح ولا بوطء بملك يمين، سواء كانتا أختين من النسب أو من الرضاع. (الفتاوىٰ الهندية ٢٧٧/١، الدر المختار مع الشامي

١١٨/٤-١١٩ زكريا، ٣٨/٣ كراچی، الهداية ٣٢٧/٢، فتح القدير ٢١٢/٣، الفتاویٰ التاتارخانية ٦١/٤ رقم: ٥٥٣١ زكريا، بدائع الصنائع ٥٣٨/٢ زكريا، البحر الرائق ٩٥/٣، منحة الخالق ٩٥/٣)

ایک ساتھ دو بہنوں سے نکاح؟

اگر ایک مجلس میں ایک ساتھ دو سگی بہنوں سے نکاح کیا، تو کسی سے بھی نکاح درست نہ ہوا، اور دونوں سے تفریق لازم ہے، اور یہ تفریق طلاق سمجھی جائے گی۔

وإن تزوجهما معًا أي الأختين من بمعناهما الخ، فرق القاضي بينه وبينهما ويكون طلاقًا. (الدر المختار مع الشامي ١١٩/٤-١٢٠ زكريا، الفتاویٰ الهندية ٢٧٧/١، الفتاویٰ التاتارخانية ٦١/٤ رقم: ٥٥٣٢ زكريا، الهداية ٣٢/٢، فتح القدير مع العناية ٢١٣/٣، بدائع الصنائع ٥٤٠/٢ زكريا، البحر الرائق ٩٦/٣)

پے در پے دو سگی بہنوں سے نکاح

اگر پہلے ایک بہن سے نکاح کیا، اُس کے بعد اُس کی دوسری بہن سے نکاح کرلیا، تو دوسرا نکاح صحیح نہیں ہوا؛ بلکہ باطل ہوا، اِس دوسری بہن سے فوراً تفریق لازم ہے، ورنہ زنا کاری ہوگی۔

وإن تزوجها في عقدتين فنكاح الأخيرة فاسدٌ، ويجب عليه أن يفارقها. (الفتاویٰ الهندية / كتاب النكاح ٢٧٧/١، الفتاویٰ التاتارخانية، كتاب النكاح / الفصل الثامن في بيان ما يجوز من الأنكحة وما لا يجوز ٦١/٤ زكريا، الهداية / كتاب النكاح ٣٢٨/٢، فتح القدير ٢١٤/٣، بدائع الصنائع ٥٤٠/٢ زكريا، البحر الرائق ٩٦/٣)

وحرم الجمع بين المحارم نكاحًا. (الدر المختار مع الشامي / كتاب النكاح ١١٥/٤-١١٦ زكريا، ٣٨/٢ كراچی)

ولا فيما إذا تزوجهما على التعاقب وكان نكاح الأولىٰ صحيحًا، فإن نكاح الثانية والحالة هٰذه باطلة قطعًا. (شامي / كتاب النكاح ١١٦/٤ زكريا، ٣٨/٣ كراچی)

نكاح المحارم مع العلم بعدم الحل فاسد. (شامي ١٩٧/٥ زكريا)

ایک بہن کی عدت کے اندر دوسری بہن سے نکاح

ایک بہن کو طلاق دی تو جب تک اُس کی عدت پوری نہ ہو، اُس کی دوسری بہن یا کسی اور محرم عورت سے نکاح جائز نہ ہوگا۔

وإذا طلق إمرأته طلاقًا بائنًا أو رجعيًا لم يجز له أن يتزوج بأختها حتى تنقضي عدتها. (الهداية ٣٢٩/٢ المكتبة النعيمية ديوبند، البحر الرائق ١٠٢/٣، بدائع الصنائع ٥٤١/٢ زكريا، الفتاوىٰ التاتارخانية، كتاب النكاح / الفصل الثامن في بيان ما يجوز من الأنكحة وما لا يجوز ٦٢/٤ رقم: ٥٥٣٣ زكريا، الفتاوىٰ الهندية ٢٧٩/١)

وحرم الجمع بين المحارم نكاحًا ...... وعدة ولو من طلاق بائن، وهي في حق حرة تحيض ثلاث حيض كوامل ...... وفي حق الحامل وضع حملها. (شامي مع الدر المختار ١١٥/٥ زكريا)

ایک بہن کی وفات ہوتے ہی دوسری بہن سے نکاح

اگر ایک بہن نکاح میں تھی پھر اُس کا انتقال ہوگیا، تو اس کی وفات ہوتے ہی اُس کی دوسری بہن سے نکاح درست ہے، اِس میں کسی عدت کی ضرورت نہیں۔

ماتت إمرأة له التزوج بأختها بعد يوم من موتها، كما في الخلاصة عن الأصل. (شامي ١١٦/٤ زكريا)

ألا ترىٰ أنها إذا ماتت فله أن يتزوج بأختها بدون انتظارٍ. (الفقه على المذاهب الأربعة ٥١٤/٤، بحواله: فتاوىٰ قاسميه ١٨٨/١٣)

وليس للرجل أن يغسل أحدًا من النساء وإن كانت امرأته؛ لأن بموتها انقطعت الزوجية، ولهٰذا حل له التزوج بأختها، وأربع سواها من ساعته. (حاشية الشلبي على التبيين / باب الجنائز ٥٦٢/١ زكريا)

إذا ماتت امرأة الرجل فتزوج بأختها بعد يوم جاز. (خلاصة الفتاوىٰ ٧/٢)

دو محرم عورتوں کو ایک نکاح میں جمع کرنا

جن دو عورتوں میں اگر ایک کو مرد فرض کیا جائے تو دوسرے سے نکاح حلال نہ ہو (مثلاً خالہ اور بھانجی یا پھوپھی اور بھتیجی) تو ایسی دو عورتوں کو ایک نکاح میں جمع کرنا حلال نہیں ہے۔

وحرم الجمع بين المحارم الخ، بين إمرأتين أيتها فرضت ذكرًا لم تحل للأخرىٰ أبدًا لحديث مسلم: ”لا تنكح المرأة على عمتها“ وهو مشهور يصلح مخصصًا للكتاب. (الدر المختار مع الشامي ١١٦/٤-١١٧ زكريا، ٣٨/٣ كراچی، البحر الرائق ١٧١/٣ دار الكتاب ديوبند، منحة الخالق على حاشية البحر الرائق ٩٧/٣، الهداية ٣٢٨/٢، فتح القدير ٢١٧/٣، بدائع الصنائع ٥٣٨/٢-٥٣٩ زكريا، مجمع الأنهر ٤٧٩/١ بيروت، الفتاوىٰ التاتارخانية، كتاب النكاح / الفصل الثامن في بيان ما يجوز من الأنكحة وما لا يجوز ٦٢/٤ رقم: ٥٥٣٣ زكريا، الفتاوىٰ الهندية / كتاب النكاح ٢٧٧/١ قديم زكريا)

ایک محرم کی عدت میں دوسری محرم سے نکاح

ایک محرم عورت کو طلاق دی تو اُس کی عدت جاری رہتے ہوئے اُس کی دوسری محرم عورت سے نکاح جائز نہیں، مثلاً پھوپھی کو طلاق دی تو اُس کی بھتیجی سے عدت کے دوران نکاح حلال نہ ہوگا۔

وكما لا يجوز أن يتزوج أختها في عدتها فكذا لا يجوز أن يتزوج واحدةً من ذوات المحارم التي لا يجوز الجمع بين اثنتين منهن. (الفتاوىٰ الهندية ٢٧٩/١، الفتاوىٰ التاتارخانية، كتاب النكاح / الفصل الثامن في بيان ما يجوز من الأنكحة وما لا يجوز ٦٢/٤ رقم: ٥٥٣٣ زكريا، بدائع الصنائع ٥٤١/٢ زكريا، البحر الرائق ١٨٠/٣)

ماں بیٹی کو ایک نکاح میں جمع کرنے کی ممانعت

ماں اور اُس کی بیٹی کو ایک نکاح میں جمع کرنا درست نہیں ہے؛ اِس لئے کہ اُن دونوں میں

جزئیت کا رشتہ پایا جاتا ہے (جو بجائے خود حرمت کی علت ہے، جیسا کہ حرمتِ مصاہرت کے بیان میں گذرا)

﴿وَاُمَّهَاتُ نِسَآءِ كُمْ﴾ [النساء: ۲۳] أي وحرمت عليكم أمهات نسائكم. (بدائع النصائع، كتاب النكاح / المحرمات في المصاهرة ۵۳۲/۲)

عن عبد الله بن عمر رضي الله عنه عن رسول الله صلى الله عليه وسلم أنه قال: إذا نكح الرجل امرأته ...... ليس له أن يتزوج الأم، وفي رواية: عن عمرو بن شعيب عن أبيه عن جده قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: أيما رجل تزوج امرأة ...... فلا يحل له أن يتزوج أمها. (السنن الكبرىٰ للبيهقي ۱٦٠/۷)

عن عمران بن حصين في الرجل يقع علىٰ أم امرأته قال: يحرم عليه امرأته. (المصنف لابن أبي شيبة ٤٦٩/۳ رقم: ۱٦۲۲٦)

عن شعبة قال: سألت الحكم وحمادًا عن رجل زنا بأم امرأته قالا: أحب أن يفارقها. (المصنف لابن أبي شيبة ٤٦٩/۳ رقم: ۱٦۲۳۳)

إلا الأم والبنت أي لعلة الجزئية فيهما. (شامي ۱۱۷/٤ زكريا)

وأراد بأخت الأمة من ليس بينهما جزئية احترازًا عن أمها أو بنتها؛ لأن وطء أحداهما يحرم الأخرىٰ أبدًا. (شامي ۱۱۹/٤ زكريا)

سگی بہن یا محارم باندیوں سے بیک وقت انتفاع

اگر دو سگی بہنیں ملکیت میں ہوں تو ان دونوں سے جسمانی انتفاع بیک وقت جائز نہیں ہے، (البتہ دیگر خدمات لے سکتا ہے)

وحرم الجمع وطأً بملك يمين. (الدر المختار) واحترز بالجمع وطأً عن الجمع ملكًا من غير وطأ فإنه جائز. (الدر المختار مع الشامي ۱۱٦/٤، الفتاوىٰ التاتارخانية ٦٠/٤ رقم: ۵۵۲۹ زكريا، بدائع الصنائع ۵٤۲/۲ زكريا)

عورت اور اُس کے شوہر کی بیٹی کو ایک نکاح میں جمع کرنا

اگر ایک عورت سے نکاح کیا پھر اُس عورت کے پہلے شوہر کی بیٹی (جو اُس عورت کے علاوہ دوسری عورت سے ہو) سے نکاح کرلیا، تو اس میں کوئی حرج نہیں۔

فجاز الجمع بين إمرأة وبنت زوجها. (الدر المختار ١١٧/٤-١١٨ زكريا، بدائع الصنائع / كتاب النكاح ٥٤٠/٢ زكريا، الفتاوىٰ التاتارخانية ٦٢/٤ رقم: ٥٥٣٣ زكريا)

لأن الذكر المفروض في الأولى يصير متزوجًا بنت الزوج وهي بنت رجل أجنبي. (شامي / كتاب النكاح ١١٨/٤ زكريا)

عورت اور اُس کی مطلقہ بہو کو ایک نکاح میں رکھنا

کسی عورت سے نکاح کیا پھر اُس عورت کے بیٹے کی مطلقہ یا بیوہ بیوی سے عدت کے بعد نکاح کرلیا تو یہ شرعاً منع نہیں ہے۔

﴿وَاُحِلَّ لَكُمْ مَا وَرَآءَ ذٰلِكُمْ﴾ أي ما عدا من ذكرن من المحارم هن حلال لكم. (تفسير ابن كثير ٢٣٠/٢)

فجاز الجمع بين إمرأة وبنت زوجها أو إمرأة ابنها. (الدر المختار ١١٧/٤ زكريا)

سالی سے جماع کیا تو بیوی حرام نہ ہوگی

سالی (بیوی کی بہن) سے ناجائز تعلق قطعاً حرام اور سخت ترین گناہ ہے؛ لیکن اگر کسی سے یہ جرم صادر ہوجائے تو اُس کی منکوحہ بیوی اُس پر حرام نہ ہوگی؛ البتہ جب تک سالی کو ایک ماہواری نہ آجائے اُس وقت تک بیوی سے جسمانی تعلق قائم کرنا جائز نہیں ہے۔

قال قتادة: لا يحرمها ذٰلك عليه غير أنه لا يغشى امرأته حتى تنقضي عدة التي باء بها. (المصنف لابن أبي شيبة، كتاب النكاح / باب في الرجل يزني بأخت امرأته الخ ١٢٥/٩ رقم: ١٦٦١٠ دار الحديث القاهرية)

وفي الخلاصة: وطئ أخت امرأته لا تحرم عليه امرأته، وتحته في الشامي: قوله: ولا تحرم أي لا تثبت حرمة المصاهرة، فالمعنى: لا تحرم حرمة مؤبدة، وإلا فتحرم إلى انقضاء عدة الموطوءة لو بشبهة، قال في البحر: لو وطئ أخت امرأته بشبهة تحرم امرأته مالم تنقض عدة ذات الشبهة. (الدر المختار مع الشامي / كتاب النكاح ١٠٩/٤ زكريا، ٣٤/٣ كراچی، مجمع الأنهر ٤٧١/١ دار الكتب العلمية بيروت، البحر الرائق ٩٦/٣، فتح القدير ٢١٤/٣)

جو شخص دو بہنوں کو ساتھ رکھے اُس کے ساتھ کیا معاملہ کیا جائے؟

جو شخص دو بہنوں کو ایک ساتھ اپنے نکاح میں رکھے (یا محارم کو ایک نکاح میں جمع کرے) اور تنبیہ کے باوجود باز نہ آئے، تو خاندان والوں کو چاہئے کہ اُس کا مکمل بائیکاٹ کریں، اُس کے یہاں آنے جانے، کھانے پینے اور رشتہ ناطہ کرنے سے مکمل احتراز کریں؛ تاکہ وہ اپنی حرام کاری سے باز آجائے، اور سچے دل سے توبہ کرلے۔ (فتاویٰ محمودیہ ۱۷/۵۴ میرٹھ)

﴿وَلَا تَرْكَنُوْآ اِلَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا فَتَمَسَّكُمُ النَّارُ﴾ [هود: ١١٣]

قال القرطبي: وأنها دالة على هجران أهل الكفر والمعاصي من أهل البدع وغيرهم، فإن صحبتهم كفر أو معصية. (تفسير أحكام القرآن للقرطبي ٩٥/٥ دار الفكر بيروت)

قال اللّٰه تبارك وتعالىٰ: ﴿وَتَعَاوَنُوْا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوىٰ، وَلَا تَعَاوَنُوْا عَلَى الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ﴾ [المائدة، جزء آيت: ٢]

قال الأخفش: وهو أمر لجميع الخلق بالتعاون على البر والتقوىٰ أي ليعن بعضكم بعضًا، وتحاثّوا علىٰ ما أمر اللّٰه تعالىٰ واعملوا به وانتهوا عما نهى اللّٰه عنه وامتنعوا منه. (تفسير أحكام القرآن للقرطبي ١٨/٣)

وفيه دليل على وجوب هجران من ظهرت معصيته فلا يسلم عليه إلا أن يقلع وتظهر توبته. (المفهم ٩٨/٧)

پے در پے نکاح کی صورت میں یہ یاد نہ رہا کہ پہلے نکاح کس سے ہوا؟

اگر دو بہنوں سے پے در پے نکاح ہوا؛ لیکن یہ یاد نہ رہا کہ کس سے پہلے ہوا، اور کس سے بعد میں، تو اِس صورت میں اگرچہ حقیقۃً ایک سے نکاح صحیح ہوا ہے؛ لیکن اِس کے باوجود لاعلمی کی بناپر رخصتی سے قبل دونوں کے درمیان تفریق کردی جائے گی، اور چوں کہ ایک سے نکاح صحیح ہوا تھا، اِس لئے اِس صورت میں مہر کے سلسلہ میں قدرے تفصیل ہوگی:

اگر دونوں کا مہر یکساں متعین ہوا تھا تو نصف مہر دونوں کے درمیان تقسیم کردیا جائے گا۔ اور اگر الگ الگ مہر متعین ہوا تھا، تو متعینہ مہروں میں جو سب سے کم ہو؛ اُس کا نصف دونوں کے درمیان تقسیم ہوگا۔

وإن تزوجهما ...... أو بعقدين ونسي النكاح الأول، فرق القاضي بينه وبينهما، ويكون طلاقًا، ولهما نصف المهر إن كان مهراهما متساويين قدرًا وجنسًا وهو مسمى في العقد، وكانت الفرقة قبل الدخول. وفي الشامية: قوله: فإن علما ...... إن كان مختلفًا ...... أنه يقضي لهما بالأقل من نصفي المهرين المسميين. (الدر المختار مع الشامي / كتاب النكاح ٤/١٢٠-١٢١ زكريا)

حرام وحلال عورتوں سے ایک ساتھ نکاح

اگر کسی شخص نے ایک ساتھ ایسی دو عورتوں سے نکاح کیا، جن میں سے ایک حلال تھی اور دوسری حرام، مثلاً حلال عورت کے ساتھ محرم یا منکوحۃ الغیر یا مشرکہ عورت کو ملالیا، تو حلال عورت سے نکاح صحیح ہوجائے گا، اور پورا مہر مسمیٰ اُسی کے لئے ہوگا، اور حرام عورت سے نکاح صحیح نہ ہوگا۔ اور وطی کی صورت میں اُسے مہر مثل دیا جائے گا۔

وصح نكاح المضمومة إلىٰ محرمةٍ والمسمّٰى كله لها، ولو دخل بالمحرمة فلها مهر المثل. وفي الشامية: قوله: والمضمومة إلى المحرمة كأن تزوج امرأتين في عقد واحدٍ، إحداهما محلٌ والأخرىٰ غير محلٍ؛ لكونها محرمًا أو ذات زوجٍ أو مشركةً. (الدر المختار مع الشامي / كتاب النكاح ٤/١٤٤ زكريا) ❍❖❍

محرماتِ ملک

اِسلام میں غلام باندی کا تصور

دنیا کی سبھی اقوام میں مفتوح انسانوں کو غلام بنانے کا دستور زمانۂ قدیم سے رہا ہے؛ لیکن اسلام کی آمد سے قبل ان غلام انسانوں سے جانوروں سے بدتر سلوک کیا جاتا تھا، اُن سے سخت مشقت والے کام لئے جاتے تھے، اور انہیں معاشرہ میں نہایت حقیر ورذیل سمجھا جاتا تھا، اسلام نے مختلف مصالح کو پیش نظر رکھ کر غلامی کے رواج پر اگرچہ مطلقاً روک نہیں لگائی؛ لیکن غلاموں کے ساتھ حسن سلوک کرنے کی تلقین کی اور مختلف بہانوں سے انہیں آزاد کرنے کے راستے نکالے، اور بالخصوص اس شخص کو دوہرے اجر کی بشارت سنائی کہ: ''جو اپنی مملوکہ باندی کی بہترین تربیت کرکے اسے آزاد کرنے کے بعد اپنی زوجیت میں لے کر اس کی عزت افزائی کرے''۔

عن أبي بردة عن أبي موسیٰ الأشعري رضي اللّٰه عنهما قال: قال النبي صلی اللّٰه علیه وسلم: أَيُّمَا رَجُلٌ كَانَتْ لَهُ جَارِيَةٌ أَدَّبَهَا فَأَحْسَنَ تَعْلِيْمَهَا وَأَعْتَقَهَا وَتَزَوَّجَهَا فَلَهُ أَجْرَانِ الخ. (صحيح البخاري ۳۴٦/۱ رقم: ۲٤۷۷ ف: ۲٥٤٦، صحيح مسلم / كتاب الإيمان ۸٦/۱، سنن الترمذي ۲۱۲/۱، سنن أبي داؤد ۲۸۰/۱)

نیز نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا کہ: ''جو شخص کسی صاحبِ ایمان غلام شخص کو آزاد کرے تو اللہ تعالیٰ اُس غلام کے ہر ہر عضو کے مقابلہ میں آزاد کرنے والے کے اَعضاء جہنم سے آزاد فرمائیں گے''۔

قال لي أبو هريرة رضي اللّٰه عنه: قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم: أَيُّمَا رَجُلٌ اَعْتَقَ أَمْرَءً مُسْلِمًا اِسْتَنْقَذَ اللّٰهُ بِكُلِّ عُضْوٍ مِّنْهُ مِنَ النَّارِ. (صحيح البخاري، كتاب العتق / باب في العتق وفضله ۳٤۲/۱ رقم: ۲٤٤۹)

عن أبي هريرة رضي اللّٰه عنه قال: سمعت رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم يقول: مَنْ اَعْتَقَ رَقَبَةً مُؤْمِنَةً اَعْتَقَ اللّٰهُ بِكُلِّ عُضْوٍ مِنْهُ عُضْوًا مِّنَ النَّارِ حَتّٰى يُعْتِقَ فَرْجَهُ

بِفَرْجِهٖ. (صحيح مسلم / كتاب العتق ٤٩٥/١)

حدثني أبو موسىٰ رضي الله عنه أنه سمع رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول: مَنْ اَعْتَقَ رَقَبَةً أَوْ عَبْدًا كَانَتْ فِكَاكُهٗ مِنَ النَّارِ عُضْوًا بِعُضْوٍ. (السنن الكبرىٰ للبيهقي ٥١٤/١٠ رقم: ٢١٣١٢)

عن أبي موسىٰ رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: مَنْ اَعْتَقَ جَارِيَتَهٗ وَتَزَوَّجَهَا كَانَ لَهٗ أَجْرَانِ. (سنن أبي داؤد ٢٨٠/١)

الغرض اسلام میں غلاموں کے ساتھ اچھا برتاؤ کرنے کی تاکید کی گئی ہے، اور اُن کی حق تلفی اور اُن پر زیادتی سے منع کیا گیا ہے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مرض الوفات میں جن دو باتوں کی خاص طور پر وصیت فرمائی اُن میں ایک نماز کی تاکید تھی اور دوسرے غلام باندیوں کے حقوق کی ادائیگی تھی۔

عن علي رضي الله عنه قال: كان آخر كلام رسول الله صلى الله عليه وسلم: اَلصَّلَاةُ اَلصَّلَاةُ! وَاتَّقُوْا اللّٰهَ فِيْمَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ. (سنن أبي داؤد / كتاب الأدب ٧٠١/٢، المسند للإمام أحمد بن حنبل ٧٨/١، السنن الكبرىٰ للبيهقي ١١/٨)

قرآنِ کریم میں بھی غلاموں کے ساتھ حسنِ سلوک کرنے کی تاکید کی گئی ہے، ارشادِ خداوندی ہے:

وَاعْبُدُوْا اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْئًا وَبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَاناً وَبِذِى الْقُرْبىٰ وَالْيَتٰمىٰ وَالْمَسٰكِيْنِ وَالْجَارِ ذِى الْقُرْبىٰ وَالْجَارِ الْجُنُبِ وَالصَّاحِبِ بِالْجَنْبِ وَابْنِ السَّبِيْلِ وَمَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ. (النساء، جزء آيت: ٣٦)

اور عبادت کرو اللہ تعالیٰ کی اور اس کے ساتھ کچھ بھی شرک نہ کرو اور والدین، رشتہ دار، یتیموں، مسکینوں، قریبی اور اجنبی پڑوسیوں اور پاس بیٹھنے والے ساتھی اور مسافر اور اپنے غلام باندیوں کے ساتھ اچھا برتاؤ کرو۔

حجۃ الوداع کے موقع پر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اَرْقَاءَ كُمْ اَرْقَاءَ كُمْ، اَطْعِمُوْهُمْ مِمَّا تَأْكُلُوْنَ وَأَكْسُوْهُمْ مِمَّا تَلْبَسُوْنَ الخ. (مجمع الزوائد ٢٣٦/٤)

اپنے غلاموں کا خیال رکھو! اپنے غلاموں کا خیال رکھو، جو تم کھاتے ہو وہی اُنہیں کھلاؤ اور جیسا لباس تم پہنتے ہو ویسا ہی اُنہیں پہناؤ!

ایک موقع پر ارشاد فرمایا:

أَرْقَاءُ كُمْ إِخْوَانُكُمْ فَأَصْلِحُوْا إِلَيْهِمْ، وَاسْتَعِيْنُوْهُمْ عَلىٰ مَا غَلَبُوْا

تمہارے غلام تمہارے بھائی ہیں، تو اُن کے ساتھ اچھا معاملہ کرو، مشکل کاموں میں تم اُن سے

وَأَعِيْنُوْهُمْ عَلىٰ مَا عَلَيْهِمْ. (كنز العمال ٣٤/٩ رقم: ٢٥٠٥٤، مجمع الزوائد ٢٣٦/٤)

مدد لیا کرو اور اُن کے مشکل کاموں پر تم اُن کی مدد کیا کرو۔

نیز نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

إِنَّ إِخْوَانكُمْ خَوَلُكُمْ، جعَلَهُمُ اللّٰهُ تَحْتَ أَيْدِيْكُمْ، فَمَنْ كَانَ أَخُوْهُ تَحْتَ يَدِهِ فَلِيُطْعِمْهُ مِمَّا يَأْكُلُ، وَلِيُلْبِسَهُ مِمَّا يَلْبَسُ، وَلَا تُكَلِّفُوْهُمْ مَا يَغْلِبُهُمْ، فَإِنْ كَلَّفْتُمُوْهُمْ مَا يغلبهم فَاَعِيْنُوْهُمْ. (صحيح البخاري ٣٤٦/١ رقم: ٢٤٧٥ ف: ٢٥٤٥، سنن ابن ماجة ٢٦٢)

یہ غلام تمہارے بھائی تمہارے خادم ہیں، اللہ تعالیٰ نے انہیں تمہارے قبضوں میں دیا ہے، پس جس کا بھائی اس کے قبضہ میں ہو تو اسے چاہئے کہ جو خود کھائے وہی اسے کھلائے اور جو خود پہنے وہی اسے پہنائے، اور تم لوگ ان غلاموں کو ایسے کام کا مکلّف مت بناؤ جو ان پر بھاری ہو، اور اگر مکلّف بناؤ تو ان کی مدد کرو۔

اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اَلْعَبِيْدُ إِخْوَانُكُمْ. (صحيح البخاري تعليقًا ٢٤٦/١، وفي الأدب المفرد موصولاً، فتح الباري ١٧٤/٥)

یہ غلام تمہارے بھائی ہیں۔

اور ایک حدیث میں ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: ’’جو شخص اپنے غلاموں کے ساتھ برا برتاؤ کرنے والا ہو وہ جنت میں داخل نہ ہوگا‘‘۔ اس پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کہ کیا آپ نے ہمیں خبر نہ دی تھی کہ اس امت میں غلاموں اور یتیموں کی کثرت ہوگی؟ اس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ:

نَعَمْ! فَأَكْرِمُوْهُمْ كَكَرَامَةِ أَوْلَادِكُمْ وَأَطْعِمُوْهُمْ مِمَّا تَأْكُلُوْنَ الخ. (سنن ابن ماجة ٢٧١/١ رقم: ٣٦٩١، تكملة فتح الملهم ٢٦٥/١، مجمع الزوائد ٢٣٦/٤)

جی ہاں! (ان کی کثرت تو ہوگی مگر) تم ان کے ساتھ اپنی اولاد کی طرح اکرام کا معاملہ کرنا، اور جو تم کھاؤ وہی انہیں کھلانا۔

خلاصہ یہ کہ اسلام ان کمزوروں کے ساتھ بہتر برتاؤ کی تعلیم دیتا ہے جس کی بنا پر غلام ہو یا

باندی، وہ مسلم گھرانے کا ایک فرد بن جاتا ہے، اور حسن اخلاق کی بدولت ان میں جاںنثاری اور الفت ومحبت کے جذبات پیدا ہوجاتے ہیں، یہ اسلامی تعلیم کا خاص امتیاز ہے۔

باندیوں سے جنسی انتفاع

اسلام میں مردوں کے لئے اپنی مملوکہ باندیوں سے انتفاع کو حلال قرار دیا گیا ہے؛ اِس لئے کہ اگر یہ حکم نہ ہوتا تو عفت وعصمت کی حفاظت سخت مشکل ہوتی، بریں بنا منکوحہ بیویوں اور مملوکہ باندیوں دونوں سے انتفاع کو جائز کہا گیا ہے۔ قرآنِ کریم میں ارشادِ خداوندی ہے:

وَالَّذِيْنَ هُمْ لِفُرُوْجِهِمْ حٰفِظُوْنَ. إِلَّا عَلٰى أَزْوَاجِهِمْ أَوْ مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُهُمْ فَإِنَّهُمْ غَيْرُ مَلُوْمِيْنَ. (المؤمنون: ٥-٦)

اور وہ لوگ جو اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرتے ہیں، مگر اپنی بیویوں اور باندیوں سے، سو ان پر کوئی ملامت نہیں۔

لیکن ساتھ یہ حکم بھی ہے کہ اگر باندی اپنے آقا سے حاملہ ہوجائے اور وہ آقا کے بچہ کی ماں بن جائے تو پھر اس باندی کو کسی دوسرے کے ہاتھ فروخت کرنا جائز نہیں رہتا، ایسی باندی شرعی اصطلاح میں ''ام ولد'' کہلاتی ہے جو آقا کے انتقال کے بعد خود بخود آزاد ہوجاتی ہے۔

اِس تفصیل سے معلوم ہوا کہ یہ جنسی انتفاع کی اجازت بھی دراصل آزادی تک پہنچنے کا ایک راستہ ہے، اور باندیوں کے لئے نفع بخش ہے، اس کے ذریعہ انہیں معاشرہ میں باعزت مقام حاصل ہوجاتا ہے، اور اُن کی کوکھ سے پیدا ہونے والے آزاد بچے اُن کی عزت ووقار میں اِضافہ کا سبب بن جاتے ہیں۔

مالکہ عورت کے لئے مملوک غلام سے جنسی تعلق جائز نہیں

اِس کے برخلاف اِسلام میں اِس بات کی قطعاً اجازت نہیں ہے کہ مالکہ عورت اپنے مملوک غلام سے جنسی تعلق قائم کرے؛ اِس لئے کہ اگر عورت پہلے سے شوہر والی ہے، تو اِس حالت میں دوسرے مرد سے تعلق نسب میں اشتباہ کا سبب بنے گا جو شرعاً ممنوع ہے، اور اگر مالکہ کنواری ہے تو یہ اُس کے لئے بڑی عیب کی بات ہوگی کہ اپنے ہی مملوک کی فراش بنے، اِس لئے ملکیت کی بنیاد پر اس تعلق کی شریعت نے اجازت نہیں دی ہے۔

لا يجوز للمرأة أن تتزوج عبدها. (الفتاویٰ الهندية ٢٨٢/١)

وكذا المرأة لو لم تملك سوى سهم واحد منه. (شامي ١٢٣/٤ زكريا، ٩٩/٤ بيروت)

التنافي كنكاح السيد أمته والسيدة عبدها. (فتح القدير ٢٠٠/٣ المكتبة الأشرفية ديوبند، تبيين الحقائق ٤٧٦/٢، البحر الرائق ١٦٣/٣)

ونقل ابن قدامة عن جابر أن امرأة جاء ت إلىٰ عمر بالجابية، وقد نكحت عبدها فانتهوها عمر، وهم أن يرجمها وقال: لا يحل لك. (الموسوعة الفقهية ٤٦/٢٣ الكويت)

موجودہ دور میں غلام باندیوں کا وجود کیوں نہیں؟

واضح رہنا چاہئے کہ موجودہ دور میں دنیا میں کہیں بھی غلام باندیوں کا وجود نہیں ہے؛ اس لئے کہ ''انجمن اقوام متحدہ'' میں شامل تمام ممالک نے آپس میں یہ معاہدہ کررکھا ہے کہ کوئی ملک کسی بھی جنگی قیدی کو غلام نہیں بنائے گا؛ لہٰذا جب تک یہ معاہدہ موجود ہے، کسی بھی مسلم یا غیر مسلم حکومت کو کسی انسان مرد یا عورت کو غلام بنانے کی اجازت نہیں ہے۔

محقق العصر حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب دامت برکاتہم ومدت فیوضہم نے اپنی معرکۃ الآراء کتاب ''تکملہ فتح الملہم'' میں اسلام میں غلامی کے موضوع پر بہترین گفتگو فرماتے ہوئے مذکورہ وضاحت کی ہے، جو لائق مطالعہ ہے۔ (دیکھئے: تکملہ فتح الملہم ۲۷۲/۱)

تنبيه: وينبغي أن يتنبه هٰذا إلى شيئ مهم، وهو أن أكثر أقوام العالم قد أحدثت اليوم معاهدة فيما بينها، وقررت أنها لا تسترق أسيراً من أسارىٰ الحروب، وأكثر البلاد الإسلامية اليوم من شركاء هٰذه المعاهدة، ولا سيما أعضاء ''الأمم المتحدة''، فلا يجوز لمملكة إسلامية اليوم أن تسترق أسيراً ما دامت هٰذه المعاهدة باقية. وأما هل يجوز إحداث مثل هٰذا العهد؟ فلم أر حكمه صريحاً عند المتقدمين،

تنبیہ: اورمناسب ہے کہ ایک اہم بات کی طرف توجہ دلادی جائے وہ یہ ہے کہ آج کل دنیا کی اکثر قوموں نے آپس میں یہ معاہدہ کرلیا ہے کہ وہ کسی بھی جنگی قیدی کو غلام نہیں بنائیں گے، اوراکثر اسلامی ممالک بھی اس معاہدہ میں شریک ہیں۔ خاص کر وہ ممالک جو ''انجمن اقوام متحدہ'' کے رکن ہیں؛ لہٰذا کسی بھی اسلامی حکومت کے لئے جب تک یہ معاہدہ باقی ہے کسی قیدی کو غلام بنانے کی اجازت نہیں ہے، اور رہ گئی یہ بحث کہ اس طرح کا معاہدہ کرنا درست ہے یا نہیں؟ تو متقدمین کی کتابوں میں اس حکم کی صراحت میری نظر سے نہیں گذری؛ لیکن ظاہر یہی ہے کہ اس طرح کا معاہدہ کرنا جائز ہے؛ اس لئے کہ قیدیوں کو

والظاهر أنه يجوز، لأن الاسترقاق ليس بشيئ واجب، وإنما هو مباح من بين المباحات الأربعة، والخيار فيها للإمام، ويبدو من أحكام فضل العتق وغيره أن التحرر أحب إلى الشريعة الإسلامية، فلا بأس بإحداث مثل هٰذا العهد ما دامت الأقوام الأخرى موافقة عليه غير ناقضة له، واللّٰه سبحانه وتعالىٰ أعلم بالصواب، وإليه المرجع والمآب. (تكملة فتح الملهم ۲۷۲/۱)

غلام بنانا شریعت میں کوئی واجب تو نہیں ہے؛ بلکہ وہ صرف مباح ہے، ان چار مباح صورتوں میں سے ہے جن میں کسی ایک صورت کو اختیار کرنا امام المسلمین کے ہاتھ میں ہوتا ہے، اور آزادی کی فضیلت وغیرہ احکام سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ شریعت اسلامیہ میں آزاد کرنا زیادہ پسند ہے۔ اس سے یہ معلوم ہوا کہ اس طرح کا معاہدہ کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے، جب تک کہ دیگر قومیں اس معاہدہ پر کاربند رہیں، اور اللہ تبارک وتعالیٰ بہتر جاننے والے ہیں، اور آپ ہی کی طرف ہر چیز کا لوٹنا ہے۔

تاہم ظاہر ہے کہ یہ معاہدہ عارضی ہے، ضروری نہیں کہ قیامت تک یہ باقی رہے، اس لئے عین ممکن ہے کہ آئندہ کسی زمانہ میں یہ معاہدہ برقرار نہ رہے، اور کسی جگہ شرعی شرائط کے مطابق جہاد پایا جائے اور جنگی قیدیوں کو امام المسلمین غلام بنانے کا حکم دے تو دوبارہ غلام باندیوں کا وجود ممکن ہے، اس لئے غلام باندیوں سے متعلق شرعی احکام کا مذاکرہ مسلم معاشرہ میں جاری رہنا چاہئے۔

ملازموں کے ساتھ غلام باندیوں جیسا معاملہ جائز نہیں

یہاں یہ بھی واضح رہنا چاہئے کہ آج کل جو گھروں یا کارخانوں میں ملازم رکھے جاتے ہیں اُن کا حکم غلام باندیوں جیسا نہیں ہے؛ بلکہ یہ سب لوگ آزاد ہیں، اُن کے اپنے الگ حقوق ہیں، جن کی پاس داری ضروری ہے، گھر کی نوکرانیوں کے ساتھ نکاح کے بغیر باندیوں جیسا جسمانی تعلق بھی قطعاً حلال نہیں ہے، یہ سراسر زنا ہے۔ اِسی طرح غریب علاقوں سے جو عورتیں خرید کر لائی جاتی ہیں، اُن کی خرید وفروخت بھی قطعاً حرام، سراسر ظلم اور بدفعلی ہے، جس پر بندلگانا لازم ہے۔

وبطل بيع ما ليس بمال الخ، كالدم الخ، والحر والبيع به. (الدر المختار ۲۳۵/۷-۲۳۶ زكريا)

وكذا بيع الميتة والدم والخمر باطل. (الفتاوىٰ التاتارخانية ٤٠٥/۸ زكريا رقم: ۱۲۳۲۲، الموسوعة الفقهية ۹۹/۹ كويت)

البيع بالمية والدم باطلٌ، وكذا بالحر أي وكذا البيع بالحر لانعدام ركن البيع وهو مبادلة المال بالمال. (البناية ۱۳۹/۸)

غلام باندی سے حرمتِ نکاح کی علت

مالکین کے لئے غلام باندی سے نکاح ممنوع ہونے کی وجہ یہ ہے کہ نکاح سے بہت سے حقوق متعلق ہوتے ہیں، مثلاً: شوہر پر نان نفقہ، رہائش اور متعدد بیویاں ہوں تو ان میں برابری، اسی طرح بیوی پر شوہر کے حکم کی تعمیل، اور ایک دوسرے کے فطری تقاضوں کا خیال، وغیرہ۔ اب اگر مرد کے لئے اپنی باندی سے نکاح کو صحیح مانا جائے تو ایسی صورت میں عورت باندی کو مہر اور نان نفقہ کے مطالبہ کا حق حاصل ہوگا، حالاں کہ وہ خود مملوک ہے، اور مملوک کو مالک پر اس طرح کا کوئی حق حاصل نہیں ہوتا۔ اور اگر غلام اپنی مالکہ عورت سے نکاح کرے تو ایسی صورت میں اس کی خود اپنی مالکہ پر حاکمیت ثابت ہوگی، یہ بات بھی مملوکیت کے منافی ہے؛ اس لئے شریعت نے مالک ومملوک کے درمیان رشتۂ مناکحت کو کالعدم قرار دیا ہے؛ تاکہ یہ سب سوالات اور اشکالات کھڑے نہ ہوں۔

قال في الفتح: لأن النكاح ما شرع إلا مثمرًا ثمرات مشتركةٍ في الملك بين المتناكحين، ومنها ما تختص هي بملكهٖ كالنفقة والسكنىٰ والقسم والمنع من العزل إلا بإذنٍ، ومنها ما يختص هو بملكه كوجوب التمكين والقرار في المنزل والتحصن عن غيره، ومنها ما يكون الملك في كل منها مشتركًا كالاستمتاع مجامعة ومباشرة، والولد في حق الإضافة والمملوكية تنافي المالكية فقد نافت لازم عقد النكاح، ومنافي اللازم مناف للملزوم. (شامي ۱۰۰/٤ بيروت، ۱۲٤/٤ زكريا، تبيين الحقائق ٤٧٥/٢، فتح القدير ٢١٨/٣)

لأن أحكام النكاح تنافي مع أحكام الملك؛ فإن كل واحدٍ منهما يقتضي أن يكون الطرف الآخر بحكمه ليسافر بسفره ويقيم بإقامته وينفق عليه فيتنافيان، ولأن مقتضى الزوجية قوامة الرجل على المرأة بالحفظ والصون والتأديب والاسترقاق يقتضي قهر السادات للعبيد الامتيلاء والاستهانة، فيتعذر أن تكون سيدة لعبدها زوجة له. (الموسوعة الفقهية ٥٧/٢٣ كويت)

اِس سلسلہ کے مزید ضروری مسائل ذیل میں درج ہیں:

مالک اپنی مملوکہ باندی سے نکاح نہیں کرسکتا

جوشخص کسی باندی کا مالک ہو (خواہ پوری باندی کا یا اس کے کسی جز کا) تو اس کے لئے اس باندی سے نکاح صحیح نہیں (لیکن مملوکہ ہونے کی حیثیت سے اپنی باندی سے انتفاع حلال ہے)

وحرم نكاح المولىٰ أمته. (الدر المختار) أي ولو ملك بعضها. (الدر المختار مع الشامي ۹۹/٤ بيروت، ۱۲۳/٤ زكريا، فتح القدير ۲۰۰/۳ المكتبة الأشرفية ديوبند)

وكذا لا يجوز النكاح بجارية له فيها حق ملك. (الفتاویٰ الهندية ۲۸۲/۱، تبيين الحقائق ٤٧٥/۲، الهداية ۳۳۰/۲، مجمع الأنهر ٤٨٦/۱، تبيين الحقائق ٤٧٥/۲)

غلام کے لئے اپنی مالکہ عورت سے نکاح حلال نہیں

جوشخص کسی عورت کا غلام ہو، اُس کے لئے غلام رہتے ہوئے اپنی مالکہ عورت سے نکاح حلال نہیں۔

وحرم نكاح المولىٰ أمته والعبد سيدته؛ لأن المملوكية تنافي المالكية.

(الدر المختار مع الشامي ۹۹/٤ بيروت، ۱۲۳/٤ زكريا، تبيين الحقائق ٤٧٥/۲، الهداية ۳۳۰/۲)

ولا يصح تزوج سيدته؛ لأنه لو صح لكان المملوك المحض مالكًا لها وبينهما منافاة، وهٰذا باطل بالإجماع. (مجمع الأنهر ٤٨٦/۱)

لا يحل له أن يتزوج سيدته؛ لأن أحكام النكاح تنافي مع أحكام الملك.

(الموسوعة الفقهية ۵۷/۲۳ كويت)

ناکح نے منکوحہ کو خرید لیا تو نکاح ختم ہوجائے گا

اگر کسی آزاد شخص نے دوسرے شخص کی مملوکہ باندی سے نکاح کر رکھا تھا، پھر اُس نے اُس منکوحہ باندی کو خرید لیا تو خریدتے ہی نکاح فاسد ہوجائے گا (لیکن شوہر مالک کے لئے اُس باندی سے انتفاع بحیثیت مملوکیت کے حلال رہے گا)

وكذا إذا ملك أحدهما صاحبه أو بعضه فسد النكاح. (شامي ٩٩/٤ بيروت، ١٢٣/٤ زكريا، الفتاوىٰ الهندية ٢٨٢/١)

ولو أن الزوج اشترىٰ زوجته الأمة انفسخ نكاحه كما تقدم. (الموسوعة الفقهية ٥٤/٢٣ كويت)

الملكُ الطاري لأحد الزوجين علىٰ صاحبه بأن ملك أحدهما صاحبه بعد النكاح أو ملك شقصًا؛ لأن الملك المقارن يمنع من انعقاد النكاح، فالطارئ عليه يبطله. (بدائع الصنائع ٦٥٩/٢)

منکوحہ نے ناکح کوخریدلیا

اگرکسی آزادعورت نے کسی دوسرے شخص کے مملوک غلام سے نکاح کررکھا تھا، اِسی درمیان اُس نے اپنے شوہرکوخریدلیا،تو خریدتے ہی یہ نکاح ٹوٹ جائے گا (اورشوہر کے لئے اُس عورت سے انتفاع حلال نہ رہے گا) البتہ اگر وہ عورت خریدکرشوہرکوآزادکردے پھراُس سے ازسرِنونکاح کرلےتو یہ درست ہے۔

وكذا إذا ملك أحدهما صاحبه أو بعضه فسد النكاح. (شامي ٩٩/٤ بيروت، ١٢٣/٤ زكريا، الفتاوىٰ الهندية ٢٨٢/١)

ولو أن الزوجة الحرة ملكت زوجها العبد انفسخ نكاحهما. (الموسوعة الفقهية ٥٧/٢٣ الكويت)

ماذون ومدبریامکاتب غلاموں کااپنی بیویوں کوخریدنا؟

اگرغلام ماذون (جسے آقانے تجارت کی آزادی دے رکھی ہے) یاغلام مدبر (جس کوآقا نے اپنے مرنے کے بعدآزادہونے کی وصیت کررکھی ہے) یامکاتب (جس سے آقانے ایک خاص رقم دینے پرآزادکرنے کا معاملہ کررکھاہے) نےکسی دوسرے شخص کی مملوکہ باندی سے نکاح کررکھا تھا، پھراُنہوں نے اُس منکوحہ باندی کوخریدلیا،تواس کی وجہ سے اُن کا نکاح ختم نہ

ہوگا؛ کیوں کہ ماذون، مدبر اور مکاتب غلام حقیقی مالک نہیں ہیں (بلکہ اُن کا آقا اصل مالک ہے)

وأما الماذون والمدبر إذااشتريا زوجتهما لم يفسد النكاح؛ لأنهما لا يملكانها بالعقد، وكذا المكاتب؛ لأنه لا يملكها بالعقد وإنما يثبت له فيها حق الملك. (شامي ٩٩/٤ بيروت، ١٢٤/٤ زكريا)

قالوا في القن والمدبر والمأذون إذا اشتريا زوجتيهما لم يبطل النكاح؛ لأن الشراء لا يفيد لهما ملك المتعة، فلا يوجب بطلان النكاح، وقالوا أيضًا في المكاتب إذا اشترىٰ زوجته لا يبطل نكاحها؛ لأنه لا يملكها. (بدائع الصنائع، كتاب النكاح / بيان ما يرفع حكم النكاح ٦٥٩/٢ المكتبة النعيمية ديوبند)

آقا کا اپنی باندی سے احتیاطاً نکاح کرنا

اگر کسی شخص کو یہ شبہ ہو کہ جو باندی میری ملکیت میں آئی ہے، اُس میں کسی دوسرے کا مالی حق متعلق ہوسکتا ہے، اِس شبہ کی بنیاد پر وہ شخص احتیاطاً اُس باندی سے نکاح کرلے اور پھر اُس سے انتفاع حاصل کرے تو یہ منع نہیں ہے؛ بلکہ بہتر ہے؛ تاکہ حلت میں کوئی شبہ نہ رہے۔

قال الشامي بحثًا: لكن لا يخفىٰ أن الاحتياط في العقد عليها إنما هو عند احتمال عدم صحة الملك احتمالاً قويًا، ليقع الوطء حلالاً بلا شبهة.

(شامي ١٠٠/٤-١٠١ بيروت، ١٢٥/٤ زكريا)

أما إذا تزوجها متنزهًا عن وطئها حرامًا على سبيل الاحتمال فهو حسنٌ لاحتمال أن تكون حرةً أو معتقة الغير الخ. (البحر الرائق ١٠٢/٣، مجمع الأنهر ٤٨٥/١)

وحرم نكاح المولىٰ امته الخ، نعم لو فعله المولىٰ احتياطا كان حسنا (الدر المختار) و تحته قوله: احتياطاً أى لاحتمال أن تكون حرة أو معتقة الغير أو محلوفا عليها بعتقها وقد حنث الحالف و كثيرا ما يقع لا سيما إذا تداولتها الأيدى كذا فى البحر وقال صاحب الهندية قالوا: فى هذا الزمان الأولىٰ أن

يتزوج جارية نفسه حتى لو كانت حرة كان الوطء حلالا بحكم النكاح كذا في السراجية. (طحطاوی علی الدر ۲۱/۲)

غلام کا اپنے آقا کی بیٹی سے نکاح کرنا

اگر آقا کی طرف سے اجازت ہو تو غلام کے لئے اپنے آقا کی (بالغہ) بیٹی سے نکاح حلال ہے (لیکن آقا کے انتقال ہوتے ہی یہ نکاح ختم ہوجائے گا؛ کیوں کہ غلام کے مملوک ہونے کی وجہ سے اُس پر بطور وراثت بیٹی کی ملکیت ثابت ہوجائے گی، اور یہ ملکیت نکاح کے لئے مانع ہے)

ولو تزوج المكاتب أو العبد بنت مولاه بإذنه جاز النكاح، فإن مات المولىٰ فسد نكاح العبد الخ. (الفتاویٰ الهندية ۳۸۳/۱)

شريف زوّج بنته من عبده وهي كبيرة برضاها جاز، وإن كانت صغيرةً لا. (الفتاویٰ التاتارخانية، كتاب النكاح / الفصل الثامن في بيان من يجوز من الأنكحة وما لا يجوز ٦٦/٤ رقم: ٥٥٤٥ زكريا)

وإذا زوج الرجل ابنته وهى بالغة برضاها من مكاتبه أو من عبده يجوز. (المحيط البرهاني ١١٠/٤)

غلام کا آقا کی باندی سے نکاح کرنا

اگر کسی شخص کی ملکیت میں غلام اور باندی دونوں ہوں (اور باندی آقا کی اُم ولد نہ ہو) اور وہ اپنی مرضی سے اُن دونوں کا نکاح کرادے تو یہ نکاح حلال ہے۔

ولو زوج عبده أمته بغير مهر جاز ولا مهر عليه. (الفتاویٰ الولوالجية ۳۰۸/۱، الفتاویٰ الهندية ۳۳۳/۱، الدر المختار مع الشامي، كتاب النكاح / باب نكاح الرقيق ۳۲۱/٤ زكريا)

قوله: و أما إذا زوج عبده من أمته، قال الاتقاني: فى شرح الطحطاوى ولو زوج أمته من عبده فإنه يجوز. (حاشيه چلپى على التبيين ۲۸۸/۲)

وإذا زوج أمته من عبده لا مهر لامهر لها عليه. (الفتاویٰ الهندية ۳۳۳/۱)

دوسرے شخص کی باندی سے نکاح

کسی آزاد شخص کا دوسرے شخص کی باندی سے نکاح کرنا حسبِ شرائط جائز ہے۔

وطول الحرة عندنا لا يمنع نكاح الأمة. (الفتاوىٰ التاتارخانية، كتاب النكاح / الفصل الثامن في بيان ما يجوز من الأنكحة وما لا يجوز ٦٥/٤ تحت رقم: ٥٥٤٠ زكريا)

والدليل على جواز نكاح الأمة وإن قدر على تزوج الحرة إذا لم تكن تحته، قول اللّٰه تعالىٰ: ﴿فَانْكِحُوْا مَا طَابَ لَكُمْ مِنَ النِّسَآءِ﴾ الخ. (أحكام القرآن الكريم للجصاص ١٩٩/٢)

المستفاد: لو اعتقت أمة أو مكاتبة خيرت ولو زوجها حر. (الفتاوىٰ الهندية / كتاب النكاح ٣٣٦/١ قديم زكريا)

المستفاد: لو زوج المولىٰ أمته من رجل حر أم عبد ثم اعتقها فلها الخيار. (حاشية چلپی تبيين الحقائق ٥٩٨/٢)

آزاد عورت کا دوسرے شخص کے غلام سے نکاح کرنا

اگر کوئی آزاد بالغہ عورت اپنی مرضی سے کسی دوسرے شخص کے غلام سے اس کے آقا کی اجازت سے نکاح کرلے تو اس میں شرعاً کوئی حرج نہیں ہے۔

المستفاد: إذا كانت الحرة تحت عبد فقالت لمولاه: ”اعتقه عني بألف“ ففعل فسد النكاح. (الفتاوىٰ التاتارخانية ٨٠/٤ زكريا)

المستفاد: حرة متزوجة برقيق لمولىٰ زوجها الحر المكلف اعتقه بألف ...... ففعل فسد النكاح لتقدم الملك اقتضاء. (الدر المختار على الشامي ٣٤٦/٤ زكريا)

حرة تحت عبد قالت لسيده اعتقه عنى بألف ففعل عتق العبد وفسد النكاح. (الفتاوىٰ الهندية ٣٣٧/١، وكذا في الهداية ٣٦٣/٢)

باپ کا اپنے بیٹے کی باندی سے نکاح کرنا

اگر کوئی شخص اپنے بیٹے کی اجازت سے اس کی غیر موطوءہ باندی سے نکاح کر لے تو یہ نکاح درست ہے۔

الأب إذا تزوج بجارية ابنه يجوز عندنا. (الفتاویٰ التاتارخانية ٦٦/٤ زكريا)

ولو كان الابن زوجها أباه فولدت لم تصر أم ولد له و لا قيمة عليه و عليه المهر وولدها حر لأنه صح التزوج عندنا. (الهداية ٣٦٣/٢)

ولو زوجها أباه وولدت لم تصر أم ولده ...... وقال زفر يجوز النكاح وتصير أم ولد له إذا جاء ت بولد. (تبيين الحقائق ٦٠٥/٢-٦٠٦)

تزوج أمة ابنه فولدت لم تصر أم ولد له وعليه المهر. (الفتاویٰ الهندية ٣٣٦/١)

لڑکے کا اپنے باپ کی باندی سے نکاح کرنا

اگر کوئی شخص اپنے باپ کی مملوکہ باندی سے باپ کی اجازت سے نکاح کر لے تو یہ نکاح درست ہے، بشرطیکہ وہ باندی باپ کی موطوءہ نہ ہو (تاہم باپ کے انتقال کے بعد جب یہ باندی بطور وراثت بیٹے کی ملکیت میں آئے گی تو یہ نکاح خود بخود ختم ہو جائے گا)

وإن ملك أحد الزوجين صاحبه أو ...... منه فسد النكاح. (الفتاویٰ التاتارخانية، كتاب النكاح / الفصل التاسع في النكاح الفاسد وأحكامه ٨٠/٤ رقم: ٥٥٨٢ زكريا)

تحرم الموطوء ة على أصول الواطي وفروعه. (الفتاویٰ التاتارخانية ٤٩/٤ زكريا)

وكذا إذا ملك احدهما صاحبه أو بعضها فسد النكاح. (شامي ١٢٣/٤- ١٢٤ زكريا)

وإذا عرض ملك اليمين على النكاح يبطل النكاح بأن ملك أحد الزوجين صاحبه أو شقصا منه. (الفتاویٰ الهندية ٢٨٢/١)

وأما المحرمات بالوطء الحلال فموطوء ة الأب والجد و إن علا بملك اليمين و موطوء ة الابن وابن الابن وإن سفل. (خانية على الهندية ٣٦٠/١)

❍❖❍

محرماتِ کفر وشرک

مشرکین سے ازدواجی وجنسی تعلق حرام ہے

اِسلام کی نظر میں شرک سب سے بڑا گناہ ہے، اس لئے اسلام کی تعلیم یہ ہے کہ مشرکین سے ازدواجی وجنسی تعلق قطعاً نہ رکھا جائے؛ کیوں کہ اس تعلق کی بنیاد پر نسلوں کے بگڑنے کا حقیقی خطرہ موجود رہتا ہے، جو اسلام کو کسی صورت منظور نہیں، چناں چہ ارشادِ خداوندی ہے:

وَلَا تَنْكِحُوْا الْمُشْرِكٰتِ حَتّٰى يُؤْمِنَّ، وَلَأَمَةٌ مُؤْمِنَةٌ خَيْرٌ مِنْ مُشْرِكَةٍ وَلَوْ أَعْجَبَتْكُمْ، وَلَا تُنْكِحُوْا الْمُشْرِكِيْنَ حَتّٰى يُؤْمِنُوْا، وَلَعَبْدٌ مُؤْمِنٌ خَيْرٌ مِنْ مُشْرِكٍ وَّلَوْ أَعْجَبَكُمْ، أُوْلٰٓئِكَ يَدْعُوْنَ إِلَى النَّارِ، وَاللّٰهُ يَدْعُوْٓا إِلَى الْجَنَّةِ وَالْمَغْفِرَةِ بِإِذْنِهٖ، وَيُبَيِّنُ اٰيٰتِهٖ لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ. (البقرة: ۲۲۱)

اور نکاح نہ کرو مشرک عورتوں سے جب تک وہ ایمان نہ لے آئیں، اور مؤمنہ باندی مشرک آزاد عورت سے بہتر ہے، اگرچہ وہ تمہیں اچھی لگتی ہو، اور اپنی عورتوں کا نکاح مشرکین سے اس وقت تک نہ کرو جب تک کہ وہ ایمان نہ لے آئیں، اور مؤمن غلام، آزاد مشرک سے بہتر ہے، گوکہ وہ تمہیں پسند ہو یہ (مشرک) جہنم کی طرف بلاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ اپنے حکم سے جنت ومغفرت کی طرف دعوت دیتا ہے، اور اپنے احکامات لوگوں کو بتاتا ہے؛ تاکہ لوگ نصیحت قبول کریں۔

اِس آیت میں حکم کے ساتھ ساتھ اس کی علت بھی واضح طور پر بیان کردی گئی ہے کہ یہ مشرکین لوگوں کو جہنم کی طرف بلاتے ہیں، یعنی اگر ان کے ساتھ رشتہ کیا جائے گا تو یہ اس رشتہ داری کے ذریعہ مؤمن مرد یا عورت کو جہنم تک پہنچانے والے عقائد واعمال کی دعوت دیں گے، اور ان کے ساتھ قریبی معاشرت کا کم از کم یہ اثر تو ضرور ظاہر ہوگا کہ مشرکانہ عقائد واعمال کی نفرت دلوں سے کم ہوجائے گی، جو رفتہ رفتہ ایمان کے رخصت ہونے کا سبب بن سکتی ہے، نعوذ باللہ منہ۔

مشرک سے کون مراد ہے؟

جوشخص کسی مورتی کی عبادت کرتا ہوخواہ وہ کسی بھی چیز کی بنی ہوئی ہو، اس پر مشرک کا اطلاق ہوتا ہے، اور چاندسورج اورستاروں وغیرہ کے پجاری بھی مشرکین میں داخل ہیں، ان سے نکاح حرام ہے۔

وحرم نكاح الوثنية بالإجماع (الدر المختار) قال الشامي: نسبة إلىٰ عبادة الوثن هو ما له جثة أي صورة إنسان من خشب أو حجر أو فضة أو جوهر تنحت، والجمع أوثان الخ، ويدخل في عبدة الأوثان عبدة الشمس والنجوم والصور التي استحسنوها. (شامي ۱۲۵/٤ زكريا، ۱۰۱/٤ بيروت، الفتاویٰ الهندية ۲۸۱/۱، البحر الرائق ۱۰۲/۳، تبيين الحقائق ٤٧٦/۲، مجمع الأنهر ٤٨٦/۱-٤٨٧)

پاک دامن اہلِ کتاب عورتوں سے نکاح کی اجازت

اہلِ کتاب (یہودی اور عیسائی وغیرہ) عورتوں میں جوعورتیں پاک دامن ہوں (یعنی اُن کی فحاشی معروف نہ ہو) اُن سے مسلمان کے لئے نکاح کی گنجائش ہے۔

وصح نكاح كتابية وإن كره تنزيهًا. (الدر المختار / كتاب النكاح ۱۲۵/٤ زكريا، الفتاویٰ الهندية ۲۸۱/۱ قديم زكريا)

وحل تزوج الكتابية لقوله تعالىٰ: ﴿وَالْمُحْصَنٰتُ مِنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوْا الْكِتٰبَ﴾ (المائدة، جزء آيت: ٥)

أي العفائف عن الزنا بيانا للندب لا أن العفة فيهن شرط ...... والأولىٰ أن لا يتزوج كتابية. (البحر الرائق ۱۰۳/۳، تبيين الحقائق ٤٧٧/۲)

عن الشعبي والمحصنات من الذين أوتوا الكتاب من قبلكم (المائدة) قال: إحصانها أن تغتسل من الجنابة و تحصن فرجها من الزنا فثبت بذٰلك أن اسم الإحصان قد يتناول الكتابية. (أحكام القرآن للجصاص ۲۰٤/۲-۲۰٥)

نوٹ: - یہاں پاک دامنی کی قید احترازی نہیں؛ بلکہ اتفاقی ہے، یعنی بہتر یہی ہے کہ عفیف عورت سے نکاح ہو، گوکہ اس کے بغیر بھی اصل نکاح منعقد ہوجاتا ہے۔

اہلِ کتاب سے کون لوگ مراد ہیں؟

جولوگ کسی آسمانی مذہب کے ماننے والے ہوں اور اُن کے پاس کوئی آسمانی کتاب یا صحیفہ

(کسی بھی شکل میں) موجود ہو، اُن پر اہل کتاب کا اطلاق ہوتا ہے۔

واعلم أن من اعتقد دينًا سماويًا وله كتاب منزل كصحف إبراهيم وشيث، وزبور داؤد، فهم من أهل الكتاب. (شامي ١٣٤/٤ زكريا، ١٠١/٤ بيروت، الفتاوىٰ الهندية ٢٨١/١ قديم زكريا، البحر الرائق ١٠٣/٣)

قسم له كتاب محقق يؤمن به كاليهود الذين يؤمنون بالتوراة والنصارى الذين يؤمنون بالتوراة والإنجيل. (الفقه على المذاهب الأربعة مكمل ٨٢٩، تبيين الحقائق ٤٧٧/٢-٤٧٨، مجمع الأنهر ٤٨٣/١)

کیا اہلِ کتاب سے نکاح کی اِجازت مطلق ہے؟

قرآنِ کریم میں اگرچہ کتابی عورت سے نکاح کی اجازت دی ہے، مگر یہ اجازت مطلق نہیں ہے؛ بلکہ قرآن میں بیان کردہ دیگر اُصول کو سامنے رکھ کر اُنہی کے تناظر میں حکم متعین کیا جائے گا، اور خارجی مصالح کو پیشِ نظر رکھ کر ہی فیصلہ کیا جائے گا، مثلاً قرآنِ کریم میں حکم ہے:

وَلَا تَرْكَنُوْا إِلَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا فَتَمَسَّكُمُ النَّارُ. (هود: ١١٣)

اور ظالموں کی طرف مت جھکو، پھر تم کو لگے گی آگ۔

نیز ارشادِ خداوندی ہے:

يٰٓأَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قُوْٓا أَنْفُسَكُمْ وَأَهْلِيْكُمْ نَاراً وَقُوْدُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ. (التحريم: ٦)

اے ایمان والو! اپنے کو اور اپنے گھر والوں کو اس آگ سے بچاؤ جس کا ایندھن آدمی اور پتھر ہیں۔

نیز ارشاد ہے:

يٰٓأَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْا بِطَانَةً مِنْ دُوْنِكُمْ لَا يَأْلُوْنَكُمْ خَبَالاً. (آل عمران: ١١٨)

اے ایمان والو! اپنوں کے علاوہ کسی کو راز دار مت بناؤ وہ تمہاری خرابی میں کمی نہیں کرتے۔

مذکورہ آیات کی روشنی میں ہم اہل کتاب سے نکاح کے معاملہ میں درج ذیل قیودات لگا سکتے ہے:

الف:- اگر کتابی عورت سے نکاح کرنے میں اُس عورت کے مذہب سے متأثر ہونے کا خدشہ ہو تو یہ اقدام جائز نہ ہوگا۔

ب:- اگر کتابی عورت سے نکاح کرنے میں اولاد کے گمراہ ہونے کا قوی اندیشہ ہو، تو بھی یہ

عمل درست نہ ہوگا۔

ج:- جہاں یہ اندیشہ ہو کہ کتابی عورت کسی مسلمان کے نکاح میں اگر مسلمانوں کے اہم رازوں پر مطلع ہو کہ دشمن تک پہنچادے گی، تو ایسی عورتوں کو نکاح میں لاکر ہم راز بنانا درست نہ ہوگا۔ (یہ ہدایت خاص طور پر مسلم حکمرانوں اور قائدین کے لئے اہمیت کی حامل ہے؛ اِس لئے کہ تاریخ کے اوراق میں ایسے بہت سے واقعات درج ہیں کہ غیر مسلم اہلِ کتاب عورتیں مسلم حکمرانوں کے گھروں میں بیوی بن کر آئیں اور اُنہوں نے نہایت شاطرانہ انداز میں حکومت کے خفیہ راز دشمنوں تک پہنچادئے، جس کا پوری قوم کو نقصان اٹھانا پڑا)

اہلِ کتاب عورتوں سے نکاح پر امیر المؤمنین سیدنا حضرت عمرؓ کی ناگواری

علاوہ ازیں صحیح سند سے یہ بات ثابت ہے کہ امیر المؤمنین سیدنا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اہل کتاب عورتوں سے نکاح کرلیا تو آپ نے اس پر سخت ناگواری کا اظہار فرمایا، اور حکم دیا کہ ان عورتوں کو طلاق دے دی جائے، اور پوچھنے پر فرمایا کہ میں انہیں حرام تو نہیں کہتا؛ لیکن مجھے خطرہ ہے کہ کہیں ان عورتوں کی بے حیائی کے اثرات مسلم خاندانوں میں نہ آجائیں۔ (احکام القرآن للجصاص ۲/۳۲۴، المصنف لعبد الرزاق ۶/۷۸، معارف القرآن ۳/۶۳، اعلاء السنن ۱۱/۳۹ کراچی)

اور ایک دوسری روایت میں آپ نے فرمایا کہ مجھے خطرہ ہے کہ اہل کتاب خوب صورت عورتوں کی طرف مسلمانوں کا کثرت سے مائل ہونا کہیں مسلمان عورتوں کے لئے فتنہ نہ بن جائے، اس لئے میں اس سے منع کرتا ہوں۔ (کتاب الآثار للامام محمدؒ ۱۵۶، معارف القرآن ۳/۶۳، اعلاء السنن ۱۱/۴۶-۴۷ کراچی)

شریعت کے مزاج شناس، صاحبِ فہم وفراست خلیفہ راشد کی بیان کردہ مذکورہ علتیں بھی قابلِ لحاظ ہیں، اُنہیں نظر انداز نہیں کیا جاسکتا۔

اندیشوں کے باوجود اہلِ کتاب عورتوں سے نکاح کی اِجازت کیوں دی گئی؟

اَب یہاں یہ سوال کیا جاسکتا ہے کہ جب اہلِ کتاب عورتوں سے نکاح میں اتنے خطرات اور اندیشے موجود ہیں تو پھر خلاق دوجہاں عالم الغیب والشہادۃ نے اُن سے نکاح کی قرآنِ کریم میں اجازت ہی کیوں دی؟ اگر سرے سے اِس پر پابندی ہی لگادی جاتی تو کیا حرج تھا؟

تو اِس کا جواب یہ ہے کہ اس اجازت میں بھی اسلام کے دعوتی پہلو کو مدنظر رکھا گیا ہے، وہ اِس طرح کہ جو عورتیں کسی آسمانی مذہب کی پیروکار ہوں اور عرفی شرک سے دور ہوں، تو وہ عام مشرکین کے مقابلہ میں ذہناً مسلمانوں سے زیادہ قریب ہوسکتی ہیں، اَب جب وہ بیوی کی صورت میں مسلمان کے گھر اسلامی ملک میں محکوم بن کر رہیں گی تو عین ممکن؛ بلکہ تجربہ سے ثابت ہے کہ وہ مسلم گھرانہ کے اسلامی ماحول سے متأثر ہوکر جلد ہی اسلام قبول کرلیں گی، اور آخرت کے عذاب سے بچ جائیں گی۔ اور جب یہ عورت اسلام لے آئے گی تو اس کے ذریعہ اس کے دیگر اہلِ خانہ کے اسلام قبول کرنے کا راستہ کھل جائے گا، اور دین کی اشاعت کا ایک بہترین موقع اس نکاح کے ذریعہ میسر آئے گا؛ لیکن اِس کے برخلاف بت پرست عورت کے اندر شرک کی ایسی غلاظت ہے کہ اُس کے موجود رہتے ہوئے اس کا کسی مسلمان کے قریب ہونا یہ کسی طرح اللہ تعالیٰ کو منظور نہیں ہے۔ (حاشیہ: شامی/کتاب النکاح، از: شیخ عادل احمد عبدالموجود ۴/۱۲۶ زکریا)

والفرق أن الأصل أن لا يجوز للمسلم أن ينكح الكافرة لأن ازدواج الكافرة والمخالطة معها مع قيام العداوة الدينية لا يحصل السكن، والمودة الذي هو قوام مقاصد النكاح إلا أنه جوز نكاح الكتابية لرجاء إسلامها؛ لأنها آمنت بكتب الأنبياء والرسل في الجملة ...... والزوج يدعوها إلى الإسلام وينبهها على حقيقة الأمر فكان في نكاح المسلم إياها رجاء إسلامها فجوز نكاحها لهٰذه العاقبة الحميدة بخلاف المشركة الخ. (بدائع الصنائع ۲/۵۵۲)

ساری بحث کا خلاصہ یہ نکلا کہ اہل کتاب سے نکاح کی اجازت مطلق نہیں ہے؛ بلکہ دیگر قرآنی وشرعی اصول کا پیش نظر رکھنا بہرحال ضروری ہے۔

موجودہ دور کے یہودیوں اور عیسائیوں کا حکم

موجود دور میں جو یہودی یا عیسائی اپنے مذہب سے وابستہ ہوں، تو گو کہ وہ مشرکانہ عقیدہ رکھتے ہوں، پھر بھی ان پر اہل کتاب کا اطلاق ہوگا، اور اُن کی عورتوں سے مناکحت کی فی الجملہ بکراہت اجازت ہوگی؛ لیکن جو یہودی یا عیسائی اپنے مذہب سے بیزار اور دہریے ہوجائیں جیسا کہ بہت سے یوروپی عیسائیوں کا حال ہے تو ان کو اہل کتاب میں شامل نہیں کیا جائے گا؛ بلکہ ان کا حکم اباحیت پسندوں جیسا ہوگا اور ایسی ملحدہ عورت سے کسی مسلمان کا نکاح حلال نہ ہوگا۔ (مستفاد: معارف القرآن ۳/۴۹)

وقد خصص من هؤلاء الكتابية للرجل المسلم بقوله تعالىٰ: ﴿وَالْمُحْصَنٰتُ

مِنَ الَّذِيْنَ أُوْتُوْا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ﴾ [المائدة: ٥]

فهٰذه الآية تفيد حل الكتابية بالنص ولو قالت: إن المسيح إلٰه أو ثالث ثلاثة وهو شرك ظاهر فأباحهن اللّٰه؛ لأن لهن كتابًا سماويًا. (الفقه على المذاهب الأربعة مكمل ٨٢٩)

إن المذهب الإطلاق لما ذكر شمس الأئمة في المبسوط من أن ذبيحة النصراني حلال مطلقا سواء قال بثالث ثلاثة أو لا لإطلاق الكتاب هنا. (شامي / كتاب النكاح ١٣٤/٤ زكريا)

اس موضوع سے متعلق ذیل میں چند مسائل ذکر کئے جارہے ہیں:

ہندو عورت سے نکاح حرام ہے

کسی مسلمان کے لئے ہندو عورت سے نکاح قطعاً حرام ہے (اگرچہ وہ عورت کسی مسلم کی قید میں ہو)۔

وَلَا تَنْكِحُوْا الْمُشْرِكٰتِ حَتّٰى يُؤْمِنَّ. [البقرة: ٢٣١]

حرم تزوج ...... المجوسية والوثنية (كنز) وتحته: كل مذهب يكفر به معتقده فهو يحرم نكاحها لأن اسم المشرك يتناولهم جميعًا. (البحر الرائق ١٨٠/٣ -١٨١ زكريا)

ومن المحرمات الكافرة بكفر مخصوص لا تحل الوثنية للمسلم ...... والمجوسية لا تحل للمسلم. (خانية على الفتاوىٰ الهندية ٣٦٥/١)

نوٹ: - بدھسٹ، پارسی، سکھ اور دیگر مشرکانہ مذاہب ماننے والی عورتوں سے بھی نکاح حرام ہے۔

اسلامی ملک میں رہنے والی کتابیہ عورت سے نکاح

جس یہودی یا عیسائی عورت کو کسی اسلامی ملک میں شہریت حاصل ہو (جسے فقہی اصطلاح میں ذمی کہا جاتا ہے) اس سے کسی مسلمان کا نکاح کرنا کراہت کے ساتھ جائز ہے۔ (اس لئے

کہ کافرہ کے مقابلہ میں بہرحال مؤمن عورت سے نکاح بہتر ہے)

ویجوز تزوج الکتابیات والأولیٰ أن لا یفعل الخ، فقوله: والأولیٰ أن لا یفعل یفید کراهة التنزیه في غیر الحربیة. (شامي / کتاب النکاح ۱۰۱/٤ بیروت، ۱۳٤/٤ زکریا، الفتاویٰ الهندیة ۲۸۱/۱ قدیم زکریا)

أما إذا کانت ذمیة ویمکن إخضاعها للقوانین الإسلامیة فإنه یکره نکاحها تنزیهیاً. (الفقه علی المذاهب الأربعة مکمل ۸۲۹)

حل تزوج الکتابیة أي الحرة الخ، والأولیٰ أن لا یفعل أي التزوج بالکتابیة ...... إلا للضرورة. (حاشیة چلپی علی التبیین ٤۷۷/۲)

غیر اسلامی ممالک میں رہنے والی یہودی یا عیسائی عورتوں سے نکاح

جو یہودی یا عیسائی عورتیں غیر اسلامی ممالک میں اقامت پذیر ہوں، ان سے کسی مسلمان کا نکاح کرنا جائز مگر مکروہ تحریمی ہے؛ اِس لئے کہ کفر کے غلبہ اور کافر رشتہ داروں کی پشت پناہی کی وجہ سے اس بات کا سخت اندیشہ ہوگا کہ اس نکاح سے پیدا ہونے والی اولاد کافرہ ماں کی تربیت سے متأثر ہوکر کفر اختیار کرلے، اور غیر اسلامی ملک ہونے کی وجہ سے مسلمان شوہر کوشش کے باوجود اولاد کے متعلق بے بس ہوکر رہ جائے گا۔

وتکره الکتابیة الحربیة إجماعًا لافتتاح باب الفتنة من إمکان التعلق المستدعی للمقام معها في دار الحرب وتحریض الولد علی التخلق بأخلاق أهل الکفر. (شامي ۱۰۱/٤ بیروت، ۱۳٤/٤ زکریا، حاشیة چلپی علی التبیین ٤۷۷/۲)

یحرم تزوج الکتابیة إذا کانت في دار الحرب غیر خاضعة لأحکام المسلمین؛ لأن ذٰلک فتح لباب الفتنة فقد ترغمه علی التخلق بأخلاقها التي یأباها الإسلام ویعرض ابنه للتدین بدین غیر دینه ویخرج بنفسه فیما لا قبل له به من ضیاع سلطته التي یحفظ بها عرضها وغیر ذٰلک من المفاسد فالعقد وإن

کان یصح إلا أن الإقدام علیه مکروہ تحریماً لما یترتب علیه من المفاسد.

(الفقه علی المذاهب الأربعة مکمل ۸۲۹، تبیین الحقائق ۴۷۷/۲، مجمع الأنهر ۴۸۲/۱)

وإذا تزوج المسلم کتابیة حربیة فی دار الحرب جاز و یکرہ. (خانیة علی الهندیة / کتاب النکاح ۳۶۵/۱)

تنبیہ:- مذکورہ جزئیہ سے معلوم ہوگیا کہ آج کل غیر مسلم یورپین ممالک میں کتابی عورتوں سے نکاح یقیناً مکروہ تحریمی ہے، یعنی ایسی عورت سے نکاح اگرچہ نافذ ہوجائے گا مگر مستقبل کی ایمانی مصالح کا لحاظ نہ رکھنے کی وجہ سے یہ عمل موجب گناہ ہوگا۔ وجہ یہ ہے کہ ایسے ممالک میں چوں کہ مسلمانوں کو اقتدارِ اعلیٰ حاصل نہیں ہے، اس لئے کتابیہ عورت گوکہ مسلمان کے نکاح میں آجائے مگر وہ اپنے مذہب پر دلیر رہے گی، اور پوری کوشش کرے گی کہ اس کی اولاد بھی اس کے مذہب پر پروان چڑھے، اور ایسے ممالک میں اس عورت کے رشتہ دار؛ بلکہ وہاں کی حکومت بھی عورت کی پشت پناہی کرے گی، اور مسلمان شوہر قطعاً لاچار بن کر رہ جائے گا؛ بلکہ عین ممکن ہے کہ خود شوہر بھی اس سے متأثر ہوکر ایمان سے ہاتھ دھو بیٹھے۔ اس کے برخلاف اسلامی ملک میں رہنے والی کتابیہ عورت مسلم ماحول کی وجہ سے ہمیشہ دب کر رہے گی، اور اگر وہ اولاد کو اپنے مذہب پر لانے کی کوشش کرے گی، تو شوہر پوری جرأت کے ساتھ اس پر روک ٹوک کرسکے گا، اور اسلامی معاشرہ مسلمان شوہر کا ساتھ دینے کے لئے تیار رہے گا، اور جو حکم یورپین ممالک لندن امریکہ وغیرہ کا ہے، وہی حکم اس معاملہ میں ہندوستان جیسے جمہوری ملک کا بھی ہے؛ (کیوں کہ فقہاء نے جن علتوں کی بنیاد پر دارالحرب (غیر اسلامی ملک) میں کتابی عورتوں سے نکاح کو مکروہ تحریمی قرار دیا ہے وہی علتیں ہندوستان جیسے ممالک ہیں، میں بدرجۂ اتم پائی جاتی ہیں) لہٰذا ایسے ممالک میں یہودی یا عیسائی عورتوں سے ان کے مذہب پر رہتے ہوئے نکاح کرنا مکروہ تحریمی کہلائے گا۔ (مستفاد: آپ کے مسائل اور اُن کا حل مدلل ۱۵۹/۶) (مرتب)

یہودی یا عیسائی لڑکے سے نکاح حلال نہیں؟

اسلام میں اہل کتاب عورتوں سے نکاح کرنے کی تو اجازت ہے؛ لیکن کسی مسلمان عورت

کے لئے یہ جائز نہیں ہے کہ وہ کسی کتابی مرد سے نکاح کرے (اس لئے کہ اسلام کو یہ ہرگز منظور نہیں ہے کہ کوئی مسلمان عورت کسی کافر کی دست نگر ہوکر رہے)

عن زيد بن وهب قال: كتب عمر ابن الخطاب رضي الله عنه أن المسلم ينكح النصرانية، والنصراني لا ينكح المسلمة. (المصنف لعبد الرزاق ٧٨/٦ رقم: ١٠٠٥٨)

عن أبي الزبير قال: سمعت جابر ابن عبد الله رضي الله عنه يقول: نساء أهل الكتاب لنا حل ونسائنا عليهم حرام. (المصنف لعبد الرزاق ٨٣/٦ رقم: ١٠٠٨٢)

ولا يجوز تزوج المسلمة من مشرك ولا كتابي. (الفتاویٰ الهندية ٢٨٢/١)

ومنها إسلام الرجل إذا كانت المرأة مسلمة فلا يجوز إنكاح المؤمنة الكافر لقوله تعالىٰ: ﴿وَلَا تُنْكِحُوْا الْمُشْرِكِيْنَ حَتّٰى يُؤْمِنُوْا﴾ [البقرة: ٢٢١]

ولأن في إنكاح المؤمنة الكافر خوف وقوع المؤمنة في الكفر لأن الزوج يدعوها إلى دينه والنساء في العادات يتبعن الرجال فيما يؤثروا من الأفعال يقلّدن ويقلِّدونهم في الدين إليه وقعت الإشارة في آخر الآية بقوله عزوجل: ﴿اُولٰٓئِكَ يَدْعُوْنَ اِلَى النَّارِ﴾ لأنهم يدعون المؤمنات إلى الكفر والدعاء إلى الكفر دعاء إلى النار الخ. (بدائع الصنائع ٥٥٤/٢ زكريا)

ولا يجوز تزوج المسلمة من مشرك ولا كتابي كذا فى السراج الوهاج. (الفتاویٰ الهندية / محرمات بالشرك ٢٨٢/١)

والحكمة في أن المسلم يتزوج باليهودية والنصرانية دون العكس هي أن المسلم يومن بكل الرسل وبالأديان فى أصولها الصحيحة الأولىٰ فلا حظر منه على الزوجة فى عقيدتها أو مشاعرها أما غير المسلم فلا يومن بالإسلام فيكون هناك خطر محقق بحمل زوجية على التأثر بدينه والمرأة عادة سريعة التأثر والانقياد وفى زواجها ايذاء لشعورها و عقيدتها. (موسوعة الفقه الإسلامي ١٥٩/٨ المكتبة الأشرفية ديوبند)

اباحیت کا عقیدہ رکھنے والوں سے مناکحت

جولوگ عقیدۂ اباحیت کے قائل ہوں (یعنی موج مستی اور من چاہی زندگی گذارنے کو مطلقاً حلال سمجھتے ہوں اور کسی مذہبی قید کے پابند نہ ہوں) ایسے لوگوں سے مسلمان کے لئے رشتہ مناکحت قائم کرنا قطعاً حرام ہے۔

ویدخل في عبدة الأوثان عبدة الشمس الخ والباطنية والإباحية. (شامي ۱۰۱/٤ بیروت، ۱۲٥/٤ زکریا، الفتاویٰ الهندیة ۲۸۱/۱، البحر الرائق ۱۰۲/۳، مجمع الأنهر ٤۸۷/۱)

ویدخل في عبدة الأوثان عبدة الشمس والنجوم والصور التي استحسنوها، والمعطلة والزنادقة والباطنية والإباحية، وکل مذهب یکفر به معتقده. (الفتاویٰ الهندیة ۲۸۱/۱، شامي ۱۲٥/٤ زکریا)

زندیق عورت سے نکاح

وہ عورت جو اپنی بدعقیدگی کی وجہ سے کافرہ ہوگو کہ وہ اسلام کا دعویٰ کرے تو اس سے نکاح حلال نہیں ہے۔

ویدخل في عبدة الأوثان عبدة الشمس والنجوم والصور التي استحسنوها، والمعطلة والزنادقة والباطنية والإباحية، وکل مذهب یکفر به معتقده. (الفتاویٰ الهندیة ۲۸۱/۱، شامي ۱۲٥/٤ زکریا)

عن أبي یوسف رحمه اللّٰه تعالیٰ بروایة ابن سماعة إذا تکلمت بالکفر وقلبها مطمئن بانت، وهي مشرکة. (الفتاویٰ التاتارخانیة ۲٦۸/٤ زکریا)

قادیانیوں سے نکاح حرام ہے

قادیانی / احمدی / مرزائی / لاہوری (جو ختم نبوت کے منکر اور دجال قادیان مرزا غلام احمد قادیانی کے پیروکار ہیں) کے کفر وارتداد پر پوری امت کا اتفاق ہے؛ لہٰذا قادیانی لڑکے یا لڑکی

سے کسی مسلمان کا نکاح قطعاً حلال نہیں ہے۔

دعوی النبوة بعد نبينا صلى الله تعالىٰ عليه وآله وسلم كفر بالإجماع.

(شرح الفقه الأكبر للملا علي القاري ٢٠٢)

إذا لم يعرف الرجل أن محمدًا صلى الله عليه وسلم آخر الأنبياء فليس بمسلم الخ، وكذٰلك لو قال: أنا رسول الله. (الفتاوىٰ الهندية ٢٦٣/٢)

لا يحل للمسلم الزواج بالمرأة المشرك والوثنية ...... لا تعترف بالأديان السماوية مثل الشيوعية والوحودية والبهائية والقاديانية والبودية.

(موسوعة الفقه الإسلامي ١٥٧/٨ المكتبة الأشرفية ديوبند)

لا يجوز نكاح المجوسيات ولا الوثنيات ...... ويدخل في عبدة الأوثان كل مذهب يكفر به معتقده، كذا في فتح القدير. (الفتاوىٰ الهندية ٢٨١/١)

وكتب عمر بن عبد العزيز إلى عدي بن عدي أن للإيمان فرائض وشرائع وحدودًا وسننًا، فمن استكملها استكمل الإيمان، ومن لم يستكملها لم يستكمل الإيمان. (صحيح البخاري ٦/١)

نومسلمہ عورت سے نکاح

جو کتابی یا مشرکہ عورت اسلام قبول کرلے اس سے نکاح بلاشبہ حلال ہے۔

﴿وَالْمُحْصَنٰتُ مِنَ الْمُؤْمِنٰتِ﴾ [المائدة: ٦]

قال: إذا كانوا يظهرون الإسلام يجوز نكحتهم. (الفتاوىٰ التاتارخانية، كتاب النكاح / الفصل الثامن في بيان ما يجوز من الأنكحة وما لا يجوز ٧٢/٤ رقم: ٥٥٥٥ زكريا)

يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اِذَا جَآءَكُمُ الْمُؤْمِنٰتُ مُهَاجِرَاتٍ فَامْتَحِنُوْهُنَّ اَللّٰهُ اَعْلَمُ بِاِيْمَانِهِنَّ، فَاِنْ عَلِمْتُمُوْهُنَّ مُؤْمِنَاتٍ فَلَا تَرْجِعُوْهُنَّ اِلَى الْكُفَّارِ. [الممتحنة: ١٠]

نوٹ:- البتہ قرائن سے یہ اندازہ ضرور لگانا چاہئے کہ وہ واقعۃً اسلام لائی ہے یا محض

نکاح کے مقصد سے اسلام کا اظہار کررہی ہے، اِس بارے میں مکمل تحقیق کے بعد اُس سے نکاح کا اقدام کرنا چاہئے۔

اسلام میں نکاح موج مستی کا نام نہیں؛ بلکہ ایک بامقصد عمل ہے، جس کے مثبت یا منفی اثرات انسانی زندگی پر مرتب ہوتے ہیں، اس لئے شریک زندگی کے انتخاب میں محض ظاہری تقاضوں سے متأثر ہوکر جلد بازی میں غلط فیصلہ نہیں کرنا چاہئے؛ بلکہ دینی اعتبار سے اپنے اور اپنی اولاد کے بہتر مستقبل کا تیقن کرکے ہی قدم بڑھانا چاہئے۔

گمراہ فرقوں سے نکاح

وہ فرقے جو اپنے کو مسلمان کہتے ہیں؛ لیکن وہ عقیدے کے اعتبار سے گمراہی میں مبتلا ہیں، تو ان سے نکاح کے بارے میں یہ تفصیل ہے کہ اگر ان کے عقائد کفر تک نہ پہنچتے ہوں (جیسے بریلوی اور غیر مقلد وغیرہ) تو ان سے مناکحت گو کہ خلاف مصلحت ہے، مگر حرام نہیں ہے؛ لیکن جن فرقوں کے عقائد واضح طور پر کفر تک پہنچتے ہوں، جن میں تاویل کی کوئی گنجائش نہ ہو (جیسے بہائیہ اور شیعوں کے وہ فرقے جو کفریہ عقائد رکھتے ہیں، مثلاً اثنا عشریہ، مہدویہ، دروزی، نصیری وغیرہ) تو ان کے مردوں یا عورتوں سے نکاح قطعاً جائز نہیں ہے۔ (مستفاد: فتاویٰ محمودیہ ۱۷/۷۷-۷۸ میرٹھ)

وشمل ذلك الدروز والنصيرية فلا تحل مناكحتهم. (شامي ٤/١٢٥ زكريا)

وأما المعتزلة فمقتضى الوجه حل مناكحتهم؛ لأن الحق عدم تكفير أهل القبلة وإن وقع إلزامًا في المباحث، بخلاف من خالف القواطع المعلومة بالضرورة من الدين الخ، وبهٰذا ظهر أن الرافضي إن كان ممن يعتقد الألوهية في علي، أو أن جبريل غلط في الوحي، أو كان ينكر صحبة الصديق أو يقذف السيدة عائشة رضي الله عنها فهو كافر لمخالفته القواطع المعلومة من الدين بالضرورة. (شامي ٤/١٣٤-١٣٥ زكريا)

والنبي صلى الله عليه وسلم قال: القدرية مجوس هٰذه الأمة. (الفتاویٰ

التاتارخانية، كتاب النكاح / الفصل الثامن في بيان ما يجوز من الأنكحة الخ ٧٥/٤ زكريا)

وكـذا الـرافـضية التـي رأت تـفـضيل أبي بكر وعمر رضي اللّٰه عنهما.

(الفتاویٰ التاتارخانية، كتاب النكاح / الفصل الثامن في بيان ما يجوز من الأنكحة الخ ٧٥/٤ زكريا)

حالتِ کفر کا نکاح

اگر اسلام لانے سے پہلے زوجین میں آپس میں اپنے دستور کے مطابق نکاح کر رکھا ہے (اگرچہ وہ اسلام کے دستور کے موافق نہ ہو، مثلاً: بغیر گواہ کے نکاح کیا گیا ہو، یا کسی کافر شوہر کی عدت میں نکاح کیا گیا ہو، پھر بھی) اگر وہ دونوں میاں بیوی ایک ساتھ اسلام لے آئیں گے، تو ان کا سابقہ نکاح برقرار رہے گا۔

إن كـل نـكـاح حرم بين المسلمين لفقد شرطه كالنكاح بغير شهود أو في العدة مـن الـكافر يجوز في حقهم إذا اعتقدوه عند أبي حنيفة ويقرّ أن عليه بعد الإسلام. (البحر الرائق ٣٦٠/٣ دار الكتاب ديوبند، ٢٠٧/٣ كراچی)

إذا تـزوج الـذمـي ذميةً بـغيـر شهود وهم يدينون ذٰلك فهو جائز، حتى لو أسلما يقرّ أن على ذٰلك عند علمائنا الثلاثة. (الفتاویٰ الهندية / الفتاویٰ الهندية ٣٣٧/١ قديم زكريا، مجموعه قوانين اسلامی ٦٨)

إذا تـزوج الـذمي ذمية بغير شهود ...... أو بشهود من لا شهادة له، وهم يـديـنـون ذٰلك فهـو جـائز، حتى لو أنهما يقران علىٰ ذٰلك عند علمائنا الثلاثة.

(الفتاویٰ التاتارخانية، كتاب النكاح / الفصل التاسع عشر في نكاح الكفار ٢٥٩/٤ رقم: ٦١٣٢ زكريا)

وإن وجبـت الـعـدة من كافر، وهم يدينون جواز النكاح في حالة العدة فـمـا داما عـلـى الكفر لا يتعرض لهم بالإجماع، وإن اسلما أو أسلم أحدهما فعـلـى قول أبي يوسف ومحمد رحمهما اللّٰه تعالىٰ يفرق بينهما، أما علىٰ قول أبي حنيفةؒ فالقاضي لا يفرق بينهما. (الفتاویٰ التاتارخانية / كتاب النكاح ٢٦٠/٤ زكريا)

کفر کی حالت میں محارم سے نکاح

اگر کسی کافر نے اپنی محرم عورت سے کفر کی حالت میں نکاح کیا، مثلاً ماموں نے بھانجی سے نکاح کرلیا، تو اگر وہ دونوں اسلام لے آئیں تو یہ نکاح باقی نہیں رکھا جائے گا؛ بلکہ فوراً علیحدگی کرادی جائے گی۔

ولو كانت محرمةً فرق بينهما أي لو كانت المرأة محرمًا للكافر، فإن القاضي يفرق بينهما، إذا أسلم أو أحدهما اتفاقًا. (البحر الرائق ٣٦٢/٣ دار الكتاب، ٢٠٨/٣ زكريا، مجموعه قوانينِ اسلامی ٦٨-٦٩)

لو كانا أي المتزوجان اللذان أسلما محرمين أو أسلم أحد المحرمين أو ترافعا إلينا، وهما على الكفر فرق القاضي بينهما. (شامي ٣٥٢/٤ زكريا)

فإن أسلما أو أسلم أحدهما يفرق بينهما بالإجماع، وكذلك إذا لم يسلما ولكن رفعا الأمر إلى القاضي أو رفع أحدهما الأمر إلى القاضي، فالقاضي يفرق بينهما. (الفتاویٰ التاتارخانية / كتاب النكاح ٢٦١/٤ زكريا)

وقال أبو يوسف رحمه الله تعالىٰ: يفرق القاضي بينهما إذا علم بذٰلك سواء ترافعا إليه أو لم ترافعا. (الفتاویٰ التاتارخانية / كتاب النكاح ٢٦٢/٤ زكريا)

کافر میاں بیوی میں سے بیوی اسلام لے آئے

اگر غیر مسلم میاں بیوی میں سے بیوی اسلام لے آئے، تو بیوی کو چاہئے کہ وہ اپنا معاملہ مسلم قاضی یا محکمۂ شرعیہ کے سامنے پیش کرے، پھر محکمۂ شرعیہ اُس کے کافر شوہر پر تین مرتبہ اسلام پیش کرے گا، پس اگر وہ شوہر اسلام قبول کرلے تو سابقہ نکاح برقرار رہے گا، اور اگر وہ اسلام قبول کرنے سے انکار کردے تو محکمۂ شرعیہ اُن دونوں کے درمیان تفریق کرادے گا اور عدت گذارنے کے بعد وہ عورت کسی مسلمان سے نکاح کرسکتی ہے۔

ولـو أسلم أحد الزوجين عرض الإسلام على الآخر، فإن أسلم وإلا فرق بينهما، كذا في الكنز. (الفتاویٰ الهندية ۳۳۸/۱)

فـإن أسـلـمـا أو أسـلـم أحدهما يفرق بينهما بالإجماع، وكذٰلك إذا لم يسلـما ولكن رفعا الأمر إلى القاضي كذا في المحيط. وإن رفع أحدهما الأمر إلى القاضي ...... وطلب حكم الإسلام لم يفرق بينهما إذا كان الأخر يأبي ذٰلك وعندهما يفرق بينهما، كذا في الكافي. (الفتاویٰ الهندية ۳۳۷/۱، الحيلة الناجزة ۱۸۱)

إذا أسلم أحد الزوجين في دار الإسلام، فإن كان الذي أسلم هي المرأة تـعـرض الإسـلام عـلـى الـزوج، فـإن أسـلـم بقيا على النكاح وإلا فرق بينهما.
(المحيط البرهاني ٢٠٠/٤ رقم: ٧٠٣٥)

وإذا أسلم أحد الزوجين عرض الإسلام على الآخر فإن أسلم، وإلا فرق بينهما. (البحر الرائق ٣٦٧/٣ دار الكتاب ديوبند)

اوراگر یہ واقعہ ایسی جگہ پیش آیا جہاں مسلمان قاضی یا محکمۂ شرعیہ موجود نہ ہوتو بیوی کے اسلام لانے کے تین حیض (یا اگر حیض نہ آتا ہوتو تین ماہ، یا اگر حاملہ ہوتو وضع حمل) کے اندر اندر اگر شوہر اسلام لے آئے تو نکاح برقرار رہے گا، اور اگر یہ پورا عرصہ گذر جائے اور شوہر اسلام نہ لائے تو یہ نکاح خود بخود ختم ہوجائے گا، اور مذکورہ مدت کے بعد عورت کے لئے جائز ہوگا کہ وہ کسی مسلمان سے نکاح کرلے۔

ولو أسلم زوج الكتابية بقي نكاحهما، كذا في الكنز. (الفتاویٰ الهندية ۳۳۸/۱)

ولو تمجست يفرق بينهما لفساد النكاح. (البحر الرائق ۲۱۳/۳)

ولـو أسلم أحدهما ثمه لم تبن حتى تحيض ثلاثًا بانت. (البحر الرائق ٣٦٨/٣ دار الكتاب ديوبند، ٢١٣/٣ زكريا)

ضـــروری نوٹ :- ہندوستان جیسے ممالک میں اگر اِس طرح کا واقعہ پیش آئے تو

نومسلم بیوی کوشرعی فیصلہ حاصل کرنے کے بعد ملکی قانون کے اعتبار سے سرکاری طور پر سابقہ شوہر سے جدائی کا سرٹیفکیٹ حاصل کر لینا چاہئے، اُس کے بعد ہی دوسرے نکاح کا اِقدام کرنا چاہئے؛ تاکہ کوئی قانونی پیچیدگی پیدا نہ ہو۔ (مرتب)

کافر میاں بیوی میں سے شوہر اسلام لے آئے

اگر میاں بیوی غیر مسلم تھے پھر شوہر اسلام لے آیا تو اگر بیوی یہودی یا عیسائی تھی تو یہ نکاح برقرار رہے گا، اور اگر بیوی مشرکہ تھی (مثلاً ہندو یا پارسی وغیرہ) تو اس کے سامنے اسلام پیش کیا جائے گا، اگر وہ اسلام قبول کرلے تو نکاح برقرار رہے گا، اور اگر قبول نہ کرے تو عدت یعنی تین حیض یا حاملہ ہو تو وضع حمل کے بعد خود بخود نکاح ختم ہو جائے گا۔

وأشار بالحيض إلى أنها من ذواته، فلو كانت لا تحيض لصغر أو كبر فلا تبين إلا بمضي ثلاثة أشهر. (البحر الرائق ۳۷۱/۳ دار الكتاب ديوبند، ۲۱۳/۳ زكريا، الحيلة الناجزة ۱۸۰)

وإن كان الذي أسلم هو الزوج، فإن كانت المرأة هي الكتابية أقرا على النكاح، وإن كانت مجوسية أو وثنية عرض عليها الإسلام، فإن أسلمت فهي امرأته وإلا فرق بينهما. (الفتاویٰ التاتارخانية / كتاب النكاح ۲۷۲/٤ زكريا)

وإن أسلم أحد الزوجين في دار الحرب فإن الفرقة تقف على مضي ثلاث حيض، وفي الينابيع: أو يمضي عليها ثلاثة أشهر، إن كانت ممن لا تحيض، فإذا مضت وقعت الفرقة. (الفتاویٰ التاتارخانية / كتاب النكاح ۲۷۲/٤ زكريا)

مسلمان عورت مرتد ہو جائے

اگر میاں بیوی مسلمان تھے پھر عورت مرتد ہوگئی، تو اس کی وجہ سے اُس عورت کے لئے دوسرے شوہر سے نکاح اُس وقت تک حلال نہیں ہوگا جب تک کہ باقاعدہ تفریق نہ ہو جائے۔

وارتداد أحدهما فسخ في الحال. (كنز الدقائق على هامش البحر الرائق ۲۱٤/۳)

وأفتى مشائخ بلخ بعدم الفرقة بردتها زجرًا وتيسرًا الخ، والإفتاء بهٰذا أولىٰ من الإفتاء بما في النوادر. (الدر المختار، كتاب النكاح / باب نكاح الكافر ٣٦٧/٤ زكريا)

مسلمان شوہر مرتد ہوجائے

اگر کسی مسلمان عورت کا شوہر مرتد ہوجائے (العیاذ باللہ) تو نکاح فوراً ختم ہوجائے گا، اور عدت کے بعد وہ مسلمان عورت کسی دوسرے مسلمان سے نکاح کرنے کی مجاز ہوگی۔

وارتداد أحدهما فسخ في الحال. (كنز) قال في جامع الفصولين: وتعتد بثلاث حيضٍ. (كنز الدقائق على هامش البحر الرائق ٢١٤/٣)

أخبرنا عبد الرزاق قال أخبرنا معمر عن عمود عن الحسين قال: إذا ارتد المرتد عن الإسلام فقد انقطع ما بينه وبين امرأته. (المصنف لعبد الرزاق ٨٢/٦ رقم: ١٠٠٧٦)

○❖○

محرمات بوجہِ غلامی

آزاد عورت پر باندی سے نکاح کیوں منع ہے؟

شریعتِ اسلامی میں بہت سے معاملات میں آزاد اور غلام شخص میں فرق رکھا گیا ہے، مثلاً آزاد کو بیچا نہیں جاسکتا، جب کہ غلام کی باقاعدہ خرید وفروخت ہوتی ہے، اور آزاد شخص سے بلاعوض اور بلامرضی کوئی خدمت نہیں لی جاسکتی، جب کہ غلام سے ہر طرح کی خدمت بلاعوض لی جاسکتی ہے۔ اِسی طرح آزاد شخص کو بیک وقت چار بیویاں رکھنے کی اجازت ہے، جب کہ غلام صرف دو بیویاں رکھ سکتا ہے، اور آزاد شخص کو تین طلاق دینے کا اختیار رہے، جب کہ غلام کی بیوی دو ہی طلاق سے بائنہ ہوجاتی ہے۔

اِس سے معلوم ہوا کہ آزاد کے مقابلہ میں غلام کو آدھے حقوق حاصل ہوتے یں، اب مرد غلام کے لئے تو چار کے مقابلے دو بیویاں رکھنے میں آدھے حقوق کی بات پائی جاتی ہے؛ لیکن سوال یہ ہے کہ عورت باندی میں یہ فرق کس طرح ہو؟ کیوں کہ وہ تو بیک وقت دو شخصوں کے نکاح میں رہ نہیں سکتی، پھر اس معاملہ میں آزاد اور باندی میں فرق کیسے کیا جائے؟

تو اس کے متعلق نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فیصلہ کن بات ارشاد فرمائی کہ: ''فرق اس طرح ہوگا کہ باندی کے نکاح میں رہتے ہوئے تو آزاد عورت سے نکاح حلال ہوگا؛ لیکن آزاد عورت کے نکاح میں رہتے ہوئے باندی کے لئے اس کے نکاح میں آنا درست نہ ہوگا''۔ (سنن الدارقطنی، طبرانی وغیرہ)

اور یہ تنصیف نکاح کی حالتوں کے اعتبار سے ہے؛ کیوں کہ انجام کار دو حالتیں ممکن ہیں:

(۱) ایسی حالت میں باندی سے نکاح جب کہ پہلے سے کوئی آزاد عورت نکاح میں نہ ہو۔

(۲) دوسری صورت یہ ہے کہ پہلے سے آزاد عورت نکاح میں ہو، پھر باندی سے نکاح کیا جائے۔ (یا بیک وقت آزاد اور باندی کو جمع کیا جائے)

تو اِن دو صورتوں میں آزاد عورت اور باندی میں تنصیف اس طرح کی گئی کہ اول صورت تو جائز رکھی گئی اور دوسری صورت ناجائز قرار پائی، اور یہ فرق محلیت نکاح کے اعتبار سے رہے۔

أخرج الدار قطني عن عائشة رضي الله عنها قالت: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: طلاق العبد تطليقتان، الحديث. إلى أن قال: وتتزوج الحرة على الأمة، ولا يتزوج الأمة على الحرة الخ. (سنن الدار قطني / كتاب الطلاق ٢٦/٤ رقم: ٣٩٥٧ مكتبه دار الإيمان سهارنپور، فتح القدير ٢٣٦/٣)

ولأن للرق أثراً في تنصيف النعمة الخ، فيثبت به حل المحلية في حالة الانفراد دون حالة الإنضمام. (الهداية ٣٣١/٢، فتح القدير ٢٢٧/٣ المكتبة الأشرفية ديوبند)

عن الحسن قال: نهىٰ رسول الله صلى الله عليه وسلم أن تنكح الأمة على الحرة. (السنن الكبرىٰ للبيهقي، كتاب نكاح / باب لا تنكح الأمة على الحرة ٢٨٤/٧ رقم: ١٤٠٠١ دار الكتب العلمية بيروت)

عن جابر بن عبد الله رضي الله عنه قال: لا تنكح الأمة على الحرة. (المصنف لعبد الرزاق ٢٦٥/٧ رقم: ١٣٠٨٨ بيروت)

اور بعض حضرات نے ممانعت کی علت پر بحث کرتے ہوئے یہ فرمایا ہے کہ باندی سے نکاح کرنے سے آزاد عورت کو ذہنی تکلیف ہوگی، اس لئے منع کیا گیا، اسی وجہ سے امام مالکؒ کا موقف یہ ہے کہ اگر خود آزاد عورت اجازت دے تو باندی سے نکاح جائز ہوگا، مگر ہمارے فقہائے احناف اس سے زیادہ متفق نہیں ہیں۔ وہ فرماتے ہیں کہ جہاں تک تکلیف کی بات ہے تو آزاد عورت سے نکاح میں رہتے ہوئے دوسری آزاد عورت سے نکاح بھی سوکن کے لئے موجب اذیت ہوتا ہے؛ لہٰذا اسے مصلحت تو کہا جاسکتا ہے؛ لیکن علت نہیں بنایا جاسکتا، اس لئے تنصیف والی بات ہی زیادہ قابل قبول ہونی چاہئے۔ علامہ ابن الہمامؒ اس بحث کے اخیر میں لکھتے ہیں:

واعلم أن التعليل في الأصل إنما هو للقياس ويستدعي أصلاً يلحق به منصوصًا أو مجمعًا عليه فيمكن جعله هنا تنصيف الطلاق والعدة. (فتح القدير ٢٣٨/٣)

اِس سلسلہ کے مزید مسائل ذیل میں درج کئے جارہے ہیں:

آزاد عورت نکاح میں رہتے ہوئے باندی سے نکاح جائز نہیں

اگر کسی شخص نے کسی آزاد عورت سے نکاح کر رکھا ہے، تو اُس کے نکاح میں رہتے ہوئے کسی باندی سے نکاح کرنا اُس کے لئے جائز نہ ہوگا۔

ولا يتزوج أمة علىٰ حرة لقوله صلى الله عليه وسلم: ”لا تنكح الأمة على الحرة“. (الهداية ٢٢٧/٣ المكتبة الأشرفية ديوبند، فتح القدير ٢٣٦/٣، الدر المختار ١٠٤/٤ بيروت، الفتاوىٰ الهندية ٢٩٧/١ زكريا، الفتاوىٰ التاتارخانية ٦٣/٤ رقم: ٥٥٣٤ زكريا)

ولا يجوز له أن يتزوج أمة على الحرة، الحر والعبد في ذٰلك سواءٌ. (المحيط البرهاني ١٠٦/٤ رقم: ٣٧٥٧ بيروت)

آزادعورت کی عدت میں باندی سے نکاح؟

اگر آزادعورت سے نکاح کیا تھا پھر اسے طلاق دے دی (خواہ طلاقِ بائن ہی کیوں نہ ہو) پھر اس کی عدت میں کسی باندی سے نکاح کیا تو باندی سے نکاح درست نہ ہوگا۔

لا يصح عكسه ولو أم ولد في عدة حرة ولو من بائن. (الدر المختار ١٠٤/٤ بيروت، ١٨٩/١ كراچی)

ولأبي حنيفة رحمه الله أن نكاح الحرة باقٍ من وجه لبقاء الأحكام، فيبقى المنع احتياطًا. (الهداية ٣٣١/٢، مع فتح القدير ٢٣٨/٣، الفتاوىٰ التاتارخانية ٦٤/٤ زكريا)

فإن تزوج أمة علىٰ حرة في عدة من طلاق بائن أو ثلاث لم يجز عند أبي حنيفة رحمه الله وعندهما يجوز، وإن كانت معتدة عن طلاق رجعي لم يجز بالإتفاق. (الفتاوىٰ الهندية ٢٧٩/١ قديم زكريا، الفتاوىٰ التاتارخانية / كتاب النكاح ٦٤/٤ رقم: ٥٥٣٨ زكريا، المحيط البرهاني ١٠٦/٤ رقم: ٣٧٦٠ المجلس العلمي)

ایک ہی عقد میں آزاد اور باندی سے نکاح کرنا

اگر ایک ہی مجلس میں بیک وقت آزادعورت اور باندی سے نکاح کیا (یعنی قاضی نے یہ کہا کہ میں فلاں اور فلاں باندی تیرے نکاح میں دیتا ہوں) تو آزادعورت کا نکاح منعقد ہوجائے گا اور باندی کا نکاح منعقد نہ ہوگا۔

بـل يـصـح فـي الجمع نكاح الحرة للأمة كما صرح به الزيلعي وغيره. (شامي / كتاب النكاح ١٠٤/٤ زكريا)

وأمـا حالة المقارنة وهو أن يتزوج حرة وأمة في عقدة فيجتمع في الأمة محرم ومبيح فتحرم. (فتح القدير٣/ ٢٢٩ المكتبة الأشرفية ديوبند، الفتاوىٰ الهندية ٢٧٩/١)

ولـو جـمـع بين الأمة والحرة في عقدة واحدة صح نكاح الحرة، وبطل نكاح الأمة. (الفتاوىٰ الهندية ٢٧٩/١ زكرياء المحيط البرهاني ١٠٧/٤)

نکاح فاسد سے منکوحہ آزاد عورت پر باندی سے نکاح کرنا؟

اگر آزاد عورت سے کیا گیا نکاح فاسد تھا، پھر اس پر باندی سے نکاح کیا، تو یہ باندی کا نکاح درست ہوجائے گا۔

فلو دخل بحرة بنكاح فاسدٍ لا يمنع نكاح الأمة. (شامي ١٠٤/٤ بيروت)

ولـو تزوج أمة وحرة، والحرة في عدة عن نكاح فاسد أو عن وطء شبهة، ذكر الحسن أنه على الخلاف بينه وبينهما وغيره، قال: يجوز نكاح الأمة هٰهنا بالإتفاق. (الفتاوىٰ الهندية ٢٨٠/١ زكرياء الفتاوىٰ التاتارخانية، كتاب النكاح / الفصل الثامن في بيان ما يجوز من الأنكحة وما لا يجوز ٦٤/٤ رقم: ٥٥٣٩ زكريا)

لـو جـمـع بيـن الحرة والأمة وللحرة زوج أو في عدة الغير فإنه لا يبطل نكاح الأمة. (المحيط البرهاني ١٠٧/٤ رقم: ٣٧٥٧ زكريا)

آزاد عورت سے نکاح کے بعد منکوحہ باندی کے آقا نے سابقہ نکاح کی منظوری دی؟

کسی شخص نے اولاً کسی باندی سے اس کے آقا کی اجازت کے بغیر نکاح کررکھا تھا؛ لیکن ابھی رخصتی نہیں ہوئی تھی کہ اس نے کسی آزاد عورت سے باقاعدہ نکاح کرلیا، اس کے بعد

باندی کے مولیٰ نے نکاح کی اجازت دے دی تو اس اجازت کا کچھ اعتبار نہ ہوگا، اور باندی سے نکاح منعقد نہیں مانا جائے گا۔

تزوج أمة بلا إذن مولاها ولم يدخل حتى تزوج حرةً، ثم أجاز المولىٰ لم يجز؛ لأن الحل إنما يثبت عند الإجازة فكان في حكم الإنشاء فيصير متزوجًا أمة على حرة. (شامي ١٣٨/٤زكريا، ١٠٤/٤ بيروت، الفتاوىٰ الهندية ٢٨٠/١ زكريا)

ولو تزوج أمة بغير إذن مولاها ثم تزوج حرة بطل نكاح الأمة ولا تعمل فيه إجازة المولىٰ بعد ذٰلك. (الفتاوىٰ التاتارخانية ٦٥/٤ رقم: ٥٥٤٠ زكريا)

منکوحہ باندی کو طلاق دی پھر آزاد عورت سے شادی کرنے کے بعد باندی سے رجعت کر لی؟

اگر کسی شخص نے پہلے سے باندی سے نکاح کر رکھا تھا پھر اسے طلاقِ رجعی دے دی، اس کے بعد کسی آزاد عورت سے نکاح کر لیا، اور پھر عدت کے اندر اندر باندی سے رجوع کر لیا تو باندی کا نکاح ختم نہیں ہوا، وہ بدستور اس کی بیوی رہے گی (کیوں کہ یہاں آزاد عورت پر باندی سے نکاح کی صورت موجود نہیں ہے؛ بلکہ باندی پر آزاد سے نکاح کی صورت پائی جارہی ہے جو اپنی جگہ جائز ہے)

وصح لو راجعها أي الأمة علىٰ حرة لبقاء الملك. (الدر المختار / كتاب النكاح ١٠٥/٤ زكريا)

وفي الذخيرة: إذا تزوج الرجل حرة في عدة أمة عن طلاق رجعي، ثم راجع الأمة جاز. (الفتاوىٰ التاتارخانية، كتاب النكاح / الفصل الثامن في بيان ما يجوز من الأنكحة الخ ٦٥/٤ رقم: ٥٥٤٢ زكريا، الفتاوىٰ الهندية ٢٨٠/١ زكريا، الفتاوىٰ التاتارخانية ٦٤/٤ رقم: ٥٥٤٠ زكريا)

ایک عقد میں پانچ آزاد اور چار باندیوں کو جمع کرنا

اگر کوئی شخص ایک عقد میں بیک وقت پانچ آزاد عورتوں اور چار باندیوں سے نکاح کرے تو آزاد عورتوں میں نکاح باطل ہو جائے گا (کیوں کہ وہ چار سے زائد ہیں) اور باندیوں

سے نکاح صحیح ہوجائے گا۔

ولو تزوج أربعًا من الإماء وخمسًا من الحرائر في عقد واحد، صح نكاح الإماء لبطلان الخمس. (الدر المختار ۱۸۹/۱ کراچی، ۱۰۵/٤ بیروت، الفتاویٰ الهندية ۲۸۰/۱ زکریا، تبيين الحقائق ٤٨٣/٢ زکریا)

چار آزاد عورتوں اور باندیوں کو ایک عقد میں جمع کرنا

اگر کسی شخص نے ایک عقد میں بیک وقت چار آزاد عورتوں اور چار یا اس سے کم باندیوں سے نکاح کیا تو آزاد عورتوں میں نکاح صحیح ہوجائے گا اور باندیوں میں نکاح صحیح نہیں ہوگا۔

وصح نكاح أربع من الحرائر والإماء فقط للحر لا أكثر. (الدر المختار / كتاب النكاح ۱۸۹/۱، ۱۰۵/٤ کراچی)

وللحر أن يتزوج أربعًا من الحرائر والإماء وليس له أن يتزوج أكثر من ذٰلك. (الهداية / كتاب النكاح ۳۳۱/۲)

وأربع من الحرائر والإماء أي حل تزوج أربع من الحرائر والإماء ولا يجوز أكثر من ذٰلك. (تبيين الحقائق ٤٨٣/٢ زکریا)

آزاد عورت سے نکاح کی قدرت کے باوجود باندی سے نکاح کرنا

اگر کسی شخص کے پاس اتنی وسعت ہے کہ وہ آزاد عورت سے نکاح کرکے اس کے حقوق ادا کرسکتا ہے پھر بھی اگر وہ آزاد کے بجائے کسی باندی سے نکاح کرے تو اس کی شرعاً گنجائش ہے؛ لیکن ایسا کرنا مکروہ ہے (اس لئے کہ باندی کی اولاد غلام ہوگی اور آزادی سے محروم ہوگی)

ويجوز تزوج الأمة مسلمة كانت أو كتابية وإن قدر على حرة، كذا في الكافي، ويكره نكاح الأمة مع طول الحرة. (الفتاویٰ الهندية ۲۸۰/۱، الهداية ۳۳۱/۲، تبيين الحقائق ٤٨٠/٢ زکریا)

❍❖❍

چار سے زیادہ بیویوں کو ایک نکاح میں جمع کرنے کی حرمت

مسئلہ تعددِ ازدواج

اسلام ''دینِ فطرت'' ہے، خلاّقِ دو جہاں، رب العالمین کو اچھی طرح معلوم ہے کہ انسان کی فطری ضروریات اور تقاضے کیا ہیں؟ اور ان کو پورا کرنے کے لئے کون سی تدبیریں مؤثر اور مفید ہو سکتی ہیں؟ اس کے برخلاف چوں کہ عام انسانوں کی عقلیں محدود علم کی حامل ہیں، اسی لئے انہیں بسا اَوقات شریعت اسلامیہ کے بعض احکامات پر طرح طرح کے اشکالات پیش آتے ہیں، انہی احکامات میں ایک حکم مرد کے لئے بیک وقت متعدد نکاح کی اجازت کا بھی ہے۔

حیرت کی بات ہے کہ وہ مغربی اقوام جو اوپر سے نیچے تک بدکاریوں اور شہوت رانیوں میں مبتلا ہیں، اور جن کی نظر میں مرد کا بیک وقت کئی عورتوں سے ناجائز تعلق قطعاً معیوب نہیں ہے، وہی قومیں اسلام کے تعددِ ازدواج کے قانون پر سب سے زیادہ انگلیاں اٹھاتی ہیں، تو اس سے بڑی بے عقلی کیا ہوگی کہ ناجائز تعلقات کو تو بے تکلف گوارا کیا جائے اور جائز اور قانونی تعلق جو اپنے ساتھ پوری ذمہ داریوں کو بھی ثابت کرتا ہے اسے ناگوار سمجھا جائے۔ بات دراصل یہ ہے کہ مغربی قومیں صنفِ نازک کو محض اپنی جنسی تسکین کا ذریعہ سمجھتی ہیں، انہیں عورت کی فلاح و بہبود سے کوئی دلچسپی نہیں، ان کا نظریہ صرف اور صرف یہ ہے کہ: ''یوز اینڈ تھرو'' یعنی استعمال کرو اور پھینک دو، جب کہ اسلام صنفِ نازک کو مکمل تقدس عطا کرتا ہے کہ اگر کسی عورت سے جسمانی تعلق حلال ہو تو اس کی اور اس کی اولاد کی تمام ذمہ داریاں مرد کو اٹھانی ہوں گی، اس کی رہائش اور نان نفقہ کا ذمہ دار بھی مرد ہوگا، یہ نہیں کہ ٹشو پیپر کی طرح استعمال کر کے اسے ردی میں پھینک دیا جائے؛ بلکہ اس کا مکمل تحفظ کرنا ہوگا، اور اس کی سب ضروریات کا خیال رکھنا ہوگا۔

اس اسلامی نظریہ کو سامنے رکھ کر تعددِ ازدواج کے حکم پر نظر ڈالنا ضروری ہے، اسلام نے — یہ دیکھتے ہوئے کہ بعض مردوں کی جنسی تسکین ایک عورت سے مکمل حاصل نہیں ہوتی، یا بعض ایسے

حالات پیش آ جاتے ہیں کہ آدمی کے لئے کسی دوسری عورت کو قانونی بیوی بنائے بغیر چارۂ کار نہیں ہوتا، یا بعض مرتبہ خود عورتوں کی خیرخواہی اس میں مضمر ہوتی ہے کہ انہیں کسی مرد کا شریکِ حیات بنایا جائے، اگرچہ وہ مرد پہلے سے شادی شدہ ہو — تعددِ نکاح کی اجازت دی ہے۔

تعددِ نکاح کی بعض حکمتیں

حضرت الاستاذ حضرت مولانا مفتی سعید احمد صاحب پالن پوری مدت فیوضہم شیخ الحدیث وصدرالمدرسین دارالعلوم دیوبند ''حجۃ اللہ البالغۃ'' کی شرح فرماتے ہوئے لکھتے ہیں کہ: ''مصالح مقتضی ہیں کہ ایک سے زیادہ نکاح کرنے کی اجازت دی جائے، چند حکمتیں درج ذیل ہیں:

پہلی حکمت:- مؤمن کے نزدیک سب سے زیادہ اہمیت تقویٰ اور پرہیزگاری کی ہے، اور اللہ تعالیٰ نے بعض مردوں کو قوی الشہوت بنایا ہے، ایسے لوگوں کے لئے ایک بیوی کافی نہیں، عورتوں کو بہت سے اعذار پیش آتے ہیں، وہ ہر وقت اس قابل نہیں ہوتیں کہ شوہر ان سے ہم بستر ہوسکے، ان کو ماہواری آتی ہے اور حمل کے زمانہ میں جنین کی حفاظت کے لئے ان کو مردوں سے اختلاط کم کرنا پڑتا ہے، اس لئے اگر ایک سے زیادہ بیویوں کی اجازت نہیں دی جائے گی تو تقویٰ کا دامن مرد کے ہاتھ سے چھوٹ جائے گا۔

دوسری حکمت:- نکاح کا سب سے اہم مقصد افزائش نسل ہے، اور مرد بیک وقت متعدد بیویوں سے اولاد حاصل کرسکتا ہے، پس تعددِ ازدواج سے مقصدِ نکاح کی تکمیل ہوتی ہے۔

تیسری حکمت:- متعدد عورتیں کرنا مردوں کی عادت وخصلت ہے، اور کبھی مرد اس کے ذریعہ ایک دوسرے پر فخر کرتے ہیں، اور جائز مباہات (شان وشوکت) کی اجازت ہے، جیسے متعدد مکانات، سواریاں اور لباس رکھنا، پس تعددِ ازدواج بھی ایک فطری تقاضہ کی تکمیل ہے''۔ (رحمۃ اللہ الواسعۃ شرح حجۃ اللہ البالغۃ ۵/۹۸-۹۹)

اور حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی نور اللہ مرقدہٗ نے درج ذیل وجوہِ تعددِ ازدواج شمار کرائی ہیں:

(۱) تقویٰ:- یہ بات بالکل ظاہر ہے کہ متعدد بیویوں والا شخص دیگر لوگوں کے مقابلہ میں تقویٰ اور غضِ بصر پر زیادہ قابو پاسکتا ہے۔

(۲) حفظ القویٰ:- یعنی عورتوں کے مقابلہ میں مردوں کی قوتیں دیر تک محفوظ رہتی ہیں، جب کہ عورتوں پر بڑھاپے کے آثار جلدی ظاہر ہوجاتے ہیں، اس اعتبار سے بعض حالات میں مرد

کے لئے دوسری عورت سے نکاح ایسے ہی ضروری ہوتا ہے جیسے پہلا نکاح ضروری تھا۔

(۳) زوجین میں عدم توافق:- بسا اوقات ایسی صورت پیش آتی ہے کہ مرد کا عورت سے دل نہیں ملتا؛ لیکن صاحب اولاد ہونے کی وجہ سے طلاق کا بھی موقع نہیں رہتا، ایسی صورت میں نکاحِ ثانی کے علاوہ چارۂ کار نہیں ہے۔

(۴) بانجھ پن:- اگر پہلی بیوی قوتِ تولید سے محروم ہو تو اسے طلاق دے کر الگ کرنے کے بجائے بہتر راستہ یہی ہے کہ نکاحِ ثانی کر کے دونوں کے حقوق ادا کئے جائیں، اور بفضل خداوندی اولاد کی نعمت بھی حاصل کی جائے۔

(۵) کثرتِ بنات:- بعض خاندانوں میں مردوں کے مقابلہ میں عورتوں کی کثرت ہوتی ہے، ایسی شکل میں ان عورتوں کے ساتھ خیر خواہی اسی وقت ممکن ہو سکے گی جب کہ تعددِ ازدواج کی اجازت دی جائے، ورنہ بہت سی عورتیں بے نکاحی رہ کر گھٹ گھٹ کر زندگی گذار دیں گی۔

(۶) سیاسی مصالح اور ضروریات:- بعض حالات میں بالخصوص حکام اور امراء کیلئے تعددِ نکاح کی ضرورت ایک سیاسی مصلحت بن جاتی ہے، اس طرح کے واقعات تاریخ میں بھرے پڑے ہیں۔

(۷) کثرتِ زنا سے اجتناب:- جب بھی نکاح کی اجازت ہوگی تو بدکاری کا دروازہ بند ہوگا اور جہاں نکاح ممنوع یا مشکل ہوگا وہاں بدکاری کے دروازے کھلیں گے، چناں چہ جن ممالک میں تعددِ ازدواج ممنوع ہے وہاں بدکاریاں بالکل عام ہیں، وغیرہ۔ (تلخیص: المصالح العقلیہ للاحکام النقلیہ ۱۹۴-۲۰۳، نیز دیکھئے: الفقہ الاسلامی وادلتہ للدکتور وہبۃ الزحیلی ۷/۱۶۷-۱۷۳ طبع دیوبند)

ان جیسی وجوہات کی بنا پر اسلام نے بجا طور پر یہ اجازت دی ہے کہ کوئی مرد ایک سے چار عورتوں تک بیک وقت اپنے نکاح میں رکھ سکتا ہے۔ چناں چہ ارشادِ خداوندی ہے:

وَإِنْ خِفْتُمْ أَنْ لَّا تُقْسِطُوْا فِي الْيَتٰمٰى فَانْكِحُوْا مَا طَابَ لَكُمْ مِنَ النِّسَآءِ مَثْنٰى وَثُلٰثَ وَرُبٰعَ. (النساء: ۳)

اور ڈرو کہ انصاف نہ کر سکو گے یتیم لڑکیوں کے حق میں تو نکاح کر لو دیگر عورتوں سے جو تمہیں پسند آئیں دو دو تین تین اور چار چار۔

لیکن یہ اجازت مطلق نہیں ہے؛ بلکہ عدل وانصاف کی شرط کے ساتھ مشروط ہے، چناں چہ اسی آیت میں فوراً آگے فرمایا گیا:

فَإِنْ خِفْتُمْ أَنْ لَّا تَعْدِلُوْا فَوَاحِدَةً أَوْ مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ، ذٰلِكَ أَدْنٰى أَنْ لَّا تَعُوْلُوْا. (النساء: ۳)

پھر اگر ڈرو کہ ان بیویوں میں انصاف نہ کر سکو گے تو ایک ہی نکاح کر یا باندی جو تمہارا ذاتی مال ہے اس میں امید ہے کہ ایک طرف نہ جھک پڑو گے۔

متعدد بیویوں میں برابری ضروری ہے

آیتِ بالا سے معلوم ہوا کہ اسلام نے مصالح کے تحت مرد کو چار تک نکاح کی اجازت تو ضرور دی ہے؛ لیکن ساتھ میں یہ حکم بھی دیا ہے کہ ظاہری طور پر سب بیویوں کے ساتھ برابر معاملہ کیا جائے، یعنی رات گذارنے میں، لباس میں اور کھانے پینے اور رہائش کے انتظام میں ہر بیوی کے ساتھ یکساں معاملہ ہو، کسی کے ساتھ کمی بیشی نہ ہو۔ (الدر المختار مع الشامی ۴/۳۷۸)

البتہ دلی رجحان میں برابری آدمی کی قدرت سے باہر ہے، اس لئے اگر طبعی طور پر کسی ایک بیوی کی طرف رجحان زیادہ ہو تو اس پر گرفت نہیں، مگر یہ رجحان ایسا یک طرفہ نہ ہونا چاہئے کہ دوسری بیوی کو بالکل ہی نظر انداز کر کے اُدھر میں لٹکا دیا جائے، قرآنِ کریم میں اس پر ممانعت وارد ہے۔ چنانچہ ارشادِ خداوندی ہے:

وَلَنْ تَسْتَطِيْعُوْا أَنْ تَعْدِلُوْا بَيْنَ النِّسَآءِ وَلَوْ حَرَصْتُمْ فَلَا تَمِيْلُوْا كُلَّ الْمَيْلِ فَتَذَرُوْهَا كَالْمُعَلَّقَةِ. (النساء: ۱۲۹)

اور تم چاہ کر بھی عورتوں کو (دل سے) ہرگز برابر نہ رکھ سکو گے، سو اس سے بالکل اعراض بھی نہ کرو کہ چھوڑے رکھو اسے ادھر میں لٹکی۔

اس آیت سے معلوم ہوا کہ دل کا معاملہ تو اللہ کی قدرت میں ہے، اس پر انسان کا بس نہیں چلتا؛ لیکن ظاہری احکام میں بیویوں میں مساوات لازم ہے۔

لہٰذا یہ طریقہ قطعاً غلط ہے کہ دوسرا نکاح کر کے پہلی بیوی سے ایسی لاتعلقی کر لی جائے کہ وہ درمیان میں معلق ہو جائے، یعنی نہ تو اسے شوہر کی محبت ملے اور نہ ہی آزاد ہو کہ کسی دوسرے سے نکاح کر کے سکون حاصل کرے، یہ بات شریعت میں ہرگز درست نہیں ہے۔ (الفقہ الاسلامی وادلتہ ۷/۱۷۲)

ام المؤمنین سیدتنا حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ازواجِ مطہرات کے درمیان باری مقرر فرما رکھی تھی، اور آپ ہر طرح سے کامل عدل اور برابری کا معاملہ فرماتے تھے؛ لیکن اس کے باوجود آپ کی زبان پر یہ دعا رہتی تھی:

اَللّٰهُمَّ هٰذَا قَسْمِي فِيْ مَا أَمْلِكُ فَلَا تَلُمْنِيْ فِيْمَا تَمْلِكُ وَلَا أَمْلِكُ يَعْنِي الْقَلْبَ. (سنن أبي داؤد ۱/۲۹۰ رقم: ۲۱۳۴، سنن الترمذي ۱/۲۱۷ رقم: ۱۱۴۰، الترغيب والترهيب مكمل ۱/۶۸۳ رقم: ۲۹۱۲، ۳۰۲۸)

اے اللہ یہ تقسیم ان معاملات میں ہے جو میری قدرت میں ہیں، پس جو چیز میری قدرت میں نہیں؛ بلکہ آپ کی قدرت میں ہے یعنی دل، اس کے متعلق مجھ سے مؤاخذہ مت فرمائیے۔

بیویوں کے درمیان برابری نہ کرنے والوں کا آخرت میں برا انجام

متعدد بیویاں ہونے کی صورت میں ان کے حقوق کی ادائیگی میں کوتاہی کوئی معمولی معاملہ نہیں کہ اسے آسانی سے نظر انداز کر دیا جائے؛ بلکہ اگر دنیا میں خوش دلی سے معافی تلافی نہ ہوئی تو ایسے شخص کو آخرت میں سخت ذلت ورسوائی کا سامنا کرنا پڑے گا۔ چناں چہ ایک حدیث میں ہے کہ سرور عالم حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مَنْ كَانَتْ عِنْدَهُ امْرَأَتَانِ فَلَمْ يَعْدِلْ بَيْنَهُمَا جَاءَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَشِقُّهُ سَاقِطٌ. (سنن الترمذي ٢١٧/١ رقم: ١١٤١، الترغيب والترهيب مكمل ٦٨٣/١ رقم: ٢٩١١، ٣٠٢٧، سنن ابن ماجة ١٤١)

جس کے نکاح میں دو بیویاں ہوں اور وہ ان دونوں کے درمیان برابری نہ کرے تو وہ قیامت میں اس حال میں آئے گا کہ اس کے بدن کا ایک حصہ مفلوج ہوگا (جسے وہ کھینچ رہا ہوگا)

یہ حدیث ان لوگوں کے لئے موجبِ عبرت ہے جو جذبات میں آ کر جلد بازی میں دوسری شادی تو کر لیتے ہیں؛ لیکن شادی کے بعد جو دونوں کے حقوق ہیں، ان کی ادائیگی میں سخت کوتاہی کرتے ہیں، بسا اوقات مظلوم بیوی اپنی کمزوری کی بنا پر گھٹ گھٹ کر زندگی گذار دیتی ہے؛ لیکن اس کے شکستہ دل سے نکلنے والی آہیں ایسے ظالم شوہر کا تعاقب دنیا ہی میں نہیں؛ بلکہ آخرت تک کرتی رہتی ہیں، اور بالآخر اسے ذلت سے دوچار کر دیتی ہیں۔

سوکنوں کو اِسلامی ہدایت

اسلام کی منصفانہ تعلیم کا ایک روشن پہلو یہ ہے کہ اس نے جہاں ایک طرف مرد کو پابند کیا کہ وہ بیویوں کے درمیان مساوات کا معاملہ کرے وہیں اس نے بیویوں (سوکنوں) کو بھی ہدایت دی کہ وہ نوشتہ دیوار پڑھ کر ایک دوسرے کی کاٹ میں نہ رہیں؛ بلکہ آپس میں بہن بن کر رہنے کی کوشش کریں؛ تاکہ گھر کا ماحول پرسکون ہو؛ کیوں کہ جب شوہر نے دوسری بیوی سے نکاح کا اقدام کر ہی لیا تو اب پہلی بیوی کے لئے عافیت کا راستہ یہی ہے کہ وہ حالات سے سمجھوتہ کرنے کی کوشش کرے اور اپنی سوکن سے دائمی دشمنی کے بجائے اس کی طرف دوستی کا ہاتھ بڑھائے، اور یہ ہرگز نہ چاہے کہ اس کا شوہر اسے طلاق دے کر ساری توجہ اسی پرانی بیوی کی طرف مبذول کر دے، اس بارے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے واضح ہدایت دیتے ہوئے ارشاد فرمایا:

لَا يَحِلُّ لِامْرَأَةٍ تَسْأَلُ طَلَاقَ أُخْتِهَا لِتَسْتَفْرِغَ صَحْفَتَهَا فَإِنَّمَا لَهَا مَا قُدِّرَ لَهَا. (صحيح البخاري ۷۷٤/۱ رقم: ٤٩٥٨)	کسی عورت کے لئے حلال نہیں ہے کہ وہ اپنی بہن (سوکن) کی طلاق کا مطالبہ کرے؛ تاکہ اپنا پیالہ بھرلے؛ کیوں کہ اس کو اپنی قسمت کا مقررہ حصہ مل کر رہے گا۔

اس طرح کی ہدایات دے کر اسلام گھریلو زندگی کو پرسکون بنانا چاہتا ہے؛ تاکہ مرد کی ضرورت بھی پوری ہو اور بیویوں کے حقوق میں بھی کوئی فرق نہ آئے۔

ایک قابلِ تقلید نمونہ

قریبی بزرگوں میں ایک بڑے عالم گذرے ہیں، شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد سرفراز صفدر صاحبؒ؛ جو دارالعلوم دیوبند کے بڑے فاضل اور جامعہ ''نصرۃ العلوم'' گوجرانوالہ پاکستان کے شیخ الحدیث اور استاذ الاساتذہ تھے، موصوفؒ نے پوری زندگی درس وتدریس اور تصنیف وتالیف میں گذاری، ان کی دو بیویاں تھیں؛ لیکن دونوں میں ایسا تعلق تھا جس کی نظیر ملنی مشکل ہے، ان کے صاحبزادے جناب مولانا زاہد الراشدی صاحب فرماتے ہیں کہ دونوں میں ایسا ربط تھا کہ ہمیں احساس ہی نہ ہوتا تھا کہ ہماری کون سی والدہ حقیقی ہیں اور کون سوتیلی ہیں؟ دونوں محبت کے ساتھ ایک گھر میں رہتی تھیں، اور ایک چولہے پر روٹی پکاتی تھیں، ایک پیڑا بناتی تھی اور دوسری توے پر روٹی ڈالتی تھی، الغرض گھر کی کسی بات سے یہ اندازہ نہ ہوتا تھا کہ یہ دونوں سوکنیں ہیں؛ بلکہ دونوں سگی بہنوں کی طرح میل محبت سے رہتی تھیں۔ (ماہنامہ: الشریعہ گوجرانوالہ شیخ الحدیث نمبر)

ظاہر ہے کہ جب سوکنوں میں ایسا میل محبت ہوگا تو قدرتی طور پر دونوں کی اولادوں میں بھی ہم مزاجی اور مودت ومحبت کے جذبات پائے جائیں گے، اور گھر کا ماحول جنت نظیر بن جائے گا۔

نکاحِ ثانی کے عمل کو معیوب اور ناجائز سمجھنا غلط ہے

آج کل بعض عرب ممالک میں تو تعددِ ازدواج کا عام معمول ہے اور اسے معیوب نہیں سمجھا جاتا؛ لیکن برصغیر ہندوپاک میں غیرقوموں کی معاشرت سے متأثر ہوکر اسے انتہائی ناپسندیدہ خیال کیا جاتا ہے۔

یہاں کے ماحول میں کسی مرد کے لئے نکاحِ ثانی کرنے اور بیک وقت متعدد بیویاں رکھنا جوئے شیر لانے سے کم نہیں ہے، پہلی بیوی اور اس کے رشتہ دار، حتی کہ اپنی برادری والے اور پڑوسی اور

محلے دار سب کی طرف سے بڑے طعنے سننے کو ملتے ہیں اور اس معاملہ کو بحث کا دلچسپ موضوع بنالیا جاتا ہے، حالاں کہ جب اس بارے میں قرآنِ پاک میں صاف اجازت دے دی گئی ہے تو عدل وانصاف اور حق تلفیوں سے قطع نظر کرتے ہوئے محض اس نکاحِ ثانی کے اقدام کو برا سمجھنا دراصل ایک حکم خداوندی پر اعتراض ہے جو کفر تک پہنچانے والا نظریہ ہے؛ کیوں کہ نکاحِ ثانی پر اعتراض کرنے والا اللہ تعالیٰ کی طرف سے دی ہوئی اجازت کا مذاق اڑا رہا ہے، اسی لئے فقہاء نے لکھا ہے کہ جو شخص کسی آدمی کے نکاحِ ثانی کرنے پر ملامت کرے اور نفس نکاح ثانی ہی کو برا جانے تو وہ کافر ہے۔ (شامی ۴/۱۴۱ زکریا)

لہٰذا اپنے حالات اگر نکاحِ ثانی کے متقاضی نہ ہوں تو آدمی نکاح نہ کرے، یہ کوئی ضروری نہیں؛ لیکن جو شخص اپنی حالت اور تقاضوں کے پیش نظر نکاح کرلے تو اسے برا بھلا بھی نہ کہے، البتہ بیویوں میں عدل وانصاف اور برابری کرنے کی نصیحت کرسکتا ہے، اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

کیا نکاحِ ثانی کے لئے بیوی سے اجازت لینی ضروری ہے؟

یہاں ایک سوال یہ ہے کہ جس شخص کا نکاحِ ثانی کا ارادہ ہو تو اسے کیا پہلی بیوی سے اجازت لینی چاہئے؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ نکاحِ ثانی کے لئے پہلی بیوی سے اجازت لازم تو نہیں ہے؛ لیکن اگر اسے اعتماد میں لے کر یہ اقدام کرے تو اس کے نتائج بہتر نکلنے کی امید ہے۔

دوسرا سوال یہ ہے کہ اگر پہلی بیوی دوسرے نکاح پر بالکل راضی نہ ہو، حتی کہ دوسرا نکاح کرنے پر خودکشی کی دھمکی دینے لگے تو کیا کرنا چاہئے؟ تو اس کا جواب دیتے ہوئے فقہاء نے لکھا ہے کہ مرد پر اس کی دھمکی کی بنا پر نکاحِ ثانی سے رک جانا کوئی ضروری نہیں ہے، یعنی وہ ان دھمکیوں کے باوجود نکاحِ ثانی کرنے کا مجاز ہے؛ لیکن اگر وہ پہلی بیوی کی دل داری کے لئے اپنے ارادے سے باز آجائے تو انشاء اللہ اجر وثواب کا مستحق ہوگا؛ کیوں کہ سرورِ عالم حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

مَنْ رَقَّ لِأُمَّتِيْ رَقَّ اللّٰهُ لَهُ. (الدر المختار ۱۳۸/٤-۱٤۱ زکریا) یعنی جو میری امت کے ساتھ نرم دلی اور شفقت کا معاملہ کرے گا تو اللہ تعالیٰ بھی اس کے ساتھ نرمی کا معاملہ فرمائیں گے۔

اس لئے بہتر یہی ہے کہ پہلی بیوی کو اعتماد میں لے کر ہی اگلا اقدام کیا جائے۔

عورت کے لئے تعددِ نکاح کی اجازت کیوں نہیں؟

احقر سے کئی نوجوانوں نے متعدد بار یہ سوال کیا کہ جس طرح اسلام میں مردوں کو بیک وقت

چار عورتوں سے نکاح کرنے کی اجازت دی گئی ہے، تو عورتوں کو یہ حق کیوں نہیں دیا گیا؟ اور وہ بیک وقت کئی مردوں سے نکاح کیوں نہیں کرسکتیں؟

تو اس کے جواب میں کئی باتیں عرض کی گئیں، مثلاً:

(۱) اگر بیک وقت ایک عورت کا کئی مردوں سے جسمانی تعلق ہوگا تو استقرارِ حمل کی صورت میں بچے کا نسب مشتبہ ہوجائے گا، جو اسلام کو کسی صورت منظور نہیں ہے۔

(۲) مرد فاعل ہوتا ہے اور عورت مفعول ہوتی ہے، اب اگر عورت کا تعلق بیک وقت کئی مردوں سے ہوگا تو اس سے متعلق مردوں کا آپس میں نزاع لازم ہے؛ کیوں کہ ہر مرد یہ چاہے گا کہ جب بھی وہ چاہے اس عورت سے انتفاع کرے، مگر دیگر افراد کے تعلق کی وجہ سے ہر وقت یہ ممکن نہ ہوسکے گا، جس کی بنا پر جھگڑے اور جنگ وجدال کی نوبت ضرور پیش آئے گی، اور یہ تو نکاح کی بات ہے، بلانکاح بھی اگر کسی عورت کا کئی مردوں سے ناجائز تعلق ہوتا ہے تو وہ بھی سخت خوں ریزی کا سبب بنتا ہے، جس کے واقعات آئے دن دنیا میں پیش آتے رہتے ہیں؛ لہٰذا اسلام جیسا مہذب مذہب اس جھگڑے کی جڑ کو ہرگز برداشت نہیں کرسکتا۔ (الفقہ الاسلامی وادلتہ ۱۷۳/۷)

(۳) مرد کو تعدد نکاح کی اجازت ضرورۃً دی گئی ہے؛ کیوں کہ مردوں میں اسبابِ شہوت ظاہراً پائے جاتے ہیں، جب کہ عورتوں میں مردوں کے مقابلہ میں شہوتوں کا ابھار کم ہوتا ہے، اس کی کئی وجوہات ہیں، مثلاً عورتوں میں فطرۃً حیا کا غلبہ ہوتا ہے، دوسرے یہ کہ ان کے جنسی اعضاء مستور رکھے گئے ہیں، تیسرے یہ کہ ہر مہینہ میں ماہواری کے ایام اور ایام حمل اور ایام رضاعت میں قدرتی طور پر جنسی ہیجان ان میں کم ہوتا ہے؛ لہٰذا مردوں میں تعددِ نکاح کی اجازت کے جو اسباب ہیں وہ عورتوں میں متحقق ہی نہیں، اس لئے ان کے واسطے اس کی اجازت کی ضرورت ہی نہیں ہے۔

(۴) علاوہ ازیں ہر شریف معاشرہ میں ایک عورت کا متعدد مردوں سے بیک وقت تعلق بہت بڑا عیب جانا جاتا ہے، جس کے ثبوت کے لئے الگ سے کسی دلیل کی ضرورت نہیں ہے، تو جو عمل تمام انسانیت کی نظر میں متفقہ طور پر باعث عیب ہو وہ اسلام میں جائز کیسے ہوسکتا ہے؟

اسی ضمن میں بعض لوگوں نے سوال کیا کہ جنت میں ہر جنتی مرد کو ۷۰-۷۰؍ حوریں ملیں گی تو جنتی عورت کو کیا ملے گا؟

اس سوال کا جواب بھی یہی ہے کہ ایک عورت کا کئی مردوں سے تعلق عیب ہے، یہ عورت کے لئے عزت کی نہیں؛ بلکہ ذلت کی بات ہے؛ لہٰذا جنت میں کسی عورت کو ذلت میں مبتلا نہیں کیا جائے گا،

پس اس کی عزت اس میں ہوگی کہ اسے اس کے شوہر کے ساتھ جنت میں ملکہ بنا کر رکھا جائے گا، اور جنت کی حوریں دراصل مؤمن جنتی عورت کی گویا خادمہ بن کر رہیں گی۔

أما منع تعدد الازدواج: ففيه توفير مصلحة المرأة نفسها إذ تكون عادة مبعث نزاع حاد بين الرجال و تنافس و تزاحم بين الشركاء يلحق بها ضررا و متاعب، وفي هذا التعدد ضرر اجتماعي، وفساد كبير، بسبب ضياع الأنساب، واختلاط أصول الأولاد وضياعهم في نهاية الأمر إذ يتخلى كل هؤلاء الرجال عن إعالتهم بحجة أنه أبناء الأخرىٰ. (موسوعة الفقه الإسلامي والقضايا المعاصرة ۱۷۵/۸)

مرد کے لئے صرف چار ہی عورتوں سے نکاح کی اجازت کیوں؟

ایک اہم سوال یہ ہے کہ جب مرد کے لئے متعدد نکاحوں کی اجازت دی گئی؟ تو اسے مطلق کیوں نہ رکھا گیا؟ اِس کے بجائے اسے چار کے عدد تک محدود کیوں کیا؟

تو اس کا جواب یہ ہے کہ تعددِ نکاح کی اجازت صرف ضرورۃً دی گئی ہے، اور مشاہدہ اور تجربہ کی روشنی میں ضرورت زیادہ سے زیادہ ۴؍ کے عدد سے پوری ہوجاتی ہے، اس سے زیادہ تعداد میں بیویوں کے حقوق کو صحیح طرح ادا کرنا عام آدمی کے لئے تقریباً ناممکن ہے۔ (الفقہ الاسلامی وادلتہ ۱۷۱/۷-۱۷۲)

حکیم الامت حضرت تھانویؒ فرماتے ہیں: ''اب رہی یہ بات کہ چار سے زیادہ کیوں نہ جائز ہو؟ تو غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ ضروری تھا کہ ایک خاص حد بیویاں کرنے کی ہوتی، ورنہ اگر حد مقرر نہ ہوتی تو لوگ حد اعتدال سے نکل کر صدہا تک بیویاں کرنے کی نوبت پہنچاتے، اور ایسا کرنے سے ان بیویوں پر اور خود اپنی جانوں پر ظلم اور بے اعتدالیاں کرتے اور ضرورت چار سے رفع ہوگئی تھی، اس لئے زائد کو ناجائز قرار دیا''۔ (المصالح العقلیۃ ۲۰۳)

إن إباحة الزواج بأربع فقط قد يتفق في رأينا مع مبدأ تحقيق أقصى قدرات وغايات بعض الرجال، وتلبية رغباتهم وتطلقاتهم مع مرور كل شهر، بسبب طروء دورة العادة الشهرية بمقدار أسبوع لكل واحدة منهن، ففي الشروع غنى وكفاية وسد للباب أمام الانجرافات، أو ما قد يتهده بعض الرجال من عشيقات أو خدينات أو وصيفات، ثم إن في الزيادة على الأربع خوف الجور عليهن بالعجز عن القيام بحقوقهن، لأن الظاهر أن الرجل لا يقدر على الوفاء بحقوقهن، وإلى هٰذا أشار

القرآن الكريم بقوله عز وجل: ﴿فَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تَعْدِلُوْا فَوَاحِدَةً﴾ أي لا تعدلوا في أنفسهم والجماع والنفقة في زواج المثنى والثلاث والرباع، فواحدة فهو أقرب إلىٰ عدم الوقوع فى الظلم، وهٰكذا فإن الاقتصار على أربع عدل وتوسط وحماية للنساء من ظلم يقع بهن من جراء الزيادة وهو بخلاف ما كان عليه العرب في الجاهلية والشعوب القديمة حيث لا حد لعدد الزوجات وإهمال بعضهن وهٰذه الإباحة أضحت أميلا شائيًا نادرًا فلا تعني أن كل مسلم يتزوج أكثر من واحدة؛ بل أصبح مبدأ وحده الزوجة هو الغالب الأعظم. (موسوعة الفقه الإسلامى والقضايا المعاصرة ۱۷۱/۸-۱۷۲)

فقدر الشارع بأربع و ذٰلك أن الأربع عدد يمكن لصاحبه أن يرجع إلى كل واحدة بعد ثلاث ليالٍ، وما دون ذٰلك لا يفيده فائدة القسم، ولا يقال في ذٰلك بات عندها وثلاث أول حد كثيرة وما فوقها زيادة الكثرة. (حجة اللّٰه البالغة ۳٤٦/۲)

كان للنبي صلى اللّٰه عليه وسلم أن ينكح ما شاء، وذٰلك؛ لأن ضرب هٰذا الحد إنما هو لدفع مفسدة غالبية، دائرة علىٰ مظنة لا لدفع مفسدة عينية حقيقة، والنبي صلى اللّٰه عليه وسلم قد عرف المئنة فلا حاجة له في المظنة، وهو مامون في طاعة اللّٰه وامتثال أمره دون سائر الناس. (حجة اللّٰه البالغة ۳٤٦/۲)

نبی اکرم ﷺ کے لئے تعددِ نکاح میں تحدید کیوں نہیں؟

اسی بحث کے ضمن میں ایک بات یہ اٹھائی جاتی ہے کہ جب امت کے لئے چار سے زیادہ بیویاں بیک وقت رکھنا منع ہے تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے یہ تحدید کیوں نہیں؟ اور آپ نے ۴؍ سے زیادہ ازواج اپنے نکاح میں کیوں رکھی ہیں؟ اس موضوع پر دشمنانِ اسلام نے بہت ہائے واویلا اور شوروغوغا مچایا ہے، اور اب بھی وقفہ وقفہ سے اس کے متعلق دریدہ دہنی کر کے اشتعال انگیزیاں کی جاتی ہیں۔

تو اس کے بارے میں واضح رہنا چاہئے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پیغمبر ہونے کی بنیاد پر عام انسانوں کے مقابلہ میں خاص امتیازات کے حامل تھے، اولاً آپ کی ذاتِ عالی صرف مردوں ہی کے لئے سرچشمۂ ہدایت نہ تھی؛ بلکہ عورتوں کی ہدایت بھی آپ ہی کی ذاتِ عالی سے وابستہ تھی، اس لئے ضروری تھا کہ منتخب اور عفت مآب پاکیزہ خواتین آپ کے حرم میں آکر دین براہِ راست سیکھیں اور پھر دوسروں تک پہنچائیں۔

دوسرے یہ کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو بے مثال جسمانی قوتوں سے مالا مال فرمایا تھا، جس کا تصور دوسرے انسان سے نہیں ہوسکتا۔

تیسرے یہ کہ آپ نے جتنے بھی نکاح فرمائے ہیں وہ مسلکی، قومی، ملی یا کسی فرد کے مصالح پر مبنی تھے، محض نفسانی خواہش پر ان کا مدار نہ تھا، اس کا خلاصہ کرتے ہوئے حضرت الاستاذ مولانا مفتی سعید احمد صاحب پالن پوری مدظلہ العالی تحریر فرماتے ہیں:

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ۲۵؍ برس کی عمر میں حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے پہلا نکاح کیا، پھر ۲۵؍سال تک جب تک حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا زندہ رہیں، آپ نے دوسرا نکاح نہیں کیا، حضرت خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کی وفات کے بعد چوں کہ گھر میں چھوٹی بچیاں تھیں اور رسالت کی ذمہ داری الگ تھی اس لئے آپ نے خاندان کی عورتوں کے اصرار سے حضرت سودہ رضی اللہ عنہا سے نکاح فرمایا، جو بیوہ تھیں۔ اس وقت آپ کی عمر مبارک ۵۰؍سال تھی، اسی زمانہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا دکھلائی گئیں، اور کہا گیا کہ یہ آپ کی بیوی ہیں، چوں کہ اس وقت حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی عمر پانچ چھ سال تھی، اس لئے اس خواب کی صورت واضح نہیں ہوئی، پھر اللہ تعالیٰ کی طرف سے سیدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے دل میں یہ بات ڈالی گئی، اور انہوں نے اس نکاح کی تحریک کی، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے نکاح کرلیا، مگر ابھی وہ گھر آباد نہیں کرسکتی تھیں، اس لئے عملاً آپ کے گھر میں ایک ہی بیوی رہی، یہی ایک نکاح آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کنواری عورت سے کیا ہے، باقی سب نکاح بیوہ عورتوں سے کئے ہیں، اور ہجرت کے بعد کئے ہیں، جب کہ آپ کی عمر مبارک ۵۶ تا ۶۰؍سال تھی، اور یہ نکاح ملی، ملکی اور شخصی مصالح کے پیش نظر کئے ہیں۔ مثلاً:

(۱) حضرت زینب رضی اللہ عنہا سے نکاح لے پالک کی رسم مٹانے کے لئے کیا ہے، اور اس نکاح کا حکم اللہ تعالیٰ نے سورۃ الاحزاب میں نازل فرمایا ہے، یہ ملی مصلحت ہے۔

(۲) اور حضرت ام حبیبہ بنت ابی سفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے نکاح ملکی مصلحت سے کیا ہے، تاریخ کا طالب علم جانتا ہے کہ بدر کے بعد اسلام کے خلاف تمام جنگوں کی کمان ابوسفیانؓ کے ہاتھ میں رہی ہے، مگر حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کے بعد انہوں نے کوئی اہم فوج کشی نہیں کی، یہ اس نکاح کا فائدہ تھا۔

(۳) اور چند خواتین کی اسلام کے لئے بڑی قربانیاں تھیں، جیسے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا،

جب وہ بیوہ ہوگئیں تو ان کی دلداری کے لئے آپ نے ان سے نکاح کیا ہے۔ اور سیدتنا حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے نکاح حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی دل جوئی کے لئے کیا ہے، یہ شخصی مصلحت ہے۔

غرض سبھی نکاح انہی مقاصد ثلاثہ سے کئے ہیں، جن کی تفصیل طویل ہے، کوئی نکاح آپ نے اپنی ضرورت کے لئے نہیں کیا؛ کیوں کہ آپ کی چہیتی بیوی حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا آپ کے گھر میں تھیں، اور یہ عمر طبعی ضرورت کی بھی نہیں تھی، وہ تو جوانی کا زمانہ ہے، جو آپ نے ایک بیوی کے ساتھ بسر کیا ہے، اور چوں کہ یہ تینوں مصالح ایسے تھے کہ ان کے لئے کوئی حد مقرر نہیں کی جاسکتی، اس لئے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے لئے نکاح کی تحدید نہیں کی گئی''۔ (رحمۃ اللہ الواسعۃ شرح حجۃ اللہ البالغۃ ۹۹-۱۰۰)

اس تفصیل کو سامنے رکھ کر کوئی بھی منصف مزاج آپ کے تعدد نکاح پر کوئی اشکال نہیں کرسکتا۔

مذکورہ بالا ضروری تمہید کے بعد اس سلسلہ کے چند اہم مسائل ذیل میں درج کئے جارہے ہیں:

آزاد مرد کے لئے بیک وقت چار بیویوں سے زیادہ نکاح میں رکھنا جائز نہیں

آزاد مرد کے لئے ایک وقت میں چار سے زیادہ بیویاں نکاح میں رکھنا جائز نہیں۔

قال تعالیٰ: ﴿فَانْكِحُوْا مَا طَابَ لَكُمْ مِنَ النِّسَآءِ مَثْنٰى وَثُلٰثَ وَرُبٰعَ﴾ [النساء: ۳]

وللحر أن يتزوج أربعًا من الحرائر والإماء. (الهداية مع فتح القدير ۲۳۰/۳، الفتاویٰ الهندية ۲۷۷/۱)

لأن الأمة أجمعت على أنه لا يجوز أكثر من أربع. (تبيين الحقائق ۴۸۴/۲ زكريا، البحر الرائق ۱۰۵/۳، الفتاویٰ الهندية ۲۷۷/۱، ۴۹/۴ رقم المسئلة: ۵۴۹۱ زكريا)

وصح نكاح أربع من الحرائر والإماء فقط للحر لا أكثر. (الدر المختار مع الشامي ۱۳۸/۴ زكريا)

پے در پے چار سے زیادہ عورتوں سے نکاح

اگر کسی مرد نے یکے بعد دیگرے چار سے زیادہ عورتوں سے نکاح کیا تو پہلے چار نکاح

منعقد مانے جائیں گے اور پانچواں نکاح منعقد نہ ہوگا۔

وإذا تزوج الحر خمساً على التعاقب جاز نكاح الأربع الأول ولا يجوز نكاح الخامسة. (الفتاویٰ الهندية ٢٧٧/١، فتاویٰ قاضي خان ٣٦٣/١، خانية على هامش الفتاویٰ الهندية ٣٦٣/١، الفتاویٰ التاتارخانية ٦١/٤ رقم: ٥٥٣٠ زكريا)

ایک مجلس میں چار سے زائد عورتوں سے نکاح

اگر ایک مجلس میں چار سے زائد عورتوں سے نکاح کیا تو کوئی بھی نکاح منعقد نہ ہوگا۔

وإن تزوج خمسًا في عقدة فسد نكاح الكل. (الفتاویٰ الهندية ٢٧٧/١، الفتاویٰ التاتارخانية ٦١/٤ رقم: ٥٥٣٠ زكريا، خانية على هامش الفتاویٰ الهندية ٣٦٣/١)

کافر اس حالت میں اسلام لایا کہ اس کے نکاح میں چار سے زائد بیویاں تھیں

اگر کوئی غیر مسلم شخص جس کے نکاح میں چار سے زائد بیویاں پہلے سے تھیں، اپنی سب بیویوں سمیت اسلام میں داخل ہوا تو یہ دیکھا جائے گا کہ اس نے ان بیویوں سے پے در پے نکاح کیا ہے یا ایک ہی عقد میں نکاح ہوا ہے، اگر پے در پے نکاح ہوا ہے تو ابتدائی چار بیویاں اس کے لئے حلال ہوں گی، اور بقیہ حلال نہ ہوں گی، ان کے درمیان تفریق کرائی جائے گی، اور اگر سب سے ایک ہی عقد میں نکاح کیا تھا تو کوئی بھی بیوی اس کے لئے حلال نہ رہے گی، سب میں تفریق کرادی جائے گی، پھر بعد میں اگر وہ چاہے تو ان میں سے چار سے از سر نو نکاح کرسکتا ہے۔

ولو تزوج الحربي خمساً ثم أسلمن، إن تزوجهن على التعاقب جاز نكاح الأربع الأول، ويفرق بينه وبين الخامسة عند الكل، وإن تزوجهن جملة فرق بينه وبين الكل في قول أبي حنيفة وأبي يوسف رحمهما الله تعالىٰ. (الفتاویٰ الهندية ٢٧٧/١، خانية على هامش الفتاویٰ الهندية ٣٦٣/١، الفتاویٰ التاتارخانية ٦١/٤ رقم: ٥٥٣٠ زكريا)

ایک مجلس میں ایک بیوی سے اور دوسری مجلس میں چار بیویوں سے نکاح کیا

اگرکسی شخص نے اولاً ایک مجلس میں ایک عورت سے نکاح کیا، اس کے بعد دوسری مجلس میں بیک وقت چار عورتوں سے نکاح کیا، تو صرف پہلی بیوی سے نکاح منعقد ہوا، بقیہ چار سے نکاح منعقد نہیں ہوا۔

وإذا تزوج واحدةً ثم أربعًا جاز نكاح الواحد لا غير. (الفتاویٰ الهندية ۲۷۷/۱، الفتاویٰ التاتارخانية ٦١/٤ رقم: ٥٥٣ زكريا، خانية على هامش الفتاویٰ الهندية ٣٦٣/١)

چوتھی بیوی کی عدت میں پانچواں نکاح

اگرکسی شخص کی چار بیویاں ہیں ان میں سے ایک بیوی کو اس نے طلاق دے دی، تو جب تک اس مطلقہ بیوی کی عدت پوری نہ ہو اس کے لئے پانچویں عورت سے نکاح درست نہ ہوگا۔

المستفاد: وأشار إلیٰ أن من طلق الأربع لا يجوز له أن يتزوج امرأة قبل انقضاء عدتهن، فإن انقضت عدة الكل معًا جاز له تزوج أربع، وإن واحدة فواحدة. (شامي ١١٦/٤ زكريا)

لا يجوز للرجل في مذهب أهل السنة أن يتزوج أكثر من أربع زوجات في عصمته في وقت واحد، ولو في عدة مطلقة، فإن أراد أن يتزوج بخامسة فعليه أن يطلق إحدیٰ زوجاته الأربع، وينتظر حتى تنقضي عدتها، ثم يتزوج بمن أراد. (موسوعة الفقه الإسلامي وأدلته ١٧٠/٨)

فإن طلق الحر إحدیٰ الأربع طلاقًا بائنًا لم يجز له أن يتزوج رابعة حتى تنقضي عدتها. (الهداية مع فتح القدير ٢٣٢/٣)

وكذا لا يحل أن يتزوج أربعةً سواها عنده. (الفتاویٰ الهندية ٢٧٩/١، بدائع الصنائع ٥٤١/٢ زكريا، الفتاویٰ التاتارخانية ٦٢/٤ رقم: ٥٥٣٣ زكريا)

حرمتِ نکاح بسبب حقِ غیر

دوسرے کی منکوحہ سے نکاح جائز نہیں

جب تک عورت دوسرے مرد کے نکاح میں رہے گی، کسی دوسرے شخص کا اس سے نکاح کرنا جائز نہیں ہے۔ (مستفاد: فتاوی دار العلوم دیوبند ۷/۴۶۶)

أما نكاح منكوحة الغير ......، فلم يقل أحد بجوازه، فلم ينعقد أصلاً. (الدر المختار مع الشامي ٢٧٤/٤ زكريا، ١٣٢/٣ كراچی، الفتاویٰ التاتارخانية ٦٦/٤ رقم: ٥٥٤٤ زكريا، الفتاویٰ الهندية ٢٨٠/١ زكريا)

ومنها أن لا تكون منكوحة الغير لقوله تعالىٰ: ﴿وَالْمُحْصَنٰتُ مِنَ النِّسَآءِ﴾ وهن ذوات الأزواج. (بدائع الصنائع ٥٤٨/٢ زكريا، ٢٦٨/٢ كراچی)

منکوحۃ الغیر سے پیدا ہونے والے بچہ کا نسب

منکوحۃ الغیر سے نکاح کرنا باطل ہے اور نکاح باطل میں نسب ثابت نہیں ہوتا؛ لہٰذا منکوحۃ الغیر سے نکاح کے نتیجہ میں پیدا ہونے والے بچہ کا نسب اُس کے دوسرے شوہر سے ثابت نہ ہوگا۔ (مستفاد: فتاویٰ دار العلوم دیوبند ۷/۴۶۷)

ولهذا لا يثبت النسب. (شامي، كتاب النكاح / باب المهر ٢٧٤/٤ زكريا)

عن عائشة رضي الله عنها قالت: قال النبي صلى الله عليه وسلم: اَلْوَلَدُ لِلْفِرَاشِ وَلِلْعَاهِرِ اَلْحَجَرُ. (صحيح البخاري، كتاب البيوع / باب تفسير المشتبهات ٢٧٦/١ رقم: ٢٠٠٧ ف: ٢٠٥٣، سنن النسائي، كتاب الطلاق / باب إلحاق الولد بالفراش ١١٠/٢ رقم: ٣٤٧٩ دار الفكر بيروت)

والولد لصاحب الفراش لا ينتفی عنه أبدًا بدعویٰ غيره ولا بوجه من الوجوه إلا باللعان. (أوجز المسالك ٥٣٦/١ قديم)

إذا غاب امرأته وهي بكر أو ثيب عشر سنين وتزوجت وجاء ت بالأولاد، فالأولاد من الزوج الأول عند أبي حنيفة رحمه الله تعالیٰ ووضع المسألة في الأصل فيما إذا نعی إلیٰ امرأة زوجها فاعتدت وولدت من الزوج الثاني، ثم جاء الزوج الأول حيا، فعلی قول أبي حنيفة رحمه الله تعالیٰ الولد للزوج الأول علیٰ كل حال؛ لأنه صاحب الفراش الصحيح. (الفتاویٰ التاتارخانية ٣١٣/٤ رقم: ٦٢٧٩ زكريا)

معتدۃ الغیر سے نکاح کیا پھر اصل شوہر نے طلاق دے دی

ایک آدمی نے ایسی عورت سے نکاح کیا جو اپنے شوہر سے طلاق یا اُس کی وفات کی عدت گذار رہی تھی، اور اُس کے ساتھ میاں بیوی کی طرح رہنا شروع کر دیا اور اتنے دن تک رہتا رہا کہ اُس کی عدت کے ایام (تین حیض یا چار مہینہ دس دن) گذر گئے، پھر کسی بات پر دونوں میں نا اتفاقی ہوئی اور شوہر نے اُسے طلاق دے دی، تو اب دیکھا جائے گا کہ نکاح کرنے والے کو نکاح کرنے سے پہلے اُس عورت کے معتدۃ الغیر ہونے کا علم تھا یا نہیں؟ اگر اُسے پہلے سے اس بات کا علم نہیں تھا کہ یہ دوسرے کی معتدہ ہے، تو طلاق دینے کے بعد اُس عورت پر دوبارہ عدت گذارنا لازم ہوگا، اور پہلی عدت کالعدم ہو جائے گی، اور اگر اُسے معلوم تھا کہ یہ دوسرے کی معتدہ ہے، تو اَب طلاق دینے کی وجہ سے اُس پر دوبارہ عدت گذارنا لازم نہ ہوگا؛ اِس لئے کہ جان بوجھ کر معتدہ سے نکاح کرنے سے نکاح باطل ہوتا ہے، اور نکاح باطل میں صحبت کرنا زنا اور بدکاری ہے، جس سے مزنیہ پر عدت واجب نہیں ہوتی؛ لہٰذا اُس کی پہلی عدت گذر گئی تجدید عدت کی ضرورت نہیں، اب اگر وہ کسی دوسرے سے اپنا نکاح کرنا چاہے تو کرسکتی ہے۔

وأما نكاح منكوحة الغير ومعتدته فالدخول فيه لا يوجب العدة إن علم أنها للغير؛ لأنه لم يقل أحد بجوازه، ولهذا يجب الحد مع العلم بالحرمة لكونه

زنـا، كما في القنية وغيرها. (الـدر الـمختار مع الشامي ٢٧٤/٤ زكريا، ١٣٢/٣ كراچی، البحر الرائق ٢٤٢/٤ زكريا، ١٤٤/٤ كوئٹه)

ولـو تـزوج بمنكوحة الغير وهو لا يعلم أنها منكوحة الغير، فوطئها تجب العدة، وإن كان يعلم أنها منكوحة الغير لا تجب حتى لا يحرم على الزوج وطؤها كذا في قاضي خان. (الفتاویٰ الهندية ٢٨٠/١، الفتاویٰ التاتارخانية ٦٦/٤ رقم: ٥٥٤٤ زكريا)

عدت میں انجانے میں نکاح کرنے سے اَولاد ثابت النسب ہوگی

زمانۂ عدت میں لاعلمی میں کیا ہوا نکاح فاسد ہوتا ہے؛ لیکن اُس سے پیدا ہونے والی اولاد ثابت النسب ہوگی۔

ويتـفـقـون كـذٰلك علىٰ وجوب العدة وثبوت النسب في النكاح المجمع علىٰ فساده بالوطء كنكاح المعتدة وزوجة الغير والمحارم إذا كانت هناك شبهة تسقط الحد بأن كان لا يعلم بالحرمة. (الموسوعة الفقهية ١٢٣/٨ الكويت)

ويثبـت الـنسـب أي نسب المولود في النكاح الفاسد. (البحر الرائق ١٤٤/٤ كوئٹه، ٢٤٢/٤ زكريا، البحر الرائق / باب الحضانة ٢٨٩/٤ زكريا، ١٦٥/٤ كوئٹه)

والـصحيح أنها شبهة عقد؛ لأنه روي عن محمدؒ أنه قال: سقوط الحد عنه بشبهة حكمية فيثبت النسب، وهكذا ذكر في المنية وهٰذا صريح بأن الشبهة في المحل، وفيها يثبت النسب. (شامي ٣٤/٦ زكريا، ٢٤/٤ كراچی)

وتقدم في باب المهر أن الدخول في النكاح الفاسد موجب للعدة وثبوت النسب. (رد المحتار / مطلب عدة المنكوحة فاسدًا والموطوءة بشبهة ٥١٦/٣ كراچی)

❍❖❍

مہر سے متعلق مسائل

مہر کی تعریف

’’مہر‘‘ اس عطیہ کو کہا جاتا ہے جو عقدِ نکاح کے عوض بیوی کو پیش کیا جاتا ہے۔

المهر في اللغة: صداق المرأة وهو ما يدفعه الزوج إلىٰ زوجته بعقد الزواج.

(الموسوعة الفقهية ٣٩/١٥١، شامي ٤/٢٣٠ زكريا)

ما يجعل للمرأة في عقد النكاح أو بعده مما يباح شرعًا من المال معجلاً أو مؤجلاً. (معجم لغة الفقهاء ص: ٤٦٦)

شریعت کی نظر میں مہر کی اہمیت

اِسلامی شریعت میں نکاح کا سب سے اہم اور لازمی خرچ عورت کا مہر ہے، یہی وہ خرچ ہے جو بہر حال مرد پر لازم ہوتا ہے۔ چناں چہ قرآنِ کریم میں ارشاد فرمایا گیا:

وَاٰتُوا النِّسَآءَ صَدُقٰتِهِنَّ نِحْلَةً. [النساء: ٤] تم لوگ بیبیوں کو اُن کے مہر خوش دلی سے دے دیا کرو۔

نیز درج ذیل آیت سے بھی مہر کے لازمی ہونے کا پتہ چلتا ہے۔ ارشادِ خداوندی ہے:

وَاُحِلَّ لَكُمْ مَا وَرَآءَ ذٰلِكُمْ اَنْ تَبْتَغُوْا بِاَمْوَالِكُمْ مُحْصِنِيْنَ غَيْرَ مُسَافِحِيْنَ، فَمَا اسْتَمْتَعْتُمْ بِهٖ مِنْهُنَّ فَاٰتُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ فَرِيْضَةً، وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيْمَا تَرٰضَيْتُمْ بِهٖ مِنْۢ بَعْدِ الْفَرِيْضَةِ، اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيْمًا حَكِيْمًا. [النساء: ٢٤]

اور حلال ہیں تم کو سب عورتیں ان (مذکورہ محرمات) کے علاوہ، بشرطیکہ ان کو اپنے مال کے بدلے طلب کرو، قید میں لانے کو نہ کہ مستی نکالنے کو، پھر تم ان عورتوں میں سے جس سے فائدہ اٹھاؤ، تو ان کو ان کا مقررہ حق ادا کرو، اور کوئی حرج نہیں ہے تم کو اس بات میں کہ مقرر کرنے کے بعد آپس کی رضامندی سے جو بات (کمی بیشی کی) طے کرلو، یقیناً اللہ تعالیٰ خبردار حکمت والا ہے۔

اور سرورِ عالم حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مہر ادا کرنے کی تاکید فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا:

أَحَقُّ مَا أَوْفَيْتُمْ مِنَ الشُّرُوْطِ أَنْ تُوْفُوْا بِهٖ مَا اسْتَحْلَلْتُمْ بِهِ الْفُرُوْجَ. (صحيح البخاري ۳۷٦/۱ رقم: ۲٦٤۲، ۷۷٤/۲ رقم: ٤۹٥۷ عن عقبة بن عامرؓ)

تم شادی کے اخراجات میں جن شرائط کو پورا کرتے ہو ان میں سب سے اہم اور لازمی شرط اس مہر کا ادا کرنا ہے جس کے عوض میں عورت سے انتفاع تمہارے لئے حلال ہوتا ہے۔

اِسی لئے فقہاء نے لکھا ہے کہ اگر عقد نکاح کے وقت مہر کا ذکر بھی نہ کیا جائے یا یہ شرط لگا دی جائے کہ مہر نہ ہوگا تو بھی خود بخود مہر مثل واجب ہو جاتا ہے۔

نکاح میں مہر کی حکمت ومصلحت

مہر مقرر کرنے کا طریقہ زمانۂ جاہلیت میں بھی شریف خاندانوں میں جاری تھا، اسلام نے اس کو نہ صرف برقرار رکھا؛ بلکہ اس کو ضروری قرار دیا، اس کی مصلحت بیان کرتے ہوئے صاحب بدائع الصنائع شمس العلماء علامہ علاء الدین کاسانیؒ تحریر فرماتے ہیں:

لَوْ لَمْ يَجِبِ الْمَهْرُ بِنَفْسِ الْعَقْدِ لَا يُبَالِي الزَّوْجُ عَنْ إِزَالَةِ هٰذَا الْمِلْكِ بِأَدْنٰى خُشُوْنَةٍ تَحْدُثُ بَيْنَهُمَا؛ لِأَنَّهٗ لَا يَشُقُّ عَلَيْهِ إِزَالَتُهٗ لِمَا لَمْ يَخَفْ لُزُوْمُ الْمَهْرِ فَلَا تَحْصُلُ الْمَقَاصِدُ الْمَطْلُوْبَةُ مِنَ النِّكَاحِ وَلِأَنَّ مَصَالِحَ النِّكَاحِ وَمَقَاصِدَهٗ لَا تَحْصُلُ إِلَّا بِالْمُوَافَقَةِ وَلَا تَحْصُلُ الْمُوَافَقَةُ إِلَّا إِذَا كَانَتِ الْمَرْأَةُ عَزِيْزَةٌ مُكَرَّمَةٌ عِنْدَ الزَّوْجِ، وَلَا عِزَّةَ إِلَّا بِإِنْسِدَادِ طَرِيْقِ الْوُصُوْلِ إِلَيْهَا إِلَّا بِمَالٍ لَهٗ خَطَرٌ عِنْدَهٗ؛ لِأَنَّ مَا ضَاقَ طَرِيْقُ إِصَابَتِهٖ يَعِزُّ فِي الْأَعْيُنِ فَيَعِزُّ بِهٖ إِمْسَاكُهٗ وَمَا تَيَسَّرَ

اگر محض عقد نکاح کی وجہ سے مہر لازم نہ ہوتو شوہر تھوڑی سی بھی ناچاقی پیدا ہونے پر اس ملکیت نکاح کو ہٹانے میں کوئی تکلف نہ کرے گا؛ کیوں کہ جب اس پر مہر لازم نہیں ہے تو نکاح کو زائل کرنا اس پر گراں نہ گذرے گا، پس نکاح سے مطلوب مقاصد حاصل نہ ہو پائیں گے؛ کیوں کہ نکاح کے مقاصد ومصالح بغیر باہمی موافقت کے حاصل نہیں ہوسکتے، اور یہ موافقت اسی وقت متحقق ہوسکتی ہے جب کہ بیوی شوہر کی نظر میں قیمتی اور معزز ہو اور یہ عزت اس وقت تک نہیں مل سکتی جب تک کہ اس تک پہنچنے کے لئے کسی قابل قدر مال کو لازم نہ کیا جائے؛ کیوں کہ جس چیز کے حاصل کرنے کا راستہ تنگ ہوتا ہے، وہ چیز آدمی کی نظر میں باعزت ہوتی ہے، اور اس کو روک کر رکھنا

طَرِيْقُ إِصَابَتِهٖ يَهُوْنُ فِي الْأَعْيُنِ فَيَهُوْنُ إِمْسَاكُهٗ، وَمَتٰى هَانَتْ فِيْ أَعْيُنِ الزَّوْجِ تَلْحَقُهَا الْوَحْشَةُ فَلَا تَقَعُ الْمُوَافَقَةُ وَلَا تَحْصُلُ مَقَاصِدُ النِّكَاحِ. (بدائع الصنائع ٥٦٠/٢، ٢٧٥/٢ زكريا، الموسوعة الفقهية ١٥٢/٣٩، حجة الله البالغة ١١٨/٢)

اسے عزیز ہوتا ہے، اور جس چیز کا حاصل کرنا آسان ہوتا ہے، وہ نظروں میں بھی ہلکی ہوتی ہے، اور اس کو روک کر رکھنے کی بھی اَہمیت نہیں ہوتی؛ لہٰذا اگر یہ عورت شوہر کی نظر میں کم وزن ہوگی تو اس کی وجہ سے عورت کو وحشت ہوگی، اور زوجین میں موافقت نہیں پائی جائے گی، اور نکاح کے مقاصد حاصل نہ ہوں گے۔

اِنہی باتوں کو حکیم الامت حضرت مولانا شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے انداز میں ذکر فرمایا ہے: چناں چہ شارح حجۃ اللہ البالغہ حضرت الاستاذ مولانا مفتی سعید احمد صاحب پالن پوری دامت برکاتہم شیخ الحدیث وصدر المدرسین دار العلوم دیوبند حضرت شاہ صاحبؒ کی ترجمانی کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں:

پہلی مصلحت:- مہر سے نکاح پائدار ہوتا ہے، نکاح کا مقصد اس وقت تکمیل پذیر ہوتا ہے جب میاں بیوی خود کو دائمی رفاقت ومعاونت کا خوگر بنائیں، اور یہ بات عورت کی طرف سے تو اس طرح متحقق ہوتی ہے کہ نکاح کے بعد زمامِ اختیار اس کے ہاتھ سے نکل جاتی ہے، وہ مرد کی پابند ہو جاتی ہے، مگر مرد بااختیار رہتا ہے، وہ طلاق دے سکتا ہے، اور ایسا قانون بنانا کہ مرد بھی بے بس ہو جائے، جائز نہیں؛ کیوں کہ اس صورت میں طلاق کی راہ مسدود ہو جائے گی، اور مرد بھی عورت کا ایسا اسیر ہو کر رہ جائے گا، جیسا عورت اسیر تھی، اور یہ بات اس ضابطہ کے خلاف ہے کہ مرد عورتوں پر حاکم ہیں، اور دونوں کا معاملہ کورٹ کو سپرد کرنا بھی درست نہیں؛ کیوں کہ قاضی کے یہاں مقدمہ لے جانے میں سخت مراحل سے گذرنا پڑتا ہے، اور قاضی وہ مصلحتیں نہیں جانتا جو شوہر اپنے بارے میں جانتا ہے۔ پس مرد کو دائمی نکاح کا خوگر بنانے کی راہ یہی ہے کہ اس پر مہر واجب کیا جائے؛ تاکہ جب وہ طلاق دینے کا ارادہ کرے تو مالی نقصان اس کی نگاہوں کے سامنے رہے اور وہ ناگزیر حالات ہی میں طلاق دے، پس مہر نکاح کو پائیدار بنانے کی ایک صورت ہے۔

دوسری مصلحت:- مہر سے نکاح کی عظمت ظاہر ہوتی ہے، نکاح کی عظمت واہمیت بغیر مال کے جو کہ شرم گاہ کا بدل ہوتا ہے، ظاہر نہیں ہوتی؛ کیوں کہ لوگوں کو جس قدر مال کی حرص ہے، اور کسی چیز کی نہیں، پس مال خرچ کرنے سے نکاح کا مہتم بالشان ہونا ظاہر ہوتا ہے۔ (رحمۃ اللہ الواسعۃ شرح حجۃ اللہ بالغہ ۶۸/۵)

مہر ضرور اَدا کرنا چاہئے

لیکن یہ بات قابل تشویش ہے کہ موجودہ مسلم معاشرہ میں مہر کی ادائیگی کے معاملہ میں بڑی کوتاہی پائی جاتی ہے، مہر باندھتے وقت تو بڑی کشاکشی اور بحثا بحثی ہوتی ہے؛ لیکن بعد میں ادائیگی کی قطعاً فکر نہیں کی جاتی؛ حتی کہ پوری عمر گذر جاتی ہے اور مہر کا نام بھی زبان پر نہیں آتا، اور ماحول اس طرح کا بنادیا گیا ہے کہ عورت کی طرف سے مہر کا مطالبہ بڑا معیوب سمجھا جاتا ہے، اور اس کا ذکر بس اسی وقت ہوتا ہے جب خدا نہ کرے میاں بیوی میں کشیدگی پیدا ہو، یا طلاق کی نوبت آئے؛ بلکہ بہت سی جگہوں پر تو باقاعدہ بیوی سے مہر کی معافی کا مطالبہ ہوتا ہے، اور بیوی شرما حضوری میں یا خاندانی دباؤ میں بادلِ ناخواستہ معافی کا اقرار کرلیتی ہے، حالاں کہ اس طرح کی جبری معافی کا شرعاً کوئی اعتبار نہیں۔ (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند ۸/۲۵۱، ۸/۳۲۷، ۸/۳۴۰، کفایت المفتی ۵/۱۱۱-۱۱۸، فتاویٰ محمودیہ ۱۷/۲۹۱ میرٹھ، دینی مسائل اور اُن کا حل ۲۴۱)

مہر ادا نہ کرنے پر سخت وعید

اور احادیثِ شریفہ میں شروع ہی سے مہر ادا نہ کرنے کی نیت رکھنے والے شخص کے بارے میں سخت وعیدیں وارد ہوئی ہیں۔ چناں چہ ایک حدیث میں پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا:

أَيُّمَا رَجُلٍ تَزَوَّجَ امْرَأَةً عَلٰى مَا قَلَّ مِنَ الْمَهْرِ أَوْ كَثُرَ وَلَيْسَ فِي نَفْسِهِ أَنْ يُؤَدِّيَ إِلَيْهَا حَقَّهَا خَدَعَهَا، فَمَاتَ وَلَمْ يُؤَدِّ إِلَيْهَا حَقَّهَا لَقِيَ اللّٰهَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَهُوَ زَانٍ الخ. (المعجم الأوسط للطبراني ۱/۱۰۵، دار الفكر بيروت رقم: ۱۸۵۱، بحواله: انوار نبوت ٦٤٩)

جو شخص کسی عورت سے کم یا زیادہ مہر پر شادی کرے، اور اس کے دل میں اس عورت کے حق مہر کو ادا کرنے کا اِرادہ نہ ہو؛ بلکہ اس نے اسے دھوکہ دیا ہو پھر وہ عورت کا حق ادا کئے بغیر مرجائے تو اللہ تعالیٰ سے اس حالت میں ملے گا کہ اس کا شمار بدکاروں میں ہوگا۔

بریں بنا معاشرہ میں پیدا شدہ مذکورہ کوتاہی کو دور کرنے کی سخت ضرورت ہے، اور اس بات کی ذہن سازی عام ہونی چاہئے کہ مہر عورت کا لازمی حق ہے، اور جتنی جلد اس کی ادائیگی ہوجائے بہتر ہے؛ کیوں کہ زندگی موت کا کوئی بھروسہ نہیں؛ بلکہ افضل یہ ہے کہ نکاح کے وقت ہی یا رخصتی سے پہلے ہی مہر کی ادائیگی کا اہتمام کیا جائے۔ چناں چہ احادیث سے ثابت ہے کہ ام المؤمنین سیدتنا حضرت

عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا نکاح پہلے ہو چکا تھا؛ لیکن آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس وقت تک رخصتی نہیں فرمائی، جب تک کہ مہر وغیرہ کا انتظام نہیں ہوگیا، اور اس انتظام کی وجہ سے قدرے تاخیر بھی ہوئی۔ نیز آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے امیر المؤمنین سیدنا حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو حکم دیا تھا کہ وہ خاتونِ جنت حضرت سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی رخصتی سے قبل کچھ نہ کچھ مہر ادا کریں۔ (مجمع الزوائد علی ہامش بغیۃ الرائد ۵۲۰/۴ رقم: ۷۴۹۸، بحوالہ: فتاویٰ محمودیہ میرٹھ ۳۲۲/۱۷)

مہر کتنا مقرر کیا جائے؟

مہر مقرر کرنے میں شوہر کی مالی وسعت اور عورت کی خاندانی حیثیت دونوں کا لحاظ کرنا بہتر ہے، نہ تو اتنا کم مہر مقرر کیا جائے کہ لڑکی والے خفت محسوس کریں اور نہ اتنا زیادہ باندھا جائے کہ شوہر کے لئے اس کی ادائیگی مشکل ہوجائے؛ بلکہ مشورہ سے ادائیگی کی نیت سے مناسب مہر مقرر ہونی چاہئے، اور اس بارے میں دورِ نبوت اور دورِ صحابہؓ سے مختلف مہروں کا ثبوت ملتا ہے، جس کا خلاصہ درج ذیل ہے:

(۱) نبی اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صاحب زادیوں اور اکثر ازواجِ مطہرات کی مہر پانچ سو درہم چاندی مقرر کی گئی تھی، جس کو آج کل ''مہر فاطمی'' کہا جاتا ہے، اس کی مقدار موجودہ وزن کے اعتبار سے تقریباً ۱ رکلو ۵۳۱ رگرام چاندی ہوتی ہے۔ (انوار نبوت ۶۵۲)

في حديث عمر ما علمت رسول الله صلى الله عليه وسلم نكح شيئًا من نسائه ولا أنكح شيئًا من بناته على أكثر من اثنتي عشر أوقية. (مشكاة المصابيح ۳۷۷/۲، سنن أبي داؤد ۲۸۷/۱)

يستحب كون الصداق خمس مائة درهم. (شرح النووي على المسلم / باب الصداق ٤٥٨/۱)

وفي النسائي: وذلك خمس مائة درهم. (۷۲/۲)

(۲) اور اُم المؤمنین سیدتنا حضرت اُم سلمہ رضی اللہ عنہا کا مہر صرف دس درہم چاندی تھی، جس کی مقدار موجودہ وزن کے اعتبار سے ۳۰ رگرام ۶۱۸ رملی گرام چاندی ہوتی ہے۔ (انوار نبوت ۶۵۰، جواہر الفقہ ۴۲۴/۱)

وكان مهر بعض أزواج النبي صلى الله عليه وسلم كأم سلمة ما يساوي عشرة دراهم. (حاشية سنن أبي داؤد ۲۸۷/۱)

عن أبي سعيد رضي الله عنه أن النبي صلى الله عليه وسلم تزوج أم سلمة علىٰ متاع بيت قيمته عشرة دراهم. (المعجم الأوسط للطبراني ١٤٤/١ رقم: ٤٦٤)

(۳) اورام المؤمنین حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کا نکاح نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے شاہِ حبشہ اصحمہ نجاشیؒ نے کیا تھا، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے چار ہزار درہم بطور مہر ادا کئے تھے، جس کی تعداد موجودہ دور میں ۱۲؍کلو ۲۴۴؍گرام ۹۴۴؍ملی گرام چاندی ہوتی ہے۔ (انوار نبوت ۶۵۳)

عن أم حبيبة رضي الله عنها أنها كانت تحت عبيد الله بن جحش فمات بأرض الحبشة فزوجها النجاشي النبي صلى الله عنه وأمهرها عنه أربعة آلاف وبعث بها إلى رسول الله صلى الله عليه وسلم مع شرحبيل ابن حسنة. (سنن أبي داؤد ٢٨٧/١، سنن النسائي ٧٢/٢)

اس سے یہ ثابت ہوا کہ اگر ادائیگی میں دشواری نہ ہو تو زیادہ مہر بھی باندھا جاسکتا ہے، اور قرآنی آیت: ﴿وَاٰتَيْتُمْ اِحْدٰهُنَّ قِنْطَارًا﴾ سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے، غالباً اسی بنا پر خلیفہ راشد امیر المؤمنین سیدنا حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے سیدہ ام کلثوم بنت علیؓ سے نکاح کرتے وقت بعض مصالح سے چالیس ہزار درہم مہر ادا کیا تھا، آپ کا یہ عمل ناموری کے لئے نہ تھا بلکہ خانوادۂ نبوت سے رشتۂ مصاہرت کی تعظیم کے طور پر تھا۔

أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالىٰ عَنْهُ أَصْدَقَ أُمَّ كُلْثُوْمٍ بِنْتَ عَلِيٍّ أَرْبَعِيْنَ أَلْفَ دِرْهَمٍ. (السنن الكبرىٰ للبيهقي جديد ٦/١١، قديم ٢٣٣/٧، رقم: ١٤٦٩٠، الإصابة ٤٦٦/٨، بحواله: انوار نبوت ٦٥٥)

تزوج عمر أم كلثوم على مهر أربعين ألفا. (الإصابة ٤٦٦/٨)

ناموری کے لئے زیادہ مہر مقرر کرنا پسندیدہ نہیں

آج کل بعض جگہوں پر خاندانی روایات کا لحاظ کرتے ہوئے شوہر کی وسعت سے کہیں زیادہ مہر باندھنے کا رواج پایا جاتا ہے، حالاں کہ یہ کوئی پسندیدہ یا فخر کی بات نہیں؛ بلکہ بسا اوقات یہ مہر کی زیادتی خود لڑکی کے لئے نہایت مصیبت کا ذریعہ بن جاتی ہے مثلاً اگر زوجین میں موافقت نہ ہو سکے تو شوہر محض اس لئے لڑکی کو معلق رکھتا ہے کہ طلاق کی وجہ سے اسے مہر ادا کرنا پڑے گا۔ نیز زیادہ مہروں کے رواج کی وجہ سے لڑکے لڑکیوں کی عمریں ڈھل جاتی ہیں اور مال ودولت کے انتظار میں نکاح سے رکے رہتے ہیں۔ اسی لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ: ’’عورت کی بہترائی میں سے یہ

ہے کہ اس کا رشتہ آسانی سے ہو اور اس کا مہر کم ہو‘‘۔ (مجمع الزوائد ۴/ ۲۵۵)

اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے ’’خبردار عورتوں کے مہروں میں حد سے تجاوز اور مبالغہ مت کرو، اگر یہ دنیوی عزت اور اللہ کی نظر میں تقویٰ کی بات ہوتی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس پر عمل فرمانے کے تم سے زیادہ مستحق تھے۔ مجھے نہیں معلوم کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنی اَزواجِ مطہرات اور اپنی صاحبزدیوں میں سے کسی کا نکاح بارہ اوقیہ چاندی سے زیادہ پر کیا ہو۔ (مشکوٰۃ شریف ۲/ ۲۷۷، فتاویٰ محمودیہ ۱۲/ ۴۵-۴۶ ڈابھیل)

اس لئے خاندانی رسم کی پابندی کے بجائے اپنی وسعت کے اعتبار سے مہر مقرر کرنا چاہئے، حتیٰ کہ اگر ’’مہر فاطمی‘‘ کی قیمت بھی چاندی کے گراں ہونے کی وجہ سے بہت زیادہ ہو جائے تو جو حضرات اس کے متحمل نہ ہوں، انہیں ’’مہر فاطمی‘‘ پر اصرار نہ کرنا چاہئے؛ البتہ جو لوگ وسعت رکھتے ہیں، تو انہیں ’’مہر فاطمی‘‘ مقرر کرنے میں کوئی حرج نہیں؛ بلکہ یہ ان کے حق میں افضل ہے۔ (مستفاد: فتاویٰ محمودیہ ۱۲/ ۳۸ ڈابھیل)

عن عائشة رضي الله عنها أن النبي صلى الله عليه وسلم قال: إن من يمن المرأة تيسير خطبتها وتيسير صداقتها وتيسير رحمها. (مجمع الزوائد ٤/ ٢٥٥)

قال عمر بن الخطاب رضي الله عنه: ألا لا تغالوا صدقة النساء؛ فإنها لو كانت مكرمة في الدنيا أو تقوىٰ عند الله لكان أولكم بها نبي الله صلى الله عليه وسلم.

(سنن أبي داؤد ١/ ٢٨٧، سنن ابن ماجة ص: ١٣٥، سنن الترمذي ١/ ٢١١، مشكاة المصابيح ٢/ ٣٧٧)

مہر کی ادائیگی کی ایک آسان شکل

آج کل شادی میں مہر کے علاوہ دیگر لین دین بہت ہوتا ہے، اور عموماً لڑکے والوں کی طرف سے قیمتی زیور بھی دیا جاتا ہے، تو اگر یہی زیور بطور مہر دے کر بیوی کو پوری طرح مالک بنا دیا جائے، تو بآسانی شوہر اُس فرض سے سبک دوش ہوسکتا ہے؛ لیکن واضح ہو کہ مہر کے طور پر زیور یا کوئی اور چیز بیوی کو دے دینے کے بعد اُسے کسی بھی حال میں بلا رضامندی بیوی سے واپس لینے کا حق نہ ہوگا۔

اَب ذیل میں مہر کے متعلق چند اہم مسائل ذکر کئے جارہے ہیں:

مہر کی کم سے کم مقدار

مہر کی کم سے کم مقدار ۱۰/ درہم کے بقدر چاندی ہے۔ (اور ۱۰/ درہم کا وزن ۳/ تولہ

ساڑھے سات ماشہ ہے، اور موجودہ اوزان کے بموجب اُس کی مقدار ۳۰ ر گرام ۶۱۸ رملی گرام ہوتی ہے۔ (مستفاد: ایضاح المسائل ۱۲۹)

عن جابر بن عبد اللّٰہ رضي اللّٰہ عنه قال: قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم: لا مهر دون عشرة دراهم. (السنن الکبریٰ للبیهقي ٤١٤/٧ رقم: ١٤٣٨٣، سنن الدار قطني ١٧٣/٣ رقم: ٣٥٦٠)

وأقل المهر عشرة دراهم. (الهـداية ٣٤٥/٢، الدر المختار مع الشامي ٢٣٠/٤ زکریا، البحر الرائق ١٤٢/٣، شامي ١٠١/٣ کراچی)

وأقل المهر عشرة دراهم مضروبة أو غیر مضروبة. (الفتاویٰ الهندیة ٣٠٢/١)

وأما بیان أدنی المقدار الذي یصلح مهرًا، فأدناه عشرة دراهم أو ما قیمته عشرة دراهم، وهٰذا عندنا. (بـدائع الصنائع، کتاب النکاح / بیان أدنی المهر ٥٦١/٢، البنایة ١٣١/٥ المکتبة النعمیة دیوبند، فتح القدیر ٣٠٥/٣ زکریا، ٣١٧/٣ بیروت)

مہرِ فاطمی اور اُس کی مقدار

’’مہرِ فاطمی‘‘ اُس مہر کو کہا جاتا ہے جو نبی اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خاتونِ جنت سیدتنا حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور دیگر صاحب زادیوں اور اکثر ازواجِ مطہرات کا مقرر فرمایا، اُس کی مقدار ۵۰۰ ر درہم چاندی ہے، جس کا وزن موجودہ حساب سے ار کلو ۵۳۰ ر گرام ۹۰۰ ر ملی گرام ہوتا ہے۔

عن محمد بن إبراهیم قال: کان صداق بنات رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم ونسائه خمس مائة درهم اثنتي عشرة أوقیةً ونصفًا. (الطبقات الکبریٰ لابن مسعود ١٨/٨، انوار نبوت ٦٥١)

ما أصدق رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم امراة من نسائه ولا أصدقت امراة من بناته أکثر من ثنتي عشرة أوقیة. (رواه أبوداؤد ٢٨٧/١ عن أبي الجعفاء السلمي، سنن الترمذي / أبواب النکاح ٢١١/١)

إن صداق فاطمة رضي الله عنها كان أربع مائة مثقال فضةٍ. (مرقاة المفاتيح / باب الصداق ٤٤٧/٣، بحواله: فتاویٰ محموديه ٢٦٩/١٧ ميرٹھ، ٢٨/١٢ ڈابھیل، احسن الفتاویٰ ٣١/٥، جواهر الفقه ٤٢٤/١ كراچی)

مہر شرعِ محمدی یا شرعِ پیغمبری

عوام میں جو مہر شرعِ محمدی یا شرعِ پیغمبری کے نام سے مہر مقرر کرنے کا رواج ہے، اس اصطلاح کی شرعاً کوئی اصل نہیں ہے۔ (امداد الفتاویٰ ۲/۲۹۵)

بلکہ اُس میں عوام کے عرف کا اعتبار ہے، اگر کسی جگہ یہ لفظ ''مہر فاطمی'' کے لئے استعمال کیا جاتا ہو تو اُس سے ''مہر فاطمی'' مراد لیا جائے گا۔ (فتاویٰ محمودیہ ۱۷/۲۷۲ میرٹھ)

اور اگر کسی جگہ مہر کی کم سے کم مقدار کے لئے یا کسی بھی مقدار کے لئے یہ الفاظ مقرر ہوں، تو اُسی کو مراد لیا جائے گا۔ (مستفاد: ایضاح المسائل ۱۲۹، فتاویٰ محمودیہ ۱۷/۲۷۳ میرٹھ)

الغرض اِس میں عوام اور برادری کے عرف کا اعتبار کیا جائے گا۔

تنبیہ:- بہتر یہ ہے کہ جو بھی مراد لیا جائے تو اُس کو نکاح کے وقت کھول کر بیان کر دیا جائے؛ تاکہ بعد میں کوئی نزاع نہ ہو۔

مہر کا مال کے قبیل سے ہونا ضروری ہے

حنفیہ کے نزدیک مہر کا مال کے قبیل سے ہونا ضروری ہے؛ لہٰذا اگر مہر میں کوئی ایسی چیز متعین کی جو مال کے قبیل سے نہ ہو (مثلاً: کسی شخص نے نعوذ باللہ شراب یا خنزیر کو مہر میں مقرر کیا، جو مسلمان کے حق میں مال نہیں ہے) تو اِس تعیین کا اعتبار نہ ہوگا؛ بلکہ حسبِ ضابطہ مہر مثل لازم ہوگا۔

وصرّح الحنفية بأن المهر ما يكون مالاً متقومًا عند الناس، فإذا سميا ما هو مالٌ يصح التسمية، وما لا فلا. (الموسوعة الفقهية / تحت لفظ: مهر ١٥٦/٣٩ الكويت)

وكذا الحكم أي يجب مهر المثل أو المتعة، لو تزوجها بخمرٍ أو

خنزيرٍ؛ لأنه ليس بمالٍ في حق المسلم. (مجمع الأنهر، كتاب النكاح / باب المهر ٥١١/١ مكتبة فقيه الأمة ديوبند، الدر المختار مع الشامي، كتاب النكاح / باب المهر ٢٤٢/٤ زكريا)

مہر میں آزاد شوہر پر بیوی کی خدمت مقرر کرنا

اگر بطورِ مہر یہ طے کیا گیا کہ آزاد شوہر ایک مدت تک بیوی کی خدمت بجالائے گا، تو اِس خدمت کو مہر قرار نہیں دیا جائے گا؛ بلکہ شوہر پر مہر مثل کی اَدائیگی لازم ہوگی۔ (اِس لئے کہ یہ شرط مقتضاءِ نکاح کے خلاف ہونے کے ساتھ ساتھ شوہر کے لئے موجبِ اہانت بھی ہے)

ووجب مهر المثل ...... في خدمة زوجٍ حرٍ للإمهار لحرة أو أمةٍ؛ لأن فيه قلب الموضوع. وفي الشامية: قوله: وفي خدمة زوج حرٍّ أي يجب مهر المثل عندهما في جعله المهر خدمته إياها سنةً. قوله: فيه قلب الموضوع؛ لأن موضوع الزوجية أن تكون هي خادمة له لا بالعكس، فإنه حرام لما فيه من الإهانة والإذلال. (الدر المختار مع الشامي، كتاب النكاح / باب المهر ٢٣٧/٤-٢٣٩ زكريا)

متعینہ مدت تک منفعت کو مہر بنانا

اگر مہر میں منافع کو متعین کیا جائے، تو یہ بھی جائز اور درست ہے۔ مثلاً ایک مقررہ مدت تک کسی گھر میں رہائش یا غلام کی خدمت کو مہر بنایا، تو اِس کی گنجائش ہے۔

لو تزوجها علىٰ سكنىٰ دارهٖ أو ركوب دابتهٖ أو الحمل عليها أو علىٰ أن تزرع أرضه ونحو ذٰلك من منافع الأعيان مدةً معلومةً صحت التسمية؛ لأن هٰذه المنافع مالٌ، أو ألحِقت بهٖ للحاجة. (الدر المختار مع الشامي، كتاب النكاح / باب المهر ٢٣٨/٤-٢٣٩ زكريا)

لو تزوجها علىٰ منافع سائر الأعيان من سكنىٰ داره وخدمة عبيده وركوب دابتهٖ والحمل عليها وزراعة أرضها ونحو ذٰلك من منافع الأعيان مدة

معلومةً صحت التسمية؛ لأن هٰذه المنافع أموال، والتحقت بالأموال شرعًا في سائر العقود لمكان الحاجة. (الموسوعة الفقهية / تحت لفظ مهر ١٥٨/٣٩ الكويت)

جنس کی تعیین کے بغیر مہر مقرر کرنا

اگر مہر میں ایسی شئ مقرر کی جس کا اِطلاق مختلف جنسوں پر ہوتا ہو، اور کسی جنس کی تعیین نہیں کی، مثلاً: شوہر نے یہ کہا کہ میں نے جانور کے عوض نکاح کیا، اور کونسا جانور ہے، اِس کی وضاحت نہیں کی، تو اِس صورت میں جہالت کی بنا پر یہ تعیین باطل قرار پائے گی، اور حسبِ ضابطہ مہر مثل واجب ہوگا۔

وكذا يجب مهر المثل – إلىٰ قوله – أو دابةً أو ثوبًا أو دارًا لم يبيّن جنسها لفحش الجهل. (الدر المختار مع الشامي، كتاب النكاح / باب المهر ٢٤٢/٤-٢٤٣ زكريا)

قوله: بخلاف مجهول الجنس أي ما ذُكر جنسه بلا تقييدٍ بنوعٍ كثوبٍ ودابةٍ؛ فإنه لا تصح تسميته، فلا يجب الوسط أو قيمته؛ بل يجب مهر المثل. (الدر المختار مع الشامي، كتاب النكاح / باب المهر ٢٧٠/٤ زكريا)

صفت کی تعیین کے بغیر مہر مقرر کرنا

اگر کوئی چیز مہر میں مقرر کی؛ لیکن عمدہ یا گھٹیا کی تعیین نہیں کی، تو درمیانی قسم کی چیز لازم ہوگی، جیسے سوتی کپڑے کے تھان پر نکاح کیا، تو درمیانی قسم کا تھان یا اُس کی قیمت مہر میں لازم ہوگی۔

ولو تزوجها علىٰ فرسٍ أو عبدٍ أو ثوب هروي فالواجب الوسط أو قيمته. وفي الشامية: لأن الجنس المعلوم مشتمل على الجيد والردي والوسط ذو حظ منهما. (الدر المختار مع الشامي، كتاب النكاح / باب المهر ٢٦٨/٤ زكريا)

وإن علم نوعَه وجهل وصفَه كفرسٍ أو ثوبٍ هرويٍ أو عبدٍ صحت التسميةُ، وتُخيّر بين الوسط أو قيمته. (الدر المختار مع الشامي، كتاب النكاح / باب المهر ٢٧٠/٤ زكريا)

بغیر مہر کے نکاح کرلیا

اگر کسی شخص نے مہر کے بغیر نکاح کیا، یا یہ طے کر کے نکاح کیا کہ مہر کچھ نہ ہوگا، تو ایسی صورت میں نکاح تو منعقد ہوجائے گا؛ لیکن شوہر پر عورت کا مہر مثل واجب ہوگا (بشرطیکہ رخصتی ہوجائے یا رخصتی سے قبل شوہر کا انتقال ہوجائے، اور اگر رخصتی سے قبل طلاق کی نوبت آجائے تو ایسی صورت میں متعہ واجب ہوتا ہے)

وإن تزوجها ولم يسم لها مهرًا أو تزوجها علىٰ أن لا مهر لها، فله مهر مثلها إن دخل بها أو مات عنها. (الهداية ٣٤٦/٢، فتح القدير ٣١٢/٣ بيروت، ٣٢٤/٣ زكريا، البناية ١٣٠/٥، الفتاوىٰ الهندية ٣٠٤/١)

وكذا يجب مهر المثل فيما إذا لم يسم مهرًا (الدر المختار) أي لم يسمه تسمية صحيحة أو سكت عنه. (الدر المختار مع الشامي ٢٤٢/٤ زكريا)

وإذا تزوجها علىٰ أن لا مهر لها صح النكاح، ووجب لها مهر المثل. وفي المضمرات: إن دخل بها أو مات عنها زوجها. (الفتاوىٰ التاتارخانية ١٦٠/٤ رقم: ٥٨٣٦ زكريا)

نکاح کے بعد زوجین کا باہمی رضامندی سے مہر طے کرنا

اگر مہر متعین کئے بغیر نکاح کیا گیا، اور پھر میاں بیوی نے آپسی رضامندی سے ایک مقدار متعین کرلی، تو یہی مقدار بطور مہر لازم ہوگی۔

قوله: إذا لم يتراضيا أي بعد العقد وإلا بأن تراضيا علىٰ شيءٍ فهو الواجب بالوطء أو الموت. (الدر المختار مع الشامي، كتاب النكاح / باب المهر ٢٤٢/٤ زكريا)

مہر مثل کی تعریف

مہر مثل کا مطلب یہ ہے کہ عورت کی بہنوں یا پھوپھیوں یا چچازاد بہنوں (جو عمر اور حسن وجمال وغیرہ میں اس عورت کے ہم پلہ ہوں) کا جو مہر مقرر کیا گیا ہے، وہی اس عورت کا مہر مثل

ہوگا۔ واضح رہے کہ مہر مثل کی تعیین میں ددھیالی رشتہ کی عورتوں کا اعتبار ہے، ننہیالی رشتہ کی عورتوں مثلاً ماں اور خالہ وغیرہ کا اعتبار نہیں ہے۔

ومهـر مثلها يعتبر بأخواتها وعماتها وبنات أعمامها لقول ابن مسعود: لهـا مهـر مثل نسائها لا وكس فيه ولا شطط، وهن أقارب الأب؛ ولأن الإنسان مـن جـنس قوم أبيه. ولا يعتبر بأمها وخالتها إذا لم تكونا من قبيلتها. ويعتبر في مهـر الـمثـل أن تتسـاوي الـمـرأتان في السن والجمال والمال والعقل والدين والبـلـد والـعـصـر؛ لأن مهـر الـمثـل يختلف باختلاف هٰذه الأوصاف. (الهداية ٣٥٤/٢، فتح القدير ٣٦٨/٣ بيروت، عناية مع الفتح ٣٦٧/٣، البناية ١٨٣/٥)

ومهـر مثلهـا الـلـغوي: أي مهر امرأة تماثلها من قوم أبيها لا أمها وقت العقد سنًا وجمالاً ومالاً وبلدًا وعصرًا وعقلاً ودينًا وبكارةً وثيوبةً وعفةً وعلمًا وأدبًا وكمال خلق وعدم ولد. (تنوير الأبصار مع الدر المختار على رد المحتار ٢٨١/٤-٢٨٣ زكريا، الفتاوىٰ التاتارخانية ١٦١/٤ رقم: ٥٨٣٨ زكريا، الموسوعة الفقهية ١٥٣/٣٩ كويت)

مہر مثل کن صورتوں میں واجب ہوتا ہے؟

درج ذیل صورتوں میں مہر مثل واجب ہوتا ہے:

الف:- نکاحِ صحیح میں سرے سے مہر متعین ہی نہ کیا جائے۔

ب:- نکاحِ صحیح میں کسی مجہول چیز کو متعین کیا جائے، (مثلاً: مختلف الاجناس اَشیاء میں جنس متعین نہ ہو)

ج:- مہر میں ایسی چیز متعین کی جائے جو شرعاً حلال نہ ہو۔

د:- اِسی طرح نکاحِ فاسد میں اگر جماع پایا جائے تو مطلقاً مہر مثل واجب ہوتا ہے، (خواہ مہر متعین ہو یا نہ ہو)

أن اعتبـار مهـر الـمثـل الـمذكور حكم كلِّ نكاحٍ صحيحٍ لا تسميةَ فيه

أصلاً أو سمّی فیه ما هو مجهولٌ، أو ما لا یحل شرعًا، وحکم کل نکاحٍ فاسدٍ بعد الوطئ سُمِّي فیه مهرٌ أو لا. (الدر المختار مع الشامي، کتاب النکاح / باب المهر ۲۸۱/٤-۲۸۲ زکریا)

مہر مثل کی تعیین میں زوجین کے درمیان اختلاف

اگر مہر مثل کی تعیین میں زوجین کے درمیان اختلاف ہوجائے (یعنی عورت زیادتی کا دعویٰ کرے اور شوہر اُس کا منکر ہو) تو بیوی پر اِس بات کے گواہ پیش کرنا لازم ہوگا کہ خاندان میں فلانی عورت اُس کے ہم مثل ہے، اور اُس کا اتنا مہر ہے، اگر دو عادل گواہ اِس طرح گواہی دے دیں تو قاضی عورت کے حق میں فیصلہ کردے گا، ورنہ شوہر کی بات قسم کے ساتھ معتبر ہوگی۔

ویشترط فیه أي في ثبوت مهر المثل إخبار رجلین أو رجلٍ وامرأتین، ولفظ الشهادة، فإن لم یوجد شهود عدولٌ فالقول للزوج بیمینهٖ. وفي الشامیة: تحت قوله: لما ذُکر: وأشار بهٖ إلیٰ أنه لا بد من الشهادة علی الأمرین المماثلة بینهما، وأن مهر الأولیٰ کان کذا. (الدر المختار مع الشامي، کتاب النکاح / باب المهر ۲۸٤/٤ زکریا)

اگر باپ کے خاندان میں کوئی ہم مثل عورت نہ ہو؟

اگر باپ کے خاندان میں کوئی ایسی عورت نہ ہو جو صفات کے اعتبار سے منکوحہ عورت کے ہم مثل قرار دی جائے، تو ایسی صورت میں باپ کے خاندان کے ہم مثل خاندان کی عورتوں سے موازنہ کیا جائے گا۔ اور اگر اُن میں بھی کوئی ہم مثل نہ مل سکے، تو شوہر کی بات کا اعتبار کیا جائے گا، اور اگر شوہر کوئی مقدار مقرر نہ کرے تو معاملہ دارالقضاء میں پیش کیا جائے، اور قاضی حسبِ حال مہر کی تعیین کرے۔

فإن لم یوجد من قبیلة أبیها، فمن الأجانب أي فمن قبیلةٍ تماثل قبیلة أبیها، فإن لم یوجد فالقول له أي للزوج في ذٰلك بیمینهٖ. وفي الشامیة: قوله:

فإن لم يوجد ...... وإن امتنع (أي الزوج) يرفع الأمر للقاضي ليقدر لها مهرًا.

(الدر المختار مع الشامي، كتاب النكاح / باب المهر ٢٨٥/٤ زكريا)

مہر کب مؤکد ہوتا ہے؟

درج ذیل صورتوں میں مہر کی مکمل ادائیگی لازمی ہوجاتی ہے:

(۱) عورت سے وطی یا خلوتِ صحیحہ (معتبر تنہائی) پائی جائے۔

(۲) شوہر یا عورت میں سے کسی کا انتقال ہوجائے۔

(۳) مطلقہ بائنہ سے عدت کے اندر دوبارہ نکاح کرنا (یعنی مطلقہ بائنہ سے نکاح میں مہر مؤکد ہونے کے لئے وطی یا خلوت کی شرط نہیں ہے؛ بلکہ عدت کے اندر نکاح ہوتے ہی پورا مہر مؤکد ہوجاتا ہے)

عن محمد بن عبد الرحمٰن بن ثوبان قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من كشف خمار امرأة ونظر إليها فقد وجب الصداق، دخل بها أو لم يدخل بها. (سنن الدار قطني / كتاب النكاح ٢١٣/٣ رقم: ٣٧٨٠، السنن الكبرىٰ للبيهقي جديد ٥١/١١ رقم: ١٤٨٥٠)

ويتأكد عند وطء أو خلوةٍ صحت من الزوج أو موت أحدهما أو تزوج ثانيًا في العدة. (الدر المختار مع الشامي ٢٣٣/٤ زكريا، ١٠٢/٣ كراچی)

المهر كما يتأكد بالدخول يتأكد بالخلوة الصحيحة عندنا. (الفتاوىٰ التاتارخانية ٢١٣/٤ رقم: ٥٩٩٩ زكريا، الفتاوىٰ الهندية ٣٠٣/١، خانية على الهندية ٣٩٦/١، البحر الرائق ١٤٣/٣ كوئٹه، بدائع الصنائع ٥٧٩/٢ زكريا)

خلوتِ صحیحہ/ فاسدہ کی تعریف

خلوتِ صحیحہ کی تعریف یہ ہے کہ اُس میں جماع سے کوئی مانع نہ پایا جائے، اور یہ مانع تین طرح کے ہوسکتے ہیں:

(۱) مانع حسی:- مثلاً عورت کی شرم گاہ میں ایسا مرض ہونا جس کی وجہ سے وطی ممکن نہ ہو۔
(۲) مانع شرعی:- مثلاً عورت کا حائضہ ہونا یا رمضان کے دن میں روزہ سے ہونا، وغیرہ۔
(۳) مانع طبعی:- مثلاً ان دونوں کے ساتھ کسی تیسرے عاقل شخص کا موجود ہونا۔

اگر مذکورہ موانع میں سے کوئی مانع نہ پایا جائے تو خلوتِ صحیحہ ہوگی، جو وطی کے حکم میں ہے، جس سے مہر مؤکد ہو جاتا ہے، اور اگر درج بالا موانع میں سے کوئی مانع پایا گیا تو وہ خلوتِ فاسدہ کہلائے گی، ایسی خلوت سے مہر مؤکد نہیں ہوتا۔

وتفسير الخلوة الصحيحة أن لا يكون ثمه مانعٌ يمنع عن الجماع لا حقيقةً ولا شرعًا. وفي الخانية: ولا طبعًا حتى لو كان أحدهما مريضًا مرضًا يمنع الجماع. وفي الكافي: أو يلحق به ضرر، لا تصح الخلوة، وإن كان مرضًا لا يمنع الجماع تصح الخلوة الخ. وكذا إذا كان أحدهما صائمًا في رمضان لا تصح الخلوة الخ. ولو كان معهما ثالث لا تصح الخلوة. ...... وفي الهداية: أو بعمرةٍ أو كانت المرأة حائضًا لا تصح الخلوة. (الفتاویٰ التاتارخانية ٢١٣/٤ –٢١٤ رقم: ٦٠٠٠ زكريا)

والخلوة الصحيحة أن يجتمعا في مكانٍ ليس هناك مانعٌ يمنعه من الوطء حسًا أو شرعًا أو طبعًا إذا المرء خلا بامرأته، وأحدهما مريض لا يقدر على الجماع أو محرم ...... أو في صوم ...... أو في صلاة فرضٍ لا تصح الخلوة.
(خانية ٣٩٦/١، الهداية ٣٤٧/٢، البناية ١٤٩/٥، ومثله في الدر المختار على رد المحتار ٢٤٩/٤ زكريا)

وعبارة شرح الطحاوي في جامعه، قال: الخلوة الصحيحة أن يخلوا بها في مكان يأمنان فيه من إطلاع الناس عليهما كدار وبيت دون الصحراء والطريق الأعظم، والسطح الذي ليس على جوانبه سترة ...... وأن لا يكون مانع من الوطء حسًا ولا طبعًا ولا شرعًا. (فتح القدير ٣٣٢/٣ بيروت، ٣٢٠/٣ زكريا، عناية مع فتح القدير ٣٣٢/٣، زكريا ٣٢٠/٣، البحر الرائق ١٥١/٣، الفتاویٰ الهندية ٣٠٤/١)

اگر رخصتی اور دخول سے قبل طلاق ہو جائے

اگر رخصتی اور دخول سے قبل طلاق کی نوبت آ جائے اور پہلے سے مہر مقرر ہو چکا ہو، تو صرف نصف مہر شوہر پر واجب ہوتا ہے۔

قال اللّٰہ تعالیٰ: ﴿وَاِنْ طَلَّقْتُمُوْهُنَّ مِنْ قَبْلِ اَنْ تَمَسُّوْهُنَّ وَقَدْ فَرَضْتُمْ لَهُنَّ فَرِيْضَةً فَنِصْفُ مَا فَرَضْتُمْ﴾ [البقرة، جزء آیت: ٢٣٦]

وللمطلقة قبل الدخول نصف المفروض. (الفتاوىٰ التاتارخانية ٢٢٠/٤ رقم: ٦٠٢٢ زكريا، الفتاوىٰ الهندية ٣٠٤/١)

ويجب نصفه بطلاق قبل وطء أو خلوةٍ، فلو نكحها علىٰ ما قيمته خمسة كان لها نصفه ودرهمان ونصف. (الدر المختار مع الشامي ٢٣٦/٤ زكريا، ١٠٤/٣ كراچی، مجمع الأنهر ٣٤٦/١ بيروت، بدر المنتقى في شرح الملتقى علىٰ هامش المجمع ٣٤٦/١، الهداية ٣٤٦/٢، بدائع الصنائع ٥٩٢/٢ زكريا)

مہر معجّل اور مؤجل

مہر معجّل نقد مہر کو کہتے ہیں، اور مہر مؤجل اُدھار کو کہتے ہیں، اور دونوں طرح مہر مقرر کرنا جائز ہے؛ لیکن بہتر یہ ہے کہ نقد ادا کر دیا جائے۔

عن عائشة رضي اللّٰه عنها قالت: لما هاجر رسول اللّٰه صلى اللّٰه تعالىٰ عليه وسلم خلفنا وخلف بناته، ثم قال أبوبكر: يا رسول اللّٰه! ما يمنعك أن تبتني بأهلك؟ قال: الصداق، فأعطاه أبوبكر اثنا عشرة أوقية ونشا، فبعث بها إلينا، وبنى بي رسول اللّٰه صلى اللّٰه تعالىٰ عليه وسلم في بيتي هٰذا الذي أنا فيه. (المعجم الكبير للطبراني ٢٤/٢٣ رقم: ٦٠)

إن النبي صلى اللّٰه عليه وسلم حين زوج عليًا فاطمة قال: يا علي لا

تدخل علیٰ أهلك حتى تقدم لهم شيئًا. (مجمع الزوائد على هامش بغية الرائد ٥٢٠/٤ رقم: ٧٤٩٨ بيروت، بحواله: فتاویٰ محموديه ٣٢٢/١٧ ميرٹھ)

ولها منعه من الوطء ودواعيه ...... لأخذ ما بين تعجيله من المهر أو قدر ما يعجل لمثلها عرفًا. (شامي ٢٩٠/٤ زكريا، ١٤٤/٣ كراچی)

لا خلاف لأحد أن تاجيل المهر إلىٰ غاية معلومة نحو شهر أو سنة صحيح، وإن كان لا إلىٰ غاية معلومة فقد اختلف المشائخ فيه قال بعضهم: يصح وهو الصحيح، وهٰذا لأن الغاية معلومة في نفسها، وهو الطلاق أو الموت. (الفتاویٰ الهندية ٣١٨/١، مجمع الأنهر ٥٢٨/١ بيروت، ومثله في التاتارخانية)

وإن قال: نصفه مؤجل ونصفه معجل كما جرت العادة ولم يزد على ذٰلك جاز الأجل. (الفتاویٰ التاتارخانية ١٩١/٤ رقم: ٥٩٣١ زكريا)

چٹا پٹی کے نکاح میں مہر کا حکم

چٹا پٹی کا نکاح (نکاحِ شغار) جس میں ایک عورت کے نکاح ہی کو دوسری عورت کے لئے مہر مقرر کیا جاتا ہے، یہ نکاح اگرچہ بکراہت جائز ہے؛ لیکن اِس میں مہر مثل ضرور واجب ہوتا ہے، اور چٹا پٹی کی شرط لغو قرار پاتی ہے۔

ووجب مهر المثل في الشغار هو أن يزوجه بنته على أن يزوجه الآخر بنته أو أخته مثلاً معاوضةً بالعقدين وهو منهى عنه لخلوه عن المهر، فأوجبنا منه مهر المثل فلم يبق شغارًا. (الدر المختار مع الشامي ٢٣٧/٤-٢٣٨ زكريا، البحر الرائق ١٥٦/٣، مجمع الأنهر ٥١٢/١ بيروت)

قال ابن الهمام: وإنما قيد به؛ لأنه لو لم يقل على أن يكون بضع كل صداقًا للأخرىٰ أو معناه، بل قال: زوجتك بنتي على أن تزوجني بنتك، ولم يزد عليه فقبل، جاز النكاح اتفاقًا، ولا يكون شغارًا أو لو زاد قوله: عن أن يكون

بضع بنتي صداقًا لبنتك فلم يقبل الآخر؛ بل زوجه ابنته ولم يجعل صداقًا كان نكاح الثاني صحيحًا اتفاقًا. (مرقاة المفاتيح ٣٠٥/٦، بحواله: فتاویٰ محموديه ٦٨١/١٠ ڈابهيل)

بیوی کے مرنے کے بعد مہر کا مالک کون؟

اگر بیوی کا انتقال ہوجائے اور شوہر نے اَب تک مہر ادا نہ کیا تھا، تو یہ مہر بیوی کے ترکہ میں شامل ہوکر حسبِ حصصِ شرعیہ اس کے وارثین میں تقسیم کیا جائے گا، یعنی اَولاد کی عدم موجودگی میں نصف مہر کا حق دار شوہر ہوگا، اور بقیہ آدھا بیوی کے ورثہ میں شرعی حصوں کے اعتبار سے تقسیم ہوگا۔ اور اگر اولاد ہوتو کل مہر میں سے ربع (ایک چوتھائی) شوہر کا حصہ ہوگا، اور باقی بیوی کے ورثہ میں تقسیم ہوگا۔ (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند ۲۴۷/۸)

قال اللّٰه تبارك وتعالىٰ: ﴿وَلَكُمْ نِصْفُ مَا تَرَكَ اَزْوَاجُكُمْ اِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّهُنَّ وَلَدٌ﴾ [النساء، جزء آيت: ١٢]

مہر کے بدلے جائیداد یا مکان دینا

اگر کسی نے بیوی کو متعینہ مہر کے بدلے کوئی مکان، فلیٹ یا جائیداد کا حصہ دے دیا اور بیوی اُس کو لینے پر راضی ہوجائے تو اُس کا مہر ادا ہوجائے گا۔ (مستفاد: فتاویٰ دارالعلوم دیوبند ۲۴۷/۸)

أعطاها مالاً، وقال: من المهر، وقالت: من النفقة. فالقول للزوج إلا أن تقيم هي البينة. (الفتاوىٰ الهندية ٣٢٢/١، الهداية ٣٣٧/٢ المكتبة الأشرفية ديوبند)

جب مہر میں معجّل یا مؤجل کی قید نہ ہوتو کیا حکم ہے؟

اگر مہر میں نصف معجّل اور نصف غیر معجّل ہوتو بقدر معجّل مہر وصول کرنے سے پہلے بیوی اپنے آپ کو شوہر سے دور رکھ سکتی ہے، اور اگر معجّل اور مؤجل کی کوئی قید نہ ہوتو پھر برادری کے عرف ورواج کو دیکھا جائے گا، اگر عرف میں مہر کا کوئی حصہ نقد ادا کیا جاتا ہے، تو وہ دے دیا جائے اور اگر یہ عرف نہ ہوتو بیوی کے لئے شوہر کی وفات یا طلاق سے پہلے غیر معین مہر طلب

کرنے کی اجازت نہیں۔ (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند ۲۸۸/۸)

لا خلاف لأحد أن تأجيل المهر إلىٰ غاية معلومةٍ نحو شهر أو سنة صحيح، وإن كان لا إلىٰ غايةٍ معلومةٍ فقد اختلف المشائخ فيه، قال بعضهم: يصح، وهٰذا لأن الغاية معلومة في نفسها وهو الطلاق أو الموت. (الفتاوىٰ الهندية زكريا ۳۱۸/۳، فتاوىٰ دارالعلوم ديوبند ۲۵۰/۸ زكريا)

ولو دخل الزوج أو خلا بها برضاها، فلها أن تمنع نفسها عن السفر بها، حتى تستوفى جميع المهر علىٰ جواب الكتاب، والمعجل في ديارنا عند أبي حنيفة …… وإن بينوا قدر المعجل يعجل ذٰلك، وإن لم يبينوا شيئًا ينظر إلى المرأة وإلى المهر المذكور في العقد أنه كم يكون المعجل لمثل هٰذه المرأة من مثل هٰذا المهر فيجعل ذٰلك معجلاً، ولا يقدر بالربع ولا بالخمس وإنما ينظر إلى المتعارف، وإن شرطوا في العقد تعجيل كل المهر يجعل الكل معجلاً ويترك العرف. (الفتاوىٰ الهندية ۳۱۷/۱-۳۱۸ زكريا، البحر الرائق ۱۷۸/۳ كوئٹه)

مرض الموت میں مہر معاف کرانے سے معاف نہیں ہوتا

بیوی کے مرض الموت میں شوہر کے لئے مہر معاف کرانا شرعاً معتبر نہیں ہے؛ کیوں کہ یہ معافی محض رسمی ہوتی ہے، دلی رضامندی سے نہیں ہوتی؛ لہٰذا ایسی صورت میں مہر کی رقم بیوی کے ترکہ میں شامل ہوکر اس کے وارثین میں شرعی حصوں کے اعتبار سے تقسیم ہوگی۔

(قوله وصح حطها) أي حط المرأة من مهرها؛ لأن المهر في حالة البقاء حقها، والحط يلاقيه حالة البقاء، ولا بد في صحة حطها من أن لا تكون مريضة مرض الموت. (البحر الرائق ۱۵۱/۳ كوئٹه)

نکاح کے بعد مہر میں کمی زیادتی کرنا

نکاح کے بعد اگر شوہر یا بیوی نے متعینہ مہر میں کمی زیادتی کی، اور اُس کو برضا ورغبت

دوسرے نے قبول کرلیا، تو اصل مہر کے ساتھ یہ کمی زیادتی بھی لازم ہوجائے گی۔ (مستفاد: فتاویٰ دارالعلوم دیوبند ۸/۲۵۲)

أو زید علیٰ ما سمی فإنها تلزمه بشرط قبولها في المجلس أو قبول ولي الصغیر. (شامي ٤/٢٤٦ زکریا)

وصح حطها لكله أو بعضه عنه. (شامي مع الدر المختار ٤/٢٤٨ زکریا)

(قوله: صح حطها) أي حط المرأة من مهرها، أطلقه فشمل حط الكل أو البعض، وشمل ما إذا قبل الزوج أو لم يقبل، بخلاف الزيادة؛ فإنه لا بد في صحتها من قبولها في المجلس. (البحر الرائق ٣/١٥٠ کوئٹه)

دینِ مہر کے بدلہ زیورات دینا

دینِ مہر کے بدلے اگرلڑکے والے زیور دیتے وقت ادائے مہر کی نیت کرلیں، اور اُن زیورات کا لڑکی کو پوری طرح مالک اور متصرف بنادیں، تو یہ مہر کی ادائیگی کی سب سے آسان شکل ہے، اور اِس طرح بیوی کا مہر ادا ہوجائے گا۔ (دینی مسائل اور اُن کا حل ۲۴۲، فتاویٰ دارالعلوم دیوبند ۸/۳۵۴)

قال الله تعالیٰ: ﴿وَاٰتُوا النِّسَآءَ صَدُقٰتِهِنَّ نِحْلَةً﴾ [النساء، جزء آیت: ٤]

أعطاها مالاً وقال من المهر وقالت من النفقة، فالقول للزوج إلا أن تقيم هي البينة، كذا في فتح القدير. (الفتاویٰ الهندية ١/٣٢٢)

ومن بعث إلیٰ امرأته شيئًا فقالت: هو هدية، وقال: هو من المهر، فالقول قوله في غير المهيا للأكل كالعسل والسمن. (الفتاویٰ الهندية ١/٣٢٢)

نکاح کے وقت مقدارِ مہر میں زوجین کا اختلاف

عقدِ نکاح میں طے شدہ مہر کے بارے میں اگر میاں بیوی کا اختلاف ہوجائے، مثلاً شوہر کم مہر کا دعویٰ کرتا ہے اور بیوی زیادہ مہر بتاتی ہے، اور بینہ کسی کے پاس نہیں ہے، تو ایسی

صورت میں شوہر کے قول کا اعتبار ہوگا، اور اگر دونوں اپنے دعوے پر بینہ پیش کردیں تو عورت کا بینہ قبول کیا جائے گا۔ (مستفاد: امداد الفتاویٰ ۴/۲۹۲ زکریا)

وإن اختلفا في قدره حال قيام النكاح ...... إن أقاما البينة فبينتها مقدمة إن شهد له مهر المثل، وبينته مقدمة إن شهد مهر المثل لها؛ لأن البينات لا ثبات خلاف الظاهر. (الدر المختار مع الشامي / كتاب النكاح ٢٩٧/٤ زكريا)

اختلف الزوجان في قدره بأن ادعى ألفًا وهي ألفين ...... وإن برهنا فللمرأة شامل لما إذا كان مهر المثل شاهدًا له أو لها أو بينها، وفي الأول البينة بينتها ...... وأما في الثاني ففيه اختلاف: قال بعضهم يقضي بينتها أيضًا ...... وقال بعضهم: يقضي ببينة الزوج. (البحر الرائق ١٨٠/٣-١٨١)

زبردستی مہر ہبہ کرانے کا حکم

اگر عورت کو ڈرا دھما کر مہر ہبہ کرنے پر مجبور کیا جائے، تو اِس ہبہ کا شرعاً کوئی اعتبار نہیں۔ اور شوہر کے ذمہ علیٰ حالہ مہر باقی رہے گا۔

خوّفها الضرب حتى وهبت مهرها لم يصح لو قادرًا على الضرب. (الدر المختار مع الشامي، كتاب النكاح / باب المهر ٢٤٨/٤ زكريا)

❍❖❍

چند رسومات ومنکراتِ نکاح

''شادی'' کو ''سادی'' بنایئے!

اسلام میں نکاح ایک بامقصد اور پروقار عمل ہے، خود حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے نکاح کو پیغمبروں کی سنت قرار دیا ہے۔ (ترمذی شریف ۱/۳۰۶ حدیث: ۱۰۸۰)

اِس لئے ہونا تو یہ چاہئے کہ نکاح کی تقریبات میں شرعی حدود کا مکمل خیال رکھا جائے، اور کوئی ایسا عمل اس میں شامل نہ کیا جائے جو شرعاً ممنوع ہو؛ لیکن نہایت افسوس کا مقام ہے کہ آج کل نکاح کی تقریبات میں کھل کر شرعی احکام کی پامالی کی جاتی ہے، اور خوشی کی مدہوشی میں ہم اپنے خالق ومالک اللہ رب العزت اور اپنے محبوب پیغمبر حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کی ہدایات کو قطعاً نظر انداز کر جاتے ہیں۔

خصوصاً جس شخص کے پاس ذرا مالی وسعت ہوتی ہے تو وہ اپنے یہاں شادی کی تقریب اِس انداز میں منانے کی کوشش کرتا ہے جو پورے علاقہ کے لئے بے مثال اور بے نظیر بن جائے، لاکھوں لاکھ روپئے شادی ہال کے کرایوں، لائٹنگ اور ڈیکوریشن پر خرچ کردئے جاتے ہیں، کھانے پینے کی اشیاء کے تنوع میں ہر ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی فکر کرتا ہے، پھر ایک ایک مرد وعورت مہمان کی ''مووی اور ویڈیو'' بنائی جاتی ہے۔ مردوں اور عورتوں کا اختلاط ہوتا ہے، اور کہیں کہیں اسکرین لگا کر مردوں کا مجمع عورتوں میں اور عورتوں کا مجمع مردوں میں دکھایا جاتا ہے، اور حیا باختہ نوجوان ان باتوں سے لذت اندوز ہوتے دکھائی دیتے ہیں، ان باتوں کی وجہ سے شادی کی تقریب منکرات وفواحش کی آماج گاہ بن کر رہ جاتی ہے۔

اس کے علاوہ جہیز کا دکھاوا، ٹونے ٹوٹکے والی رسومات کی پابندیاں اور برادری اور معاشرے کے دباؤ میں جاہلانہ اور فرسودہ باتوں پر اعتماد یہ ایسی دل خراش چیزیں ہیں، جن کی بنا پر ہمارے معاشرہ میں ''شادی'' اَب [شادی کے بجائے] بربادی بنتی جارہی ہے، اور ان خود ساختہ پابندیوں کی بنا پر خصوصاً متوسط اور غریب طبقہ کے لئے شادی کرنا ایک بڑا بوجھ بنتا جارہا ہے، جس کی وجہ سے کتنی ہی لڑکیاں شادیوں سے محروم بیٹھی ہیں اور ماں باپ کی راتوں کی نیند اور دن کا چین ختم کرنے کا سبب بن چکی ہیں۔

عن أبي أیوب رضي اللّٰہ عنہ قال: قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم: أربع من سنن المرسلین: الحیاء والتعطر والسواك والنکاح. (سنن الترمذي ۱/۲۰۶ رقم: ۱۰۸۰)

اللہ رسول بھی راضی ہیں یا نہیں؟

آج شادی کے موقع پر ہماری خواہش ہوتی ہے کہ خاندان، پاس پڑوس، دوست واحباب حتی کہ گھر کے نوکر چاکر سب کے سب خوش ہوجائیں کوئی ناراض نہ رہے۔ اسی لئے اگر کسی رشتہ دار سے ناچاقی ہوتی ہے تو تقریب سے پہلے اس کی خوشامد درامد کرکے اسے تقریب میں شرکت پر آمادہ کیا جاتا ہے، ملازموں کی منہ مانگی مرادیں پوری کی جاتی ہیں؛ کیوں کہ ''شادی'' کی خوشی میں سب کو شامل کرنا مقصود ہوتا ہے؛ لیکن سوچنے کی بات یہ ہے کہ ہم اپنی تقریبات میں جس طرح رشتہ داروں اور دوستوں کی خوشنودی کا خیال رکھتے ہیں، کیا اسی طرح اللہ اور اس کے مقدس پیغمبر کی خوشنودی کے حصول کا جذبہ بھی ہمارے اندر پایا جاتا ہے؟ کیا ہم نے کبھی سوچا کہ اگر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہماری منکرات بھری تقریبات دیکھ لیں تو آپ کو خوشی ہوگی یا ناگواری؟ ظاہر ہے کہ اسراف اور فضول خرچی اور منکرات دیکھ کر ہمارے آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ہرگز خوشی نہیں ہوسکتی؛ بلکہ یقیناً ناگواری ہوگی؛ اس لئے کہ قرآنِ کریم میں اسراف وتبذیر کی صراحۃً ممانعت وارد ہے۔ ارشادِ خداوندی ہے:

وَلَا تُبَذِّرْ تَبْذِيْرًا. اِنَّ الْمُبَذِّرِيْنَ كَانُوْا اِخْوَانَ الشَّيٰطِيْنِ، وَكَانَ الشَّيْطٰنُ لِرَبِّهٖ كَفُوْرًا. (بنی اسرائیل: ۲۶-۲۷)

اور (اپنے مال کو فضول اور بے موقع) مت اُڑاؤ، یقیناً بے جا اُڑانے والے شیطانوں کے بھائی ہیں، اور شیطان اپنے رب کا ناشکرا ہے۔

اِسی بنا پر پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا:

إِنَّ أَعْظَمَ النِّكَاحِ بَرَكَةً أَيْسَرُهُ مَؤُنَةً. (مشکوٰۃ شریف ۲/۲۶۸)

یعنی سب سے بابرکت نکاح وہ ہے جس میں سب سے کم مشقت ہو۔

تو جب شریعت کا حکم اسراف وتبذیر سے بچنے کا اور نکاح کو آسان بنانے کا ہے، تو ہماری نکاح کی تقریبات جن میں کھل کر فضول خرچیاں ہوتی ہیں اور احکام شریعت کی دھجیاں اڑائی جاتی ہیں، اُن سے پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خوشی کیسے نصیب ہوسکتی ہے؟

اور جس تقریب سے اللہ اور رسول راضی نہ ہوں، تو اگر اس سے پوری دنیا بھی خوش ہوجائے، مگر اس تقریب میں برکت نہیں آسکتی، اس کے برخلاف جس تقریب سے اللہ اور اس کے پیغمبر خوش ہوں تو وہی بابرکت ہوگی اگرچہ پوری دنیا ناراض ہوجائے، ہر صاحب ایمان کو یہ حقیقت ضرور پیش نظر رکھنی چاہئے اور اپنی سبھی تقریبات کو شریعت کے دائرہ میں رہ کر انجام دینے کا عزم کرنا چاہئے۔ خاص طور پر اگر برادری کے بااثر حضرات اور ائمہ مساجد اس بارے میں مسلسل سنجیدہ کوشش کریں، تو اِن شاء اللہ اصلاح کی اُمید زیادہ ہے۔

منکرات ورسومات والی شادی میں علماء اور مقتداء لوگوں کا شریک ہونا

رسومات والی شادی اور تقریبات میں شرکت کرنا جائز نہیں، خاص کر علماء، ائمہ اور مقتداء لوگوں کو علم

ہونے کے بعد منکرات والی شادی میں شرکت کرکے اُن کی حوصلہ افزائی نہیں کرنی چاہئے، اور حکمتِ عملی کے ساتھ منکرات میں متعدد حضرات کی اصلاح کی کوشش کرنی چاہئے۔ (مستفاد: فتاویٰ محمودیہ ۱۱/۲۴۸ ڈابھیل)

دعي إلى وليمة وثمه لعب أو غناء، قعد وأكل لو المنكر في المنزل، فلو على المائدة لا ينبغي أن يقعد؛ بل يخرج معرضًا لقوله تعالىٰ: ﴿فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرٰى مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ﴾ فإن قدر على المنع فعل، وإلا يقدر صبر، إن لم يكن عن من يقتدي به، فإن كان مقتدي ولم يقدر على المنع خرج ولم يقعد؛ لأن فيه شَينٌ للدين، وإن علم أولاً باللعب لا يحضر أصلاً، سواء كان ممن يقتدي به أو لا؛ لأن حق الدعوة إنما يلزمه بعد الحضور لا قبله. (الدر المختار مع الشامي ٣٤٧/٦ كراچی)

وقال: لا بأس بأن يقعد ويأكل، قال أبو حنيفة: ابتليت بهٰذا مرة لما ذكرنا أن إجابة الدعوة أمر مندوب إليه فلا يترك لأجل معصية توجد من الغير، هٰذا إذا لم يعلم به حتى دخل، فإن علمه قبل الدخول يرجع ولا يدخل، قيل: هٰذا إذا لم يكن إمامًا يقتدىٰ به فإن كان لا يمكث؛ بل يخرج لأن في المكث استحقاقًا بالعلم والدين، وتجرئة لأهل الفسق على الفسق وهٰذا لا يجوز. (بدائع الصنائع ٣٠٨/٤ زكريا)

نکاح میں فضول خرچی

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: أَعْظَمُ النِّكَاحِ بَرَكَةً أَيْسَرُهُ مَؤُنَةً. (مشكاة المصابيح ٢٦٨) یعنی سب سے زیادہ بابرکت نکاح وہ ہے جس میں کم سے کم تکلفات ہوں؛ لہٰذا تقریب نکاح کی مسنون صورت یہی ہوگی کہ اس میں تمام رسوم ورواج تکلفات اور معاصی سے بالکلیہ اجتناب کیا جائے اور ہر اعتبار سے سادگی کا مظاہرہ کیا جائے، نکاح کی مجلس مسجد میں منعقد کرنا افضل ہے؛ تاہم نکاح کے دوران مسجد کے آداب کو ملحوظ رکھنا بھی ضروری ہے، مثلاً وہاں شوروشغب نہ مچایا جائے اور مسجد کے فرش وغیرہ کو خراب نہ کیا جائے۔ (طحاوی شریف ۲/۲۵)

عن عائشة رضي الله عنها قالت: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: أَعْلِنُوْا هٰذَا النِّكَاحَ، وَاجْعَلُوْهُ فِيْ الْمَسَاجِدِ، وَاضْرِبُوْا عَلَيْهِ بِالدَّفِّ. (سنن الترمذي ٢٠٧/١، مشكاة المصابيح ٢٧٢ قديم)

ذیل میں موجودہ دور میں مروج نکاح کی چند رسومات ومنکرات کا ذکر کیا جارہا ہے، انہیں کے ذریعہ اس طرح کی دیگر رسومات کا حکم بھی معلوم کیا جاسکتا ہے:

منگنی کی باقاعدہ تقریب

شادی سے پہلے باقاعدہ منگنی کی تقریب کی کوئی اصل نہیں ہے، اِس طرح کی مسرفانہ رسومات قابلِ ترک ہیں؛ البتہ فریقین کے چند ذمہ دار لوگ جمع ہوکر مشورہ کرکے تاریخ وغیرہ طے کریں، تو اِس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ (مستفاد: بہشتی زیور ۶/۲۱-۲۲)

قال اللّٰہ تعالیٰ: ﴿وَلَا تُبَذِّرْ تَبْذِيْرًا. اِنَّ الْمُبَذِّرِيْنَ كَانُوْا اِخْوَانَ الشَّيٰطِيْنِ﴾ [بني إسرائيل: ٢٦-٢٧]

وقال: هل أعطيتنيها؟ فقال: أعطيت إن كان المجلس للوعد فوعد، وإن كان للعقد فنكاح. (شامي ١١/٣ كراچى، الدر المختار ١٨٨/١ زكريا)

والتبذير إنفاق المال في غير حقه، ولا تبذير في عمل الخير. (تفسير القرطبي ٢٤٧/١٠)

مہندی کی رسم

شادی کے موقع پر لڑکی کو زینت کے لئے مہندی وغیرہ لگانے کی اجازت ہے؛ لیکن اِس کے لئے باقاعدہ تقریب کا اہتمام ثابت نہیں، یہ بے جا تکلف اور اِسراف ہے، اور مرد کے لئے ہاتھ پیروں میں برائے زینت مہندی لگانا درست نہیں؛ کیوں کہ اِس میں عورتوں سے مشابہت لازم آتی ہے۔

عن ابن عمر رضي اللّٰه عنهما قال: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: من تشبه بقوم فهو منهم. (سنن أبي داؤد، كتاب اللباس / باب في لبس الشهرة ٥٥٩/٢ رقم: ٤٠٣١ دار الفكر بيروت، مشكاة المصابيح، كتاب اللباس / الفصل الثاني ٣٧٥/٢)

قال عليه الصلاة والسلام: كل شيء يلهو به ابن آدم فهو باطل. (المسند للإمام أحمد بن حنبل ١٤١/٤ رقم: ١٧٤٧٠)

عن ابن عباس رضي اللّٰه عنهما قال: لعن رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم

المتشبهين من الرجال بالنساء والمتشبهات من النساء بالرجال. (صحيح البخاري ۸۷۴/۲)

الحناء سنة للنساء، ويكره لغيرهن من الرجال، إلا أن يكون لعذر؛ لأنه تشبه بهن، والثاني: من يتكلف أخلاق النساء وحركاتهن وسكناتهن وزينتهن، فهٰذا هو المذموم الذي جاء في الحديث لعنهم. (مرقاة المفاتيح ۲۱۶-۱۷/۸)

سندور لگانا

شادی کے وقت دولہن کے بالوں میں سندور لگانے کی رسم ایک ہندوانہ رسم ہے، جس کا استعمال مسلمانوں کے لئے جائز نہیں، اس سے احتراز ضرور کرنا چاہئے۔

عن ابن عمر رضي اللّٰه عنهما قال: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: من تشبه بقوم فهو منهم. (سنن أبي داؤد، كتاب اللباس / باب في لبس الشهرة ۵۵۹/۲ رقم: ۴۰۳۱ دار الفكر بيروت، مشكاة المصابيح، كتاب اللباس / الفصل الثاني ۳۷۵/۲)

قال القاري: أي من شبّه نفسه بالكفار مثلاً في اللباس وغيره، أو بالفساق أو الفجار، أو بأهل التصوف والصلحاء الأبرار "فهو منهم": أي في الإثم أو الخير عند اللّٰه تعالىٰ ...... الخ. (بذل المجهود، كتاب اللباس / باب في لبس الشهرة ۵۹/۱۲ مكتبة دار البشائر الإسلامية، وكذا في مرقاة المفاتيح، كتاب اللباس / الفصل الثاني ۲۵۵/۸ رقم: ۴۳۴۷ رشيدية، وكذا في فيض القدير شرح الجامع الصغير ۵۷۴۳/۱۱ رقم: ۸۵۹۳ نزار مصطفىٰ الباز رياض)

اُبٹن کی رسم

اُبٹن کی مروجہ رسم جس میں اجنبی لڑکے لڑکیاں اکٹھے ہوتے ہیں اور بے حیائی کی باتیں اور اعمال ہوتے ہیں شرعاً جائز نہیں ہے، اگر بدن کی محض صفائی مقصود ہے، تو تنہائی میں اُبٹن لگالیں، اِس کے لئے باقاعدہ تقریب کرنا محض رسم اور اسراف ہے۔ (بہشتی زیور ۲۳/۶)

عن ابن عمر رضي اللّٰه عنهما قال: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه

وسلم: من تشبه بقوم فهو منهم. (سنن أبي داؤد، كتاب اللباس / باب في لبس الشهرة ٥٥٩/٢ رقم: ٤٠٣١ دار الفكر بيروت، مشكاة المصابيح، كتاب اللباس / الفصل الثاني ٣٧٥/٢)

قال عليه الصلاة والسلام: كل شيء يلهو به ابن آدم فهو باطل. (مستفاد: المسند للإمام أحمد ١٤١/٤ رقم: ١٧٤٧٠)

محرم میں شادی کو منحوس سمجھنا

محرم کے مہینہ میں شادی بیاہ کرنا بالکل حلال ہے، اِس میں کوئی کراہت بھی نہیں، جو لوگ شیعیت سے متأثر ہوکر اِس مہینہ میں نکاح کے حرام ہونے کا عقیدہ رکھتے ہیں، اُن کو اپنے ایمان کی خیر منانی چاہئے۔ (مستفاد: فتاویٰ رحیمیہ ۱۱۵/۲ کراچی، امداد المفتیین ۱۵۶)

قال النبي صلى الله عليه وسلم: لا يحل لامرأة تؤمن بالله أن تحد علىٰ ميت فوقَ ثلاث ليالٍ إلا على زوج أربعة أشهر وعشرًا. (صحيح البخاري ٨٠٣/٢ رقم: ٥١٢٨، صحيح مسلم ٤٨٦/١، السنن الكبرىٰ للبيهقي ٣٧٩/١)

عن سعد بن مالك رضي الله عنه أن رسول الله صلى الله عليه وسلم كان يقول: لا هامة ولا عدوىٰ ولا طيرة. (سنن أبي داؤد ٥٤٨/٢)

عن ابن عمر رضي الله عنهما أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: لا عدوىٰ ولا طيرة والشؤم في ثلاث في المرأة والدار والدابة. (صحيح البخاري / باب الطيرة ٨٥٦/٢ رقم: ٥٥٣٩)

شادی کے لئے بعض تاریخوں کو متعین منحوس سمجھنا؟

بعض لوگ شادی کی تاریخ طے کرنے میں بعض تاریخوں کو منحوس سمجھتے ہیں، یہ درست نہیں ہے۔ اِسلام میں کسی خاص دن یا مہینہ کو منحوس سمجھنے کا کوئی تصور نہیں ہے، یہ غیروں کا طریقہ ہے۔ (مستفاد: فتاویٰ محمودیہ ۱۹۶/۱۱ ڈابھیل)

سئل نفع الله بعلومه: السوال عن النحس والسعر وعن الأيام والليالي

التي تصلح لنحو السفر والانتقال ما يكون جوابه؟ فأجاب: من يسأل عن النحس وما بعده لا يجاب إلا بالإعراض عنه، وتسفيه ما فعله، ويبين له قبحة، وأن ذٰلك من سنة اليهود لا من هدى المسلمين. (الفتاویٰ الحديثية ٤١-٤٢ لابن حجر الهيثمي)

سہرا باندھنا

شادی میں دولہا کو سہرا [پھولوں یا موتیوں کی لڑیاں جو دولہا کے سر سے چہرے تک لٹکائی جاتی ہیں۔ (فیروز اللغات)] باندھنا ایک ہندوانہ بے اصل رسم ہے، اس کا ترک کرنا لازم ہے۔ (بہشتی زیور ۶/۲۵ کراچی) البتہ نکاح کے وقت باوقار انداز میں عمامہ باندھنا بہتر ہے۔

عن ابن عمر رضي اللّٰه عنهما قال: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: من تشبه بقوم فهو منهم. (سنن أبي داؤد، كتاب اللباس / باب في لبس الشهرة ٢/٥٥٩ رقم: ٤٠٣١ دار الفكر بيروت، مشكاة المصابيح، كتاب اللباس / الفصل الثاني ٢/٣٧٥)

قال القاري: أي من شبّه نفسه بالكفار مثلاً في اللباس وغيره، أو بالفساق أو الفجار، أو بأهل التصوف والصلحاء الأبرار "فهو منهم": أي في الإثم أو الخير عند اللّٰه تعالىٰ ...... الخ. (بذل المجهود، كتاب اللباس / باب في لبس الشهرة ١٢/٥٩ مكتبة دار البشائر الإسلامية، وكذا في مرقاة المفاتيح، كتاب اللباس / الفصل الثاني ٨/٢٥٥ رقم: ٤٣٤٧ رشيدية، وكذا في فيض القدير شرح الجامع الصغير ١١/٥٧٤٣ رقم: ٨٥٩٣ نزار مصطفىٰ الباز رياض)

عن ركانة عن النبي صلى اللّٰه عليه وسلم قال: فرق ما بيننا وبين المشركين العمائم على القلانس. (سنن الترمذي ٣٠٨/١، سنن أبي داؤد ٥٦٣/٢)

شادی کی کار کو پھولوں سے سجانا

شادی میں نوشہ کی کار کا سجانا کوئی پسندیدہ عمل نہیں ہے؛ اِس لئے کہ اِس سجاوٹ سے کوئی دینی یا دنیوی فائدہ متحقق نہیں ہوتا، یہ صرف وقتی زینت ہے اور مال کا بے جا استعمال ہے، اس سے احتراز کرنا چاہئے۔

عن المغيرة بن شعبة رضي اللّٰه عنه قال: قال النبي صلى اللّٰه عليه وسلم: إن اللّٰه حرّم عليكم عقوق الأمهات – إلى قولهٖ – وكثرة السوال وإضاعة المال. (صحيح البخاري ۱/ ۲۰۰ رقم: ۱٤٥٥ ف: ۱٤۷۷)

عن عائشة رضي اللّٰه تعالىٰ عنها أن النبي صلى اللّٰه عليه وسلم خرج في غزاةٍ فأخذت نمطًا فسترته على الباب، فلما قدم فرأى النمط فجذبه حتى هتكه، ثم قال: إن اللّٰه لم يأمرنا أن نكسو الحجارة والطين. (صحيح مسلم ۲/ ۲۰۰)

شادی میں لائٹنگ

مہمانوں کی آمد یا شادی کی علامت کے طور پر معمول سے زائد کچھ لائٹیں لگادی جائیں تو اِس میں حرج معلوم نہیں ہوتا؛ لیکن آج کل جس طرح لائٹنگ میں تکلفات اور بے انتہاء اسراف کیا جاتا ہے اور لاکھوں روپئے محض سجاوٹ میں برباد کردئے جاتے ہیں، اِس کی شرعاً ہرگز اجازت نہیں دی جاسکتی، یہ بلاشبہ تبذیر میں داخل ہے اور شیطان کو خوش کرنے والا عمل ہے۔

قال اللّٰه تعالىٰ: ﴿وَلَا تُبَذِّرْ تَبْذِيْرًا﴾ [بنی إسرائیل، جزء آیت: ۲٦]

عن المغيرة بن شعبة رضي اللّٰه عنه قال: قال النبي صلى اللّٰه عليه وسلم: إن اللّٰه حرم عليكم عقوق الأمهات – إلىٰ قولهٖ – وكثرة السوال وإضاعة المال. (صحيح بخاري ۱/ ۲۰۰ رقم: ۱٤٥٥ ف: ۱٤۷۷)

دلہن کا کمرہ سجانا

دل خرچی اور اسراف سے بچتے ہوئے دلہن کا کمرہ مزین کرنے کی گنجائش ہے؛ لیکن اِس پر ہزاروں روپیہ خرچ کردینا جیسا کہ آج کل معمول بن گیا ہے، یہ شرعاً پسندیدہ نہیں ہے۔

قال اللّٰه تعالىٰ: ﴿وَلَا تُبَذِّرْ تَبْذِيْرًا. اِنَّ الْمُبَذِّرِيْنَ كَانُوْا اِخْوَانَ الشَّيٰطِيْنِ﴾ [بني إسرائيل: ۲٦–۲۷]

والتبذير إنفاق المال في غير حقه، ولا تبذير في عمل الخير. (تفسير القرطبي ۲٤۷/۱۰)

شادی میں بارات لے جانا

شادی کے موقع پر نام ونمود اور شہرت کے لئے کثیر تعداد میں لوگوں کو بارات کے نام پر لڑکی والوں کے یہاں لے کر جانا حضور اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے مبارک طریقوں کے خلاف ہے، اور لڑکی والوں پر بے جا ظلم اور وسعت سے زیادہ بوجھ ڈالنا ہے، جو ناجائز ہے؛ البتہ لڑکے (دولہا) کے ساتھ اس کے اہل خانہ میں سے چند افراد مثلاً: باپ، بھائی وغیرہ لڑکی والے کے یہاں اس کی اجازت سے چلے جائیں، تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

المستفاد: قال عليه السلام: المتباريان لا يجابان ولا يؤكل طعامهما، قال الإمام أحمد: يعني المتعارضين بالضيافة فخرًا ورياءً. (مشكاة المصابيح، كتاب النكاح / باب الوليمة ۲۷۹)

وفي استحباب المبادرة إلى الضيف بما تيسر الخ، وقد كره جماعة من السلف التكلف للضيف وهو محمول علىٰ ما يشق علىٰ صاحب البيت مشقة ظاهرة؛ لأن ذٰلك يمنعه من الإخلاص وكمال السرور بالضيف. (شرح النووي على صحيح المسلم ۱۷۷/۲)

شادی میں ڈھول باجا اور دَف بجانا

شادی وغیرہ کے موقع پر ڈھول تاشہ اور ڈی جے بجانا، اِسی طرح ''دف'' کے ساتھ گیت گانا جائز نہیں ہے، راجح اور محتاط قول یہی ہے کہ شروع اسلام میں شہرت واطلاع کے لئے ''دف'' کی اجازت تھی، بعد میں یہ اجازت منسوخ ہوگئی، اور موجودہ دور میں اس طرح کی مجالس میں دیگر منکرات بھی داخل ہوگئے ہیں، مثلاً لڑ کے لڑکیوں کا اختلاط اور فحش مضامین اور بے غیرتی والے اشعار پڑھنا، اس لئے آج کل اس کی مطلقاً ممانعت کرنی چاہئے۔ (مستفاد: امداد الفتاویٰ ۲۷۹/۲)

روایة ضرب الدف منسوخة کما نقله العیني في عمدة القاري. (الفتاویٰ التارتارخانیة ۱۸/۱۸۸ زکریا)

ومن یمنعه من العلماء یقول: کان هٰذا وأمثاله في ابتداء الإسلام ویؤید هٰذا القول ما أخرجه السیوطي في جامع الأحادیث الکبیر عن علي رضي اللّٰه عنه: نهی النبي صلی اللّٰه علیه وسلم عن ضرب الدف ولعب الصنج وضرب الزمارة. (جامع الأحادیث الکبیر ۸/۳۹ رقم: ۲۴۲۸۷)

عن علي عن النبي صلی اللّٰه علیه وسلم قال: تمسخ طائفة من أمتي قردة وطائفة خنازیر ویخسف بطائفة ویرسل علیٰ طائفة منهم الریح العقیم بأنهم شربوا الخمر ولبسوا الحریر واتخذوا القیان وضربوا بالدف. (کنز العمال ۱۵/۹۷ رقم: ۴۰۶۷۰، عمدة القاري ۱۲/۵۰، الفتاویٰ التاتارخانیة ۱۸/۱۸۵ زکریا)

جہیز کی نمائش کرنا

مجمع عام میں جہیز کے سامان کی نمائش کرنا یا ایک ایک چیز کا نام کے ساتھ اعلان کرنا اور اُس کی فہرست پیش کرنا جیسا کہ بعض جگہوں پر رواج ہے یہ سب جہالت کی باتیں ہیں، ان سے ہر مسلمان کو احتراز کرنا چاہئے۔ (مستفاد: فتاویٰ محمودیہ ۱۱/۱۹۵ ڈابھیل)

المستفاد: قال علیه السلام: من سمّع سمع اللّٰه به ومن یرائي یرائ اللّٰه له. (صحیح البخاري ۲/۹۶۲، سنن الترمذي ۲/۶۳، انوار نبوت ۶۹۹)

تلک کی رسم

رشتہ یا شادی کے وقت لڑکے والوں کی طرف سے لڑکی والوں سے نقد رقم کا مطالبہ کرکے لینا ''تلک'' کہلاتا ہے، یہ رسم قطعاً حرام اور ممنوع ہے۔ اسلام میں اس کی ہرگز اجازت نہیں، ایسی رقم اگر لے لی جائے تو اس کو لڑکی والوں کو واپس کرنا لازم ہے۔

عن أبي حرة الرقاشي عن عمه رضي اللّٰه عنه قال: قال رسول اللّٰه صلی

اللّٰه عليه وسلم: ألا لا تظلموا! ألا لا يحل مال امرء إلا بطيب نفس منه. (مشكاة المصابيح / باب الغصب والعارية، الفصل الثاني ٢٥٥، مرقاة المفاتيح / باب الغصب والعارية، الفصل الثاني ١١٨/٦، المسند للإمام أحمد بن حنبل ٧٢/٥، شعب الإيمان للبيهقي ٣٨٧/٤ رقم: ٥٤٩٢ بيروت)

عن أبي حميد الساعدي رضي اللّٰه عنه أن النبي صلى اللّٰه عليه وسلم قال: لا يحل لامرئ أن يأخذ مال أخيه بغير حقه، وذٰلك لما حرم اللّٰه مال المسلم على المسلم. (المسند للإمام أحمد بن حنبل ٤٢٥/٥ رقم: ٢٤٠٠٣)

إن أخذه من غير عقد لم يملكه ويجب عليه أن يرده علىٰ مالكه إن وجد المالك. (بذل المجهود ٣٧/١، انوار نبوت ٧٠٥)

لا يجوز لأحد من المسلمين أخذ مال أحد بغير سبب شرعي. (الفتاویٰ الهندية، كتاب الحدود / الباب السابع، فصل في التعزير ١٦٧/٢ زكريا، البحر الرائق ٧٢/٥، قواعد الفقه ص: ١١٠ المكتبة الأشرفية ديوبند، شامي ١٠٦/٦ زكريا)

شادی میں رشتہ داروں کے لئے لین دین کی رسم

شادی کی تقریب میں رشتہ داروں کا لازمی طور پر ہدایا اور تحائف وغیرہ کا لین دین جو اِس اُمید کے ساتھ دیا جاتا ہے کہ جب دینے والے کے یہاں تقریب ہوگی تو اُسے بھی اِسی طرح یا اِس سے بڑھ کر تحائف ملیں گے، یہ بلا وجہ زیر بار کرنے والی رسم ہے اور ایک طرح کا خاندانی دباؤ ہے۔ چنانچہ اکثر یہ لین دین دل کی خوشی کے ساتھ نہیں ہوتا؛ بلکہ عزت بچانے کی خاطر ہوتا ہے، اور بہت سے کم وسعت والے لوگ اِن رسوم کی ادائیگی میں مجبوراً مقروض بھی ہوجاتے ہیں، اِس لئے ایسی رسومات ناجائز اور قابلِ ترک ہیں۔ (کفایت المفتی ۷۰/۹، باقیاتِ فتاویٰ رشیدیہ ۲۵۱)

عن أبي حرة الرقاشي عن عمه رضي اللّٰه عنه قال: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: ألا لا تظلموا! ألا لا يحل مال امرء إلا بطيب نفس منه. (مشكاة المصابيح / باب الغصب والعارية، الفصل الثاني ٢٥٥، مرقاة المفاتيح / باب الغصب والعارية، الفصل الثاني

١١٨/٦، المسند للإمام أحمد بن حنبل ٧٢/٥، شعب الإيمان للبيهقي ٣٨٧/٤ رقم: ٥٤٩٢ بيروت)

لا يجوز لأحد من المسلمين أخذ مال أحد بغير سبب شرعي. (الفتاویٰ الهندية، كتاب الحدود / الباب السابع، فصل في التعزير ١٦٧/٢ زكريا، البحر الرائق ٧٢/٥، قواعد الفقه ص: ١١٠ المكتبة الأشرفية ديوبند، شامي ١٠٦/٦ زكريا)

شادی میں بھات

جب بھانجی کی شادی ہوتی ہے تو ماموں اور دیگر ننہیالی رشتہ داروں کی طرف سے بھات کی رسم ادا ہوتی ہے، جس میں جوڑے، کپڑے، استعمالی چیزیں، نقدی اور دیگر سامان ماموں اور ممانیوں کی طرف سے بھانجی کو دیا جاتا ہے، اور نہ دینے پر زندگی بھر شکوہ شکایت ہوتا ہے، یہ محض ہندوانہ رسم ہے؛ البتہ رسم منائے بغیر بھانجی کے ساتھ صلہ رحمی کرنا فی نفسہٖ ایک امر مستحسن اور مباح کام ہے، جس میں نام ونمود اور ریا نہ ہو، اور نہ دینے پر کسی قسم کا شکوہ شکایت بھی نہ ہونا چاہئے۔

عن ابن عمر رضي اللّٰه عنهما قال: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: من تشبه بقوم فهو منهم. (سنن أبي داؤد، كتاب اللباس / باب في لبس الشهرة ٥٥٩/٢ رقم: ٤٠٣١ دار الفكر بيروت، مشكاة المصابيح، كتاب اللباس / الفصل الثاني ٣٧٥/٢)

قال الطيبي: هٰذا عام في الخلق والخلق والشعار، ولما كان الشعار أظهر في الشبه، ذكر في هٰذا الباب، قلت: بل الشعار هو المراد بالتشبه لا غير. (مرقاة المفاتيح ١٥٥/٨ رقم: ٤٣٤٧ رشيدية)

لا يجوز لأحد من المسلمين أخذ مال أحد بغير سبب شرعي. (الفتاویٰ الهندية، كتاب الحدود / الباب السابع، فصل في التعزير ١٦٧/٢ زكريا، البحر الرائق ٧٢/٥، قواعد الفقه ص: ١١٠ المكتبة الأشرفية ديوبند، شامي ١٠٦/٦ زكريا)

دولہن کی منہ دکھائی

شادی کے بعد اگر عورتیں دولہن کا چہرہ دیکھیں اور اُس کی حوصلہ افزائی کریں، تو اِس کی تو

گنجائش ہے؛ لیکن نامحرم مردوں کا سجی سنوری دولہن کو دیکھنے کے لئے آنا اور منہ دکھائی کی رسم انجام دینا قطعاً ناجائز ہے، اور نہایت بے غیرتی کی بات ہے، اِس پر نکیر کرنی لازم ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ۱۱/۲۰۶ ڈابھیل)

قال اللّٰه تعالیٰ: ﴿قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ وَيَحْفَظُوْا فُرُوْجَهُمْ ذٰلِكَ اَزْكىٰ لَهُمْ﴾ [النور، جزء آیت: ۳۰]

عن الحسن مرسلاً قال: بلغني أن رسول اللّٰه ﷺ قال: لعن اللّٰه الناظر والمنظور إليه. (شعب الإيمان للبيهقي ١٦٢/٦ رقم: ٧٧٨٨، مشكاة المصابيح ٢٧٠)

عن عقبة ابن عامر رضي اللّٰه عنه أن رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم قال: إياكم والدخول على النساء. (صحيح البخاري ٧٨٧/٢ رقم: ٥٠٣٦)

وتمنع المرأة الشابة من كشف الوجه بين الرجال، لا لأنه عورة؛ بل لخوف الفتنة. (الدر المختار) وقال الشامي: والمعنى تمنع من الكشف لخوف أن يرى الرجال وجهها فتقع الفتنة؛ لأنه مع الكشف قد يقع النظر إليها بشهوة. (الدر المختار مع الشامي ٤٠٦/١ كراچی، ٧٩/٢ زكريا)

سلامی کی رسم

نکاح کے بعد دولہا کا دولہن کے گھر جا کر نامحرم عورتوں کے درمیان سلامی کرنا قطعاً جائز نہیں ہے، یہ نہایت بے غیرتی والی رسم ہے۔

قال اللّٰه تعالیٰ: ﴿قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ وَيَحْفَظُوْا فُرُوْجَهُمْ ذٰلِكَ اَزْكىٰ لَهُمْ﴾ [النور، جزء آیت: ۳۰]

عن الحسن مرسلاً قال: بلغني أن رسول اللّٰه ﷺ قال: لعن اللّٰه الناظر والمنظور إليه. (شعب الإيمان للبيهقي ١٦٢/٦ رقم: ٧٧٨٨، مشكاة المصابيح ٢٧٠)

عن عقبة ابن عامر رضي اللّٰه عنه أن رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم قال: إياكم والدخول على النساء. (صحيح البخاري ٧٨٧/٢ رقم: ٥٠٣٦)

وتمنع المرأة الشابة من كشف الوجه بين الرجال، لا لأنه عورة؛ بل لخوف الفتنة. (الدر المختار) وقال الشامي: والمعنى تمنع من الكشف لخوف أن يرى الرجال وجهها فتقع الفتنة؛ لأنه مع الكشف قد يقع النظر إليها بشهوة. (الدر المختار مع الشامي ٤٠٦/١ کراچی، ٧٩/٢ زکریا)

دولہن کے پیر دھلوائی کی رسم

دولہن جب میکے سے سسرال پہنچے تو دروازے کے باہر اُس کے پیر دھلوانے کی رسم ٹونے ٹوٹکے کے قبیل سے ہے، اِس کی شرعاً ہرگز اجازت نہیں ہے۔ (بہشتی زیور ٣٦/٦)

عن سعد بن مالك أن رسول الله صلى الله عليه وسلم كان يقول: لا هامة ولا عدوىٰ ولا طيرة. (سنن أبي داؤد ٥٤٧/٢)

دولہن کی آمد پر پانی چھڑکنا

دولہن کی آمد پر گھر میں پانی چھڑکنے کا یہ عمل بے اصل ہے، اور غیر قوموں سے ماخوذ ہے، اِس طرح کے ٹونے ٹوٹکے سے احتراز لازم ہے۔ (مستفاد: احسن الفتاویٰ ١٥٩/٨)

عن ابن عمر رضي الله عنهما قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من تشبه بقوم فهو منهم. (سنن أبي داؤد، كتاب اللباس / باب في لبس الشهرة ٥٥٩/٢ رقم: ٤٠٣١ دار الفكر بيروت، مشكاة المصابيح، كتاب اللباس / الفصل الثاني ٣٧٥/٢)

قال القاري: أي من شبّه نفسه بالكفار مثلاً في اللباس وغيره، أو بالفساق أو الفجار، أو بأهل التصوف والصلحاء الأبرار "فهو منهم": أي في الإثم أو الخير عند الله تعالىٰ ...... الخ. (بذل المجهود، كتاب اللباس / باب في لبس الشهرة ٥٩/١٢ مكتبة دار البشائر الإسلامية، وكذا في مرقاة المفاتيح، كتاب اللباس / الفصل الثاني ٢٥٥/٨ رقم: ٤٣٤٧ رشيدية، وكذا في فيض القدير شرح الجامع الصغير ٥٧٤٣/١١ رقم: ٨٥٩٣ نزار مصطفىٰ الباز رياض)

عن سعد بن مالك رضي الله عنه أن رسول الله صلى الله عليه وسلم كان يقول: لا هامة ولا عدوىٰ ولا طيرة. (سنن أبي داؤد ٥٤٨/٢)

گودبھرائی کی رسم بد

سسرال جاتے وقت لڑکی کی گودبھرائی کی رسم قطعاً ناجائز ہے، شریعت میں اِس کا کوئی ثبوت نہیں؛ بلکہ یہ ہندوانی ٹوٹکا ہے، جس پر اعتقاد رکھنا کسی مسلمان کے لئے حلال نہیں۔
(مستفاد: بہشتی زیور ۲۲/۶-۳۲-۳۴، کفایت المفتی ۶۶/۹)

عن ابن عمر رضي الله عنهما قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من تشبه بقوم فهو منهم. (سنن أبي داؤد، كتاب اللباس / باب في لبس الشهرة ٥٥٩/٢ رقم: ٤٠٣١ دار الفكر بيروت، مشكاة المصابيح، كتاب اللباس / الفصل الثاني ٣٧٥/٢)

جوتا چھپائی کی رسم

دولہا کے سسرال پہنچنے پر دولہن کی بہنوں وغیرہ کا اُس کی جوتا چھپائی کرنا اور جبراً دولہا سے پیسے وصول کرنا اور ہنسی مذاق کرنا ہرگز درست نہیں ہے، اِس میں جہاں جبر واکراہ کی صورت پائی جاتی ہے، وہیں اجنبی مرد سے بے تکلفی اور بے پردگی کا گناہ بھی شامل ہوتا ہے، اِس لئے یہ رسم بھی قابلِ ترک اور قابلِ مذمت ہے۔ (بہشتی زیور ۳۶/۶)

عن أبي حرة الرقاشي عن عمه رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ألا لا تظلموا! ألا لا يحل مال امرء إلا بطيب نفس منه. (مشكاة المصابيح / باب الغصب والعارية، الفصل الثاني ٢٥٥، مرقاة المفاتيح / باب الغصب والعارية، الفصل الثاني ١١٨/٦، المسند للإمام أحمد بن حنبل ٧٢/٥، شعب الإيمان للبيهقي ٣٨٧/٤ رقم: ٥٤٩٢ بيروت)

عن ابن عباس رضي الله عنهما عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: لا تمار أخاك ولا تمازحه ولا تعده فتخلفه. (سنن الترمذي ٢٠/٢)

عن السائب ابن يزيد عن أبيه عن جده رضي اللّٰه عنه أنه سمع النبي صلى اللّٰه عليه وسلم يقول: لا يأخذن أحدكم متاع أخيه لاعبًا جادًّا. (سنن أبي داؤد / كتاب الأدب ٦٨٣/٢)

شادی میں گھر لیپ کر انگلیوں کے نشانات بنانا

بعض علاقوں میں شادی سے دو چار دن پہلے گھر کو لیپنے کا التزام کرتے ہیں اور اس میں مخصوص طرح کے انگلیوں سے نشانات بناتے ہیں، یہ ایک رسم ہے، جو ہندوؤں کے یہاں رائج ہے؛ لہٰذا اس سے احتراز لازم ہے۔

عن ابن عمر رضي اللّٰه عنهما قال: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: من تشبه بقوم فهو منهم. (سنن أبي داؤد، كتاب اللباس / باب في لبس الشهرة ٥٥٩/٢ رقم: ٤٠٣١ دار الفكر بيروت، مشكاة المصابيح، كتاب اللباس / الفصل الثاني ٣٧٥/٢)

کھڑے ہوکر کھانا پینا

شادیوں میں کھڑے ہوکر کھانا پینا یہ غیر قوموں کا طریقہ اور قابل ترک ہے، نبی اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کھڑے ہوکر کھانے پینے سے منع فرمایا ہے۔

عن أنس بن مالك رضي اللّٰه عنه أن النبي عليه السلام نهى أن يشرب قائمًا، فقيل: الأكل، قال: ذٰلك أشد. (سنن الترمذي ١٠/٢)

وفي رواية: ذاك أشر وأخبث. (صحيح مسلم ١٧٣/٢)

شادی میں لڑکی کو رخصت کرنے سے پہلے داماد سے زیور لینا

بعض علاقوں میں لڑکی کو رخصت کرنے سے پہلے داماد سے زیور اور کچھ سامان یا نقدی وغیرہ لینے کا رواج ہے، اِس کے بغیر لڑکی کو رخصت نہیں کرتے، یہ ایک ظالمانہ رسم ہے، لڑکے کے ذمہ صرف مہر اور نان ونفقہ اور کپڑا واجب ہوتا ہے، زیور وغیرہ دینا کچھ واجب نہیں؛ لہٰذا اِس

سے بچنا ضروری ہے، شادی کے بعد لڑکا اپنے طور پر بطور تبرع زیور وغیرہ کوئی چیز لڑکی کو دے، تو اِس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

ومن السحت ما يأخذه الصهر من الختن بسبب بنته بطيب نفسه، حتى لو كان بطلبه يرجع الختن به. (الدر المختار مع الشامي ٤٢٤/٦ كراچی، قاضي خان ٣٩١/١ كوئٹه)

لو أخذ أهل المرأة شيئًا عند التسليم، فللزوج أن يسترده؛ لأنه رشوة.

(الدر المختار مع الشامي ١٥٦/٣ كراچی، البحر الرائق ٣٢٥/٣)

وقال الشامي عند التسليم: أي بأن أبى أن يسلمها أخوها أو نحوه حتى يأخذ شيئًا، وكذا لو أبى أن يزوجها فللزوج أن يستره قائمًا أو هالكًا؛ لأنه رشوة، بزازية.

(شامي ١٥٦/٣ كراچی، بزازية على الهندية ١٣٦/٤ كوئٹه، قاضي خان ٣٩١/١، البحر الرائق ٣٢٤/٣)

نکاح میں شرکت کے لئے غیر مسلم کو مسجد میں داخل کرنا

وہ غیر مسلم جس کی رواداری اور تعلقات کی بنا پر مجلس نکاح میں شرکت کی دعوت دی گئی ہو، اور وہ ظاہری نجاست وغیرہ سے پاک ہو، اور کسی فتنہ کا بھی خوف نہ ہو، تو اس کا مسجد میں داخل ہونا شرعاً منع نہیں ہے۔ بریں بنا اگر وہ مجلس نکاح میں مسجد میں شرکت کرنا چاہے تو اہل مسجد پر کوئی گناہ نہ ہوگا۔ (مستفاد: فتاویٰ محمودیہ ۴۳۰/۲۲ میرٹھ)

وقال أصحابنا: يجوز للذمي دخول سائر المساجد. (أحكام القرآن للجصاص ١٣١/٣ قديمی)

وقال الحنفية: لا يمنع الذمي من دخول الحرم، ولا يتوقف جواز دخوله علىٰ إذن مسلم ولو كان المسجد الحرام يقول الجصاص في تفسير قولهٖ تعالىٰ: ﴿اِنَّمَا الْمُشْرِكُوْنَ نَجَسٌ فَلَا يَقْرَبُوْا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ﴾ يجوز للذمي دخول سائر المساجد. (الموسوعة الفقهية ١٨٩/١٧ الكويت)

□❖□

مآخذ ومراجع

(اس کتاب کی ترتیب وتالیف میں درج ذیل کتب سے مدد لی گئی ہے۔مرتب)

۱	تفسیر روح المعانی	علامہ ابوالفضل سید محمود آلوسی بغدادیؒ (م۱۲۷۰ھ)	زکریا بک ڈپو دیوبند
۲	تفسیر ابن کثیر	علامہ اسماعیل بن عمر عماد الدین ابن کثیرؒ (م:۷۷۴ھ)	دارالسلام ریاض
۳	الجامع لاحکام القرآن	الامام ابوعبداللہ محمد بن احمد الاندلسی القرطبیؒ (م۶۶۸ھ)	دارالفکر بیروت
۴	احکام القرآن	الامام ابوبکر جصاص الرازیؒ (م۳۷۰ھ)	زکریا بک ڈپو دیوبند
۵	تفسیر مظہری	قاضی ثناء اللہ صاحب پانی پتیؒ (م۱۱۲۵)	زکریا بک ڈپو دیوبند
۶	معارف القرآن	حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب دیوبندیؒ (۱۳۹۵ھ)	معراج بک ڈپو دیوبند
۷	صحیح البخاری	الامام ابومحمد بن اسمٰعیل بن بردزبۃ البخاریؒ (م۲۲۶ھ)	مکتبہ الاصلاح لالباغ مرادآباد
۸	عمدۃ القاری	علامہ بدرالدین عینیؒ (م:۸۵۵ھ)	دارالفکر بیروت
۹	فتح الباری	امام حافظ ابن حجر العسقلانیؒ (م۸۵۲ھ)	دارالکتب العلمیہ بیروت
۱۰	صحیح مسلم	الامام ابوالحسین مسلم بن الحجاج القشیریؒ (م۲۶۱ھ)	مختار اینڈ کمپنی دیوبند مرقم: دارالفکر بیروت
۱۱	نووی علی مسلم	شیخ محی الدین ابوزکریا یحییٰ بن شرف النوویؒ (م:۶۷۶ھ)	مختار اینڈ کمپنی دیوبند
۱۲	فتح الملہم	حضرت مولانا شبیر احمد عثمانیؒ (م۱۳۶۹ھ)	زکریا بک ڈپو دیوبند
۱۳	تکملۃ فتح الملہم	حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب دامت برکاتہم	مکتبہ دارالعلوم کراچی
۱۴	المفہم	الامام الحافظ ابوالعباس احمد بن عمر القرطبیؒ (م۶۵۶ھ)	دار ابن کثیر دمشق
۱۵	سنن الترمذی	الامام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ بن سورۃ الترمذیؒ (م۲۷۹ھ)	مختار اینڈ کمپنی دیوبند مرقم: دارالفکر بیروت
۱۶	سنن النسائی	الامام ابوعبدالرحمٰن احمد بن شعیب النسائیؒ (م۳۰۳ھ)	اشرفی بک ڈپو دیوبند ومرقم: دارالفکر بیروت

۱۷	سنن ابی داؤد	الامام ابوداؤد سلیمان بن الاشعث السجستانیؒ (م۲۷۵ھ)	مکتبہ اشرفیہ دیوبند مرقم: دار الفکر بیروت
۱۸	مراسیل ابی داؤد	الامام ابوداؤد سلیمان بن الاشعث السجستانیؒ (م۲۷۵ھ)	مکتبہ اشرفیہ دیوبند
۱۹	بذل المجہود	الشیخ خلیل احمد السہارنفوریؒ (م۱۳۴۶ھ)	مرکز الشیخ ابی الحسن الندویؒ
۲۰	سنن ابن ماجہ	الامام ابوعبداللہ محمد بن یزید القزوینیؒ (م۲۷۵ھ)	مکتبہ اشرفیہ دیوبند دار الفکر بیروت
۲۱	طحاوی شریف	ابوجعفر احمد بن محمد الطحاویؒ (م۳۲۱ھ)	یاسر ندیم دیوبند
۲۲	مشکوۃ المصابیح	الامام ولی الدین محمد بن عبداللہ الخطیب التبریزیؒ (م۷۴۱ھ)	مکتبہ اشرفیہ دیوبند
۲۳	مرقاۃ المفاتیح	العلامۃ علی بن السلطان محمد القاریؒ (م۱۰۱۴ھ)	مکتبہ اشرفیہ دیوبند
۲۴	صحیح ابن حبان	الامیر علاء الدین علی بن بلبانؒ (م۷۳۹ھ)	دار الفکر بیروت
۲۵	مسند امام احمد بن حنبل (تحقیق: احمد محمد شاکر)	الامام احمد بن محمد بن حنبلؒ (م۲۴۱ھ)	دار الحدیث القاہرہ
۲۶	السنن الکبریٰ للبیہقی	الامام ابوبکر احمد بن الحسین بن علی البیہقیؒ (۴۵۸ھ)	دار الکتب العلمیہ بیروت
۲۷	السنن الکبریٰ للنسائی	الامام ابوعبدالرحمٰن احمد بن شعیب النسائیؒ (م۳۰۳ھ)	مکتبہ سعد دیوبند
۲۸	شعب الایمان	الامام ابوبکر احمد بن الحسین البیہقیؒ (م۴۵۸ھ)	دار الکتب العلمیہ بیروت
۲۹	الترغیب والترہیب	الحافظ ذکی الدین عبدالعظیم بن عبدالقوی المنذریؒ (م۶۵۶ھ)	دار الکتب العلمیہ بیروت
۳۰	مصنف ابن ابی شیبہ	ابوبکر عبداللہ بن محمد بن ابی شیبہ الکوفیؒ (م۲۳۵)	دار الکتب العلمیہ بیروت
۳۱	مصنف عبدالرزاق	الحافظ ابوبکر عبدالرزاق بن ہمام الصنعانیؒ (م۲۱۱ھ)	دار القلم بیروت
۳۲	المعجم الطبرانی الاوسط	علامہ ابوالقاسم سلیمان بن احمد الطبرانیؒ (م۳۶۰ھ)	مکتبۃ المعارف ریاض
۳۳	المعجم الطبرانی الکبیر	علامہ ابوالقاسم سلیمان بن احمد الطبرانیؒ (م۳۶۰ھ)	دار احیاء التراث بیروت
۳۴	سنن الدارقطنی	الامام حافظ علی بن عمر الدارقطنیؒ (م۳۸۵ھ)	دار الکتب العلمیہ بیروت
۳۵	کنز العمال	علی ابن حسام الدین المتقیؒ (م:۹۷۵ھ)	دار الکتب العلمیہ بیروت
۳۶	مجمع الزوائد	علامہ ابوبکر الہیثمیؒ (م:۸۰۷ھ)	دار الکتب العلمیہ بیروت
۳۷	فیض القدیر	العلامہ زین الدین عبدالرؤوف محمد بن علی المناویؒ (م۱۰۳۱ھ)	دار الفکر بیروت
۳۸	جامع الاحادیث الکبیر	الحافظ جلال الدین السیوطیؒ (م۹۱۱ھ)	دار الفکر بیروت

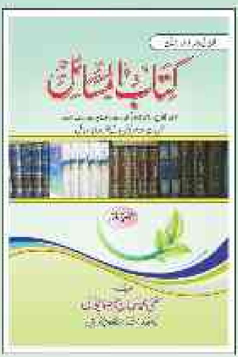
۳۹	اعلاء السنن	حضرت مولانا ظفر احمد عثمانیؒ (م:۱۳۹۴ھ)	دار الکتب العلمیہ
۴۰	اوجز المسالک	حضرت شیخ زکریا مہاجر مدنیؒ (م:۱۴۰۲ھ)	دار القلم دمشق
۴۱	الاصابہ	العلامہ الحافظ بن حجر العسقلانیؒ (م۸۵۲ھ)	دار الکتب العلمیہ بیروت
۴۲	احیاء العلوم	حجۃ الاسلام ابوحامد محمد بن محمد الغزالیؒ (م۵۰۵)	نول کشور، لکھنؤ
۴۳	شرح الفقہ الاکبر	ابوحنیفہ نعمان بن ثابت الکوفیؒ (م۱۵۰ھ)	دار الکتب العلمیہ بیروت
۴۴	کتاب الآثار للامام محمدؒ	تشریح: علامہ ابوالوفاء افغانیؒ	مجلس علمی ڈابھیل
۴۵	الجامع الصغیر	ابوعبداللہ محمد بن الحسن الشیبانیؒ (م۱۸۹ھ)	دار الایمان سہارنپور
۴۶	المبسوط	شمس الائمہ شمس الدین ابوبکر محمد السرخسیؒ (م:۴۹۰ھ)	دار الفکر بیروت
۴۷	ہدایہ	شیخ الاسلام علامہ برہان الدین المرغینانیؒ (م۵۹۳ھ)	ادارۃ المعارف دیوبند
۴۸	فتاویٰ قاضی خاں	علامہ فخر الدین حسن بن منصور المعروف بقاضی خاںؒ (م۵۹۲ھ)	دار احیاء التراث بیروت
۴۹	فتح القدیر	شیخ الاسلام علامہ برہان الدین مرغینانیؒ (م:۵۹۳ھ)	دار الفکر بیروت
۵۰	عنایہ شرح الہدایۃ مع الفتح	اکمل الدین محمد بن محمد بن محمود الرومیؒ (م۷۸۶ھ)	مکتبہ اشرفیہ دیوبند
۵۱	البنایۃ شرح الہدایۃ	ابومحمد محمود بن احمد الحنفی بدر الدین العینیؒ (م۸۵۵ھ)	مکتبہ نعیمیہ دیوبند
۵۲	البحر الرائق	العلامہ زین العابدین ابراہیم ابن نجیم الحنفیؒ (م۹۷۰)	ایچ ایم سعید کمپنی کراچی
۵۳	تنویر الابصار مع الدر المختار	محمد بن عبداللہ بن احمد الخطیب التمر تاشیؒ (م۱۰۰۴ھ)	ایچ ایم سعید کمپنی کراچی
۵۴	درمختار	شیخ علاء الدین الحصکفیؒ (م۱۰۸۸ھ)	ایچ ایم سعید کمپنی کراچی
۵۵	ردالمحتار (فتاویٰ شامی)	علامہ محمد امین الشہیر بابن عابدینؒ (م۱۲۵۲ھ)	ایچ ایم سعید کمپنی کراچی، دار الفکر بیروت، (زکریا بک ڈپو دیوبند) احیاء التراث العربی بیروت
۵۶	تقریرات رافعی	علامہ عبدالقادر الرافعیؒ (م:۱۳۲۳ھ)	زکریا بک ڈپو دیوبند
۵۷	غایۃ الاوطار ترجمہ درمختار	مترجم: مولانا محمد احسن صدیقی نانوتویؒ	نول کشور لکھنؤ
۵۸	حاشیۃ الطحطاوی علی الدر	امام احمد بن محمد بن اسماعیل الطحطاویؒ (م۱۲۳۱ھ)	مکتبہ اشرفیہ دیوبند
۵۹	منحۃ الخالق علی البحر	علامہ ابن عابدین شامیؒ (م۱۲۵۲ھ)	ایچ ایم سعید کمپنی کراچی
۶۰	بدائع الصنائع	العلامۃ علاء الدین ابوبکر بن سعود الکاسانی الحنفیؒ (م۵۸۷ھ)	مکتبہ نعیمیہ دیوبند
۶۱	تبیین الحقائق	فخر الدین عثمان بن علی الزیلعی الحنفیؒ (م۷۴۳ھ)	زکریا بک ڈپو دیوبند

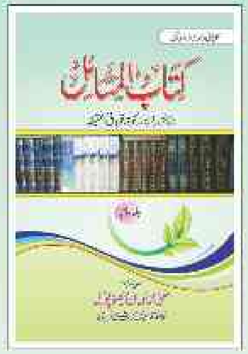
۶۲	حاشیۃ چلپی علی تبیین	شہاب الدین احمد بن حجر الشلبیؒ (م ۱۰۲۱ھ)	زکریا بک ڈپو دیوبند
۶۳	المختصر القدوری	ابوالحسین احمد بن محمد القدوری البغدادی الحنفیؒ (م ۴۲۸ھ)	مکتبہ رشیدیہ دہلی
۶۴	الجوہرۃ النیرۃ	ابوبکر بن علی بن محمدؒ (م ۸۰۰ھ)	مکتبہ تھانوی دیوبند
۶۵	طحطاوی علی المراقی	علامہ سید احمد الطحطاوی الحنفیؒ (م ۱۲۳۱ھ)	قدیمی کتب خانہ کراچی
۶۶	مجمع الانہر	شیخ عبدالرحمٰن محمد بن سلیمانؒ (شیخ زادہ) (م ۱۰۷۸ھ)	داراحیاء التراث بیروت
۶۷	الدر المنتقی علی مجمع الانہر	شیخ محمد بن علی الحصینی المعروف بالعلاء الحصکفیؒ (م ۱۰۳۲ھ)	دارالکتب العلمیہ بیروت
۶۸	النہر الفائق	سراج الدین عمر بن ابراہیم بن نجیم الحنفیؒ (م ۱۰۰۵ھ)	زکریا بک ڈپو دیوبند
۶۹	الفتاویٰ السراجیہ	سراج الدین ابی محمد علی بن عثمان التیمیؒ (م ۵۶۹ھ)	مکتبۃ الاتحاد دیوبند
۷۰	الفتاویٰ الولوالجیۃ	ظہیر الدین عبدالرشید بن ابی حنیفہ الولوالجیؒ (م ۵۴۰ھ)	دارالایمان سہارنپور
۷۱	خلاصۃ الفتاویٰ	امام طاہر بن احمد بن عبدالرشید البخاریؒ (م ۵۴۲ھ)	مکتبہ اشرفیہ دیوبند
۷۲	غنیۃ المتملی (حلبی کبیر)	الشیخ ابراہیم الحلبی الحنفیؒ (م ۹۵۶ھ)	سہیل اکیڈمی لاہور
۷۳	بزازیہ علی ہامش الہندیہ	علامہ حافظ الدین محمد بن محمد المعروف بابن بزازؒ (م: ۸۲۷ھ)	زکریا بک ڈپو دیوبند
۷۴	شرح وقایہ	صدر الشریعہ عبیداللہ بن مسعود بن محمودؒ (م: ۷۴۷ھ)	فیصل پبلی کیشنز دیوبند
۷۵	المحیط البرہانی	علامہ برہان الدین محمود بن صدر الشریعہ البخاریؒ (م: ۶۱۶ھ)	ادارۃ القرآن کراچی
۷۶	فتاوی تاتارخانیہ	علامہ عالم بن علاء انصاری دہلویؒ (۷۸۶ھ) (تحقیق: مفتی شبیر احمد صاحب قاسمی)	ادارۃ القرآن کراچی زکریا بک ڈپو دیوبند
۷۷	عالمگیری	علامہ نظام الدین وجماعۃ من العلماء	داراحیاء التراث بیروت
۷۸	المغنی بن قدامہ	موفق الدین عبداللہ بن احمد بن محمد بن قدامہ المقدسیؒ (۶۲۰ھ)	دارالفکر بیروت
۷۹	الموسوعۃ الفقہیہ الکویتیہ	مجموعۃ من العلماء	وزارۃ الاسلامیہ کویت
۸۰	موسوعۃ الفقہ الاسلامی	الدکتور وہبہ زحیلی	مکتبہ اشرفیہ دیوبند
۸۱	الفقہ الاسلامی وادلتہ	الدکتور وہبہ زحیلی	مکتبہ اشرفیہ دیوبند
۸۲	الفقہ علی المذاہب الاربعۃ	علامہ عبدالرحمٰن جزیری	المکتبۃ العصریہ بیروت
۸۳	نورالانوار	مولانا حافظ احمد ملاجیونؒ (م: ۱۰۳۰ھ)	مکتبہ بلال دیوبند

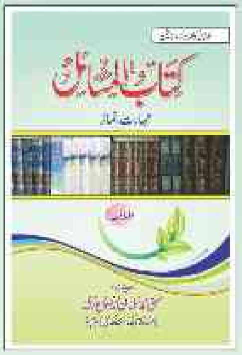
۸۴	الفتاویٰ الحدیثیہ	العلامہ احمد بن محمد بن علی ابن حجر الہیثمیؒ (م۹۷۴ھ)	داراحیاء التراث بیروت
۸۵	معجم لغۃ الفقہاء	ڈاکٹر محمد رواس قلعہ جی، ڈاکٹر حامد صادق قینبی	ادارۃ القرآن کراچی
۸۶	قواعد الفقہ	علامہ عمیم الاحسان مجددیؒ	زکریا بک ڈپو دیوبند
۸۷	فقہ السنہ	السید سابق	دارالکتاب العربی بیروت
۸۸	باقیاتِ فتاویٰ رشیدیہ	فتاویٰ حضرت گنگوہیؒ، مرتبہ: مولانا نورالحسن راشد کاندھلوی	مفتی الٰہی بخش اکیڈمی کاندھلہ
۸۹	حجۃ اللہ البالغہ	احمد بن عبدالرحیم شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ (م۱۱۷۶ھ)	مکتبہ حجاز دیوبند
۹۰	رحمۃ اللہ الواسعہ شرح حجۃ اللہ البالغہ	حضرت مولانا مفتی سعید احمد صاحب پالن پوری مدظلہ	مکتبہ حجاز دیوبند
۹۱	کفایۃ المفتی	مفتی اعظم حضرت مولانا کفایت اللہ صاحب دہلویؒ (م۱۳۷۲ھ)	مکتبہ امدادیہ پاکستان
۹۲	فتاویٰ دارالعلوم دیوبند	حضرت مولانا مفتی عزیز الرحمٰن صاحبؒ (م۱۳۴۷ھ)	مکتبہ دارالعلوم دیوبند
۹۳	المصالح العقلیہ	حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانویؒ (۱۳۶۲ھ)	دارالکتاب دیوبند
۹۴	الحیلۃ الناجزۃ	حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانویؒ (۱۳۶۲ھ)	امارتِ شرعیہ ہند
۹۵	بہشتی زیور	حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانویؒ (۱۳۶۲ھ)	مکتبہ اختری سہارنپور
۹۶	مسائل بہشتی زیور	مرتبہ: ڈاکٹر مفتی عبدالواحد صاحب	جامعہ مدنیہ لاہور
۹۷	امداد الفتاویٰ	حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ (م۱۳۶۲ھ)	ادارہ تالیفات اولیاء دیوبند
۹۸	امداد المفتیین	حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب دیوبندیؒ (م۱۳۹۵ھ)	مکتبہ دارالعلوم کراچی
۹۹	علم الفقہ	حضرت مولانا عبدالشکور صاحب فاروقیؒ (م:۱۹۶۲ھ)	مکتبہ فاروقیہ لکھنؤ
۱۰۰	جواہر الفقہ	حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب دیوبندیؒ (م۱۳۹۵ھ)	مکتبہ تفسیر القرآن دیوبند
۱۰۱	فتاویٰ محمودیہ	حضرت مولانا مفتی محمود حسن گنگوہیؒ (م۱۴۱۷ھ)	زکریا بک ڈپو دیوبند
۱۰۲	فتاویٰ رحیمیہ	حضرت مولانا مفتی سید عبدالرحیم صاحب لاجپوریؒ (م۱۴۲۲ھ)	مکتبہ رحیمیہ سورت گجرات
۱۰۳	احسن الفتاویٰ	حضرت مولانا مفتی رشید احمد صاحب لدھیانویؒ (م۱۴۲۲ھ)	دارالاشاعت دہلی
۱۰۴	آپ کے مسائل اور اُن کا حل	حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ (م:۱۴۲۱ھ)	کتب خانہ نعیمیہ دیوبند
۱۰۵	کتاب الفتاویٰ	حضرت مولانا خالد سیف اللہ صاحب رحمانی	کتب خانہ نعیمیہ دیوبند

۱۰۶	فتاویٰ قاسمیہ	حضرت مولانا مفتی شبیر احمد صاحب قاسمی	مکتبہ اشرفیہ دیوبند
۱۰۷	انوار نبوت	حضرت مولانا مفتی شبیر احمد صاحب قاسمی	مکتبہ الاصلاح لال باغ
۱۰۸	ایضاح المسائل	حضرت مولانا مفتی شبیر احمد صاحب قاسمی	مکتبہ الاصلاح لال باغ
۱۰۹	کتاب النوازل	محمد سلمان منصور پوری	فرید بک ڈپو دہلی
۱۱۰	دینی مسائل اور اُن کا حل	محمد سلمان منصور پوری	فرید بک ڈپو دہلی
۱۱۱	محقق و مدلل مسائل	حضرت مولانا مفتی محمد جعفر ملی رحمانی	اشاعت العلوم اکل کنواں
۱۱۲	خواتین کے شرعی مسائل	مولانا منور سلطان صاحب ندوی	المعہد العالی حیدرآباد
۱۱۳	مجموعہ قوانین اسلامی	زیر نگرانی: حضرت مولانا منت اللہ صاحب رحمانیؒ	مسلم پرسنل لاء بورڈ
۱۱۴	اصلاح انقلابِ امت	حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ (م۱۳۶۲ھ)	دار الکتاب دیوبند
۱۱۵	فیروز اللغات	مولانا فیروز الدین	فرید بک ڈپو دہلی

❍❖❍


کتاب المسائل


کتاب المسائل


کتاب المسائل

